DAMAGE BOOK

DAMAGE BOOK

UNIVERSAL
LIBRARY
OU_222111
UNIVERSAL
LIBRARY

بعون صناع رنگین مکان و فضل خلاق زمین و زمان

قصۂ شیرین بیان داستان رنگین بیان تصنیف جامع کمالات صوری و معنوی مرزا رجب علی بیگ سرور

فسانۂ عجائب

باتصویرات اب چوتھی بار چھپا

... مصنف مسبوق التوصیف باہتمام مرزا محمد حسین ...

مطبع منشی نولکشور کانپور میں طبع رنگین مقبول جہان ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی خلق من الماء بشرا فجعلہ نسبا وصہرا وکان ربک قدیرا سزاوار حمد وثنا خالق ارض و سما جل وعلی صانع بیچون وچرا ہے جسنے رنگ بے ثباتی سے باین رنگا رنگی تختۂ چمن دنیا پر از لالہ وگل جزو کل بنایا اور باوجود ترس باغبان وبیم صیاد ولولۂ رخ گل بلبل کو دیکر دام محبت مین پھنسایا اور عاشق باوفا ومعشوق پر دغا کو ایک آب وگل سے خمیر کرکے پردۂ غیب سے بعرصۂ شہود لایا ایک خلعت سے دو طرح کا جلوہ دکھایا اور انسان ضعیف بنیان کو اشرف المخلوقات فرمایا جلوۂ حسن بتان نتیجہ آشفتگی کا بہانہ ہے نالہ بلبل شیدا گوش گل رعنا کا ترانہ ہے اس کی نیرنگیون کے مشہور فسانے ہین ہم اسکی قدرت کا ٹھ کے دیوانے ہین صفت اس کی محال ہے زبان اس تقریر سے لال ہے جس کی شان مین مخبر صادق یہ فرمائے دوسرا اس عہدے سے کب برآئے ما عرفناک حق معرفتک

نعت سرور کائنات محبوب خدا برگزین انبیا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بعد حمد خالق جن وبشر حاکم قضا وقدر مبدا و شام مطالع سے نعت سید کائنات خلاصۂ موجودات بہترین عالم برگزین نوع بنی آدم کی ہے جس کے چراغ ہدایت کی روشنی سے تیرہ بخت گم گشتہ کوچۂ ضلالت براہ راست پر آئے بتوفیق رفیق اور مدارج تحقیق کیا کیا مرتبے بلند پائے اور منحرفت گورباطنون کو فہم ناقص کی کجی اور زعم فاسد نے کیسے کیسے روز سیہ دکھائے اس کے حق مین یہ حکم

بچشم غور دیکھو تو اور کسی نے بھی یہ رتبہ پایا ہے لَولاکَ لَمَا خَلَقتُ الافلاک سر حلقہ اولین خاتم المرسلین
مظہر صنعت کریم احمد بے میم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ الطاہرین و اصحابہ المکرمین وسلم کوئی شاعر
اوسکی شان مین کہتا ہے لا اعلم پیش از ہمہ شاہان غیور آمدہ ٭ ہر چند کہ آخر بظہور آمدہ ٭ اے ختم رسل قرب
تو معلوم شد ٭ دیر آمدہ ز راہ دور آمدہ ٭ اس مشت خاک کا کیا فہم و ادراک جو شمۂ صفات ذات بابرکات
زبان پر لائے جو عجز مین نہ در آئے کام زبان ناکامی سے فوراً جل جائے آور منقبت امیر المومنین
امام المتقین یکہ تاز میدان لافتیٰ خلاصۂ مضمون سورۂ ہل اتیٰ یہی کافی ہے جیسے پیغمبر نے کہا لحمک لحمی و دمک
دمی علی منی و انا منہ اور مدح اہلبیت رسالت کہ ولا اونکی ایمان کی دلیل ہے اور محبت اونکی ہر فرد بشر کو
واجب باین حدیث جلیل ہے مثل اہل بیتی کمثل سفینۃ نوح من رکبہا نجیٰ و من تخلف عنہا غرق و ہویٰ

تذکرہ شاہ غیور فریدون شوکت نوشیروان معدلت غازی الدین حیدر بادشاہ غازی [illegible] زمان

پس از حمد خدا و نعت سرور انبیا لازم و ضرور ہے کہ مدح والی ملک بیان کرے قولہ تعالیٰ اطیعوا اللہ
و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم اگرچہ صفت شاہ زمان گدا کو بیان کرنا چھوٹا منھ بڑی بات ہے
مگر نام نامی توصیف ذات گرامی اوسکی وسیلۂ توقیر اس تحریر اور مفتاح باب اس پریشان تقریر کا
یہ سمجھ کر شمہ از شمائل و ذرہ از خورشید خصائل رقم کرتا ہون شاہ کیوان بارگاہ بلند مرتبہ عالیجاہ سر حلقہ

شاہان والا تبار جم شوکت فریدون فر سلیمان اقتدار کشور گیر ملک ستان خدیو کیہان ابو المظفر معز الدین شاہ زمن غازی الدین حیدر بادشاہ غازی خلّد اللہ مُلکہٗ و سلطنتہٗ و ایّدہٗ اللہ بالنصر والظفر جلّ جلالہٗ اگر معرکۂ رزم یا صحبت بزم اُس کی انشا کرون صفحۂ دنیا پر نہ لکھ سکون دم رزم رستم و سام و نریمان مثل بیر زال لرزان اور وقت سخا اور عطائے زر و مال حاتم کے ہاتھ مین کاسۂ سوال بزم طرب مین زہرہ مشتری سرگرم نغمہ پردازی و عربدہ سازی ہنگام عتاب و خشم مریخ مستعد جلادی و بیدادی یہ ادنیٰ عنایت ہے بیت چنان بوسم سرما دوشالہا بخشید کہ گرم شد ہمہ بنگالہ سرد شد کشمیر بسکہ سحاب بخشش اُس بحر عطا کا روز و شب مزرعۂ دہر پر بارش رکھتا ہے شہر مین سالہا کان مشتاق سائل کی صدا کا اور دیدہ ندیدہ صورت گدا کا عدل یہ کہ چیونٹی سے ڈرتا ہے شیر بکری کی اطاعت کا دم بھرتا ہے بچشم خود اُسکے عہد دولت مین ہزارون نے دیکھا بکری شیر کے بچے کو دودھ پلاتی تھی کنار مین شفقت سے سلاتی تھی باز تیز پرواز بچۂ گنجشک کا دمساز اور نگہبان بلی کی عادت جبلی یہ کہ کبوتر سے ہراسان دونو دل اندوہناک روزن ہر خانہ سے مسدود شحنۂ داد نظر بندی فساد کو موجود اللہ تعالیٰ اُس امید گاہ عالم و عالمیان کو اپنے حفظ و امان مین سلامت رکھے دولتخواہ اُس ذی جاہ کے بعیش و شادی مدام اور دشمن رو سیاہ برنج نامرادی گرفتار آلام رہین بحق رب ذو المنن بتصدق پنجتن

بیان مؤلف در بارۂ لکھنؤ و ذکر صنعت مردمان خجستہ بنیاد و تذکرۂ ہر صاحب علم و کمال علی قدر حال و نمونہ مکانات شہر

یہ پنبہ دہان ہیچمدان محرر داستان مقلد گذشتگان سراپا قصور رجب علی بیگ تخلص سرور متوطن خطۂ بے نظیر دلپذیر رشک گلشن جنان مسکن حور و غلمان جائے مردم خیز باشندے یہان کے ذکی فہیم عقل کے تیز اگر دیدۂ انصاف و نظر غور سے اس شہر کو دیکھیے تو جہان کے دید کی حسرت نہ رہے آنکھ بند کرے شعر نثار رضوان بھی جس کا خوشہ چین ہے ٭ وہ بیشک لکھنؤ کی سرزمین ہے سبحان اللہ و بحمدہ عجب شہر گلزار ہے ہر گلی کوچہ دلچسپ باغ و بہار ہے ہر شخص اپنے طور پر باوضع قطعہ دار ہے دور دور یہ بازار کس انداز کا ہے ہر دکان مین سرمایہ ناز و نیاز کا ہے ہر چند ہر محلے مین جہان کا ساز و سامان مہیا ہے پر اکبری دروازے سے جلوخانے اور ریکے پل تک کہ صراط مستقیم ہے کیا جلسا ہے

نان بائی خوش سلیقہ شیرمال کباب نان نہاری جہان کی نعمت اس آبداری کی جس کی بو باس
سے دل طاقت پائے دماغ معطر ہو جائے فرشتہ گذرے تو سونگھے کیسا ہی سیر ہو ذرا نہ دیر ہو
دیکھے سے بھوک لگ آئے وہ وہ سرخ سرخ پیاز سے نہاری کا بگھار سرلی جھنکار شیرمال شنگرف کے
رنگ کی خستہ بھربھری ایکبار کھائے نان نعمت کا مزہ پائے تمام عمر ہونٹ چاٹتا رہجائے کباب
اس آب و تاب کے کہ مرغ و ماہی کا دل بیخ آہ پر حسرت محرومی سے کباب ادرک کا لچھا میان خیراللہ
کی دکان کا بال سے باریک کترا ہاضم نایاب حسینی کے حلوا سوہن پر عجیب جوبن اس کی شیرینی کی
گو مین لب بند جہان کو پسند پیڑی دبیز بسی بسائی لذیذ ہونٹ سے کھائے دانت کا
بار تمام عمر دانت رہے دانت لگانے کی نوبت نہ آئے جوزلی خوب حبشی اہل ہند کو مرغوب دودھیا
سیر خوارہ نوش کر جائے ہر کنجڑن کی وہ تیکھی چتون آدمی صورت دیکھتا رہے رعب حسن سے
بات نکر سکے سن کر مین پریزاد سرو قامت رشک شمشاد دکانون مین انواع اقسام کے میوے
قرینے سے چنے روز مرے محاورے ان کے دیکھے نہ سنے کبھی کوئی پکار اٹھی میان سٹکے کو
ڈھیر لگا دیا ہے کوئی موزون طبیعت یہ فقرہ سناتی مزا انگور کا ہے رنگترون مین کسی طرف
یہ صدا آتی ہے گنڈیریان ہین پونڈے کی ایک طرف تنبولی سرخروئی سے یہ رمز و کنایہ
کرتے ولی ٹھولی مین چبا چبا کر ہر دم یہ دم بھرتے تمھی کا منھ کالا ہو یا گرد کرڈا
گلال سے کتھے چونے سے ادمی مین کھڑا لال ہے گلیون مین گجر دم یہ آواز آتی شیرمال ہے
گھی اور دودھ کی مفلس کا دل اچاٹ ہے ٹکون کی چاٹ ہے کدھر لینے والے ہین کمش کی
قلفیان کھیر کے پیالے ہین کیا خوب بھنے بھربھرے ہین چنے پرمل اور مرمرے ہین جھیم
بنیا کہے دو گرمی جس مین چیل انڈا چھوڑتی دو پیسے کو برف کی قلفی جمی دو کھائے بدن تھرائے
جو ہو نرے لقوے فالج مین مرے سر جوک ہشت خانے سے شانہ چھلا نسیم و صبا کو سیدھا
رستہ ملا شیخ کولی کی مٹھائی جس نے کھائی جہان کی شیرینی سے دل کھٹا ہوا بنارس کا کھجلا بھولا
متھرا کے پیڑے کا مٹھا ہوا برفی کی نفاست بو باس در دراین نقرئی ورق کا جوبن کسی اور
شہر کا رکابدار اگر دیکھ پائے یا ذائقہ لب پر آئے زندگی تلخ ہو ہاتھ کاٹ کاٹ کر کھائے امرتی
مسلسل کا ہر پیچ ذائقے کو پیچ و تاب دیتا یاقوتی مفرح کا مزہ جب منھ مین کھا اصل تو یہ ہے عسل مصفی

جنت کی نہر کا حلق سے اوترا پراچیون کی قلفی کی کہ جو لذت سُبکی وذائقے مین جو بہتر از انگور نہایت
آب وتاب ہم خرما ہم ثواب بالائی نورا کی دکان پر جب نظر آئی بے قند و شکر شکر کر دو علی نور کہکر
چھری سے کاٹ کر کہائی مداریئے حقے وہ ایجاد ہوئے کہ ایسے اُستاد ہوئے کہ جب تڑاقا اُن کا
شنا پیچوان کا دم بند ہوا اٹھانا کا تمباکو مشک وعنبر کی خوشبو جس نے ایک گھونٹ کھینچا اُسی کا دم
بھرنے لگا علی الخصوص مرد تماش بین کے واسطے یہ شہر خراد ہے یہان ہر فن کا استاد ہے سیکڑون
گھامڑ بدشکل کندۂ ناتراش اطراف وجوانب سے آ پھنسے عشرے مین چھیل چھبیلا وضعدار ہو گئے
جب ابو تراب خان کے کٹڑے مین جا میان خیراتی سے کسی کی خیرات مین خط بنوایا بارہ برس
کے سن کا گالون سے فر آیا چار پہر گھوتھی ٹٹولی پتا نپایا کاتب قدرت کا لکھا مٹاتا ہے ایسا خط
بناتا ہے سید حسین خان کے دروازے پر عبد اللہ عطر فروش کی دکان جائے نشست ہر وضعدار
جوان ہے وہ چنبیلی بیلے چنبیلی کا تیل ریل پیل فتنہ بپا کرنے والا ایسا ملا کہ سہاگ کا عطر
گرد ہوا جونپور سے دل سرد ہوا عطر کی روئی رکھی کان مین پہر جا بیٹھا کسی افیونی کی دکان مین
سفید سفید چینی کی پیالیان خوبصورت رنگتین نرالیان افیون فیض آبادی لالے کی وہ رنگین
جس نے تریاک مصر کے قشے کر کرے کیے زیادہ پی جانے والون کو جان کے لالے ہوئے ایسے
متوالے ہوئے جھگڑا بادۂ ارغوانی و زعفرانی کا پیدا تبدیل ذائقہ کو فرنی کے خوانچے نقرئی ورق
جمے پستے کی ہوائی چھڑکی ہوئی مہیا چسکی پی ایک دم کے بعد دم حقے کا کھینچا آنکھون مین سرور
موجود ہوا وہان سے بڑھا کان مین آواز آئی میلے کے ہار ہین شوقین البیلے کو مین لے چلا جا
فرنگی محل کے میلے کو جب یہ سج تبی بگڑا ہجون کے بل چلا یہ بھولا وطن کی چال ڈھال راہ و رسم
بھولا اکثر باہر سے آیہ وہ جی بنا جونپور کے قاضی ہونے کو مفتی مین راضی ہو گئے برسات کا اگر موسم ہے شہر کا
یہ عالم ہے ادھر مینہ برسا پانی جابجا بہ گیا گلی کوچہ صاف رہگیا ساون بھادون مین زرد وزی جوتا پہنا
پھرے کیچڑ تو کیا مٹی نہ بھرے فصل بہار کی صنعت پروردگار کی قدرت رضوان جن کا شائق دیکھنے سے
لائق روز عیش باغ مین تماشے کا میلا ہر وقت چمن کا جلسہ موتی جھیل کا پانی چشمۂ زندگانی کی
آب و تاب دکھاتا پیاسون کا دل لہراتا سڑک کے درختون کی فضا جدا ہا کنجوا موجین مارتا ہار سنگار
کے جنگل مین لوگون کا جمگھٹا رنگا رنگ کی پوشاک آپس کی جھانک تاک تختۂ لالہ و فرمان جن پر قربان

بجاسے

بندہاے خاص کی سبکروی خرام ناز ہر قدم پر کبک دری چال بھول کر جبین نیاز رگڑتی شاخ سرو
اُن کے روبرو نہ اکڑتی شائق ہزار در ہزار شمع پر پروانون کا عالم غول کے غول باہم آم کے درختون مین
ٹپکا لگا خاص جھولا وہین پڑا جھولنے والون پر دل ٹپکا پڑتا محبت کے پینگ بڑھتے دیکھنے والے
درود پڑھتے باغ مین کوئل پپیہے مور کا شور جھولے پر گھٹا رہی اودی گھنگھور ساونون بھادون کے
جھالے وہ رنگین جھولنے والے دشت غربت مین یہ جلسہ جو یاد آجاتا ہے دل پاش پاش ہوجاتا ہے
کلیجہ منھ کو آتا ہے نہ کہ کانپور کی برسات ہیہات ہیہات دخل کیا دروازے سے باہر قدم دھرے اور
پھسل پڑے گلی مین پاؤن رکھا کیچڑ کا چھپکا سر پر پہونچا دو اس فصل مین باہم نہ دیکھے مگر
ملے کے پھنسے اور جنھین سواری کا مقدور نہین دخل کیا جو وہ جائین کہین اُن کے حق مین برسات
حوالات گھر جیلخانہ کہین جانا نہ آنا اگر خواب مین کہین نکل گئے تو چونک پڑے کہ پھسل گئے اور
جو بازاری کاروباری ہین اُن کا یہ نقشہ دیکھا ہاتھ مین جوتیان پائینچا چڑھا کیچڑ مین لت پت
یہان گرے وہان گرے خدا خدا کر جیتے گھر پھرے اور جو شیخی کے مارے ننگے پاؤن نہ نکلے تو شعر
دیکھی ہے یہ رسم اس نگر مین + جوتا ہے گلی مین آپ گھر مین۔ پھر بر سر مطلب آیا خاص بازار کہ شہر وسیع
وخوش قطع ہے اُسکے نقشے سے مانی بہزاد نے خار کھایا شبیہ کشی تو کیا خاکہ خاک نہ کھینچا تھا ۔
پھر آیا کوٹھیان فرح بخش و دلکشا برج ہر ایک جان نما سلطان منزل اور استری منجن نشاط افزا
توبہ شکن انسان کو دیکھکر سکتہ ہوجائے کام اُنکا وہم و قیاس مین نہ آئے سر راہ کی بارہ دری
جواہر سے جڑی پری کی صورت کی قریب نہر جاری تکلف کی تیاری پائین باغ اُس کا جس نے دیکھا
باغ ارم سمجھا سوسن صفت ہزار زبانین بہم پہونچین تعریف نکر سکا گونگے کا سپنا ہوا رومی دروازہ
اس رفعت وشان کا ہے گذرگاہ ایک جہان کا ہے اگر اوس پر چڑھ جائے بام فلک پست معلوم ہو
وشتوان کا مشورہ کان مین آئے سپر اولین اُس کی زمین ہے شش جہت مین دوسرا نہین ہے
انتخاب ہے امام باڑہ لاجواب ہے مقبرے عالیشان و نادر مکان کہ فلک بدیدۂ انجم نگران ہے
اُسکے نظیر کی جستجو مین مشغل مہ وخورشید روز و شب روشن کیے کو بکو سر گردان ہے اگر پاؤن
پھیلانے کی جگہ اُن مین ہاتھ آئے سر دست مرجانے کو جی چاہے گومتی کے اندازسے نہر کی
کیفیت نظر آتی ہے طبیعت لہراتی ہے دورویہ آبادی عمارت کہین رمنے کسی جا باغ ہے صبح وشام

وہ بہار نظر آتی ہے کہ شام اودھ اور بنارس کی سحر بھول جاتی ہے شہر نفیس مجمع رئیس ہر فن کا کامل یہان حاصل ہے خوشنویس حافظ ابراہیم صاحب سا اس قطع کا قطعہ لکھا جو میر علی یا آغا جیتے ہوتے اپنے لکھے کو روتے اشک حسرت سے وصلیان دھوتے مرزائی صاحب کا یہ حال تھا کوئی پرچہ ان کا انکی نظر پڑجاتا تیر بزر بزر کہتا یاقوت رقم ہیرا کھاتا مرثیہ خوان جناب میر علی صاحب نے وہ طرز نو مرثیہ خوانی کا ایجاد کیا کہ حیرت کہن نے مسلم الثبوت اُستاد کیا علم موسیقی مین یہ کمال بہم پہونچایا اس طرح کا دُھرپد خیال ٹپہ گایا اور بنایا کہ کبھی کسی نایک کے وہم و خیال مین نہ آیا تھا ایک رنگین احاطہ کھینچا ہے جو اسمین آیا پھر نہ پھلا وہ انکا پیرو ہوا اور جس نے ڈھنگ جدا کیا وہ ٹکسال باہر بدرنگ ہوا اگر تان سین جیتا ہوتا ان کے نام پر کان پکڑتا بھیک مانگ کھاتا گر نہ گاتا ہزاروں شاگرد جگت اُستاد ہوا مولوی سب مین پر بزاد ہوا امیرون مین حسین علیخان بلبل ہزار داستان خوش الحان مرثیہ گو بےنظیر میان دلگیر صاف باطن نیک ضمیر خلیق فصیح مرد مسکین مگر بات زمانہ سے کبھی افسردہ نہ دیکھا اللہ کے کرم سے ناظم خوب دبیر مرغوب سکندر طالع بصورت گدا بار احسان اہل دول کا نہ اُٹھایا عرصہ قلیل مین مرثیہ سلام کا دیوان کثیر فرمایا طبیب ہر ایک مسیحائی کرتا ہے قم باذنی کا دم بھرتا ہے جسے دیکھا بقراط سقراط جالینوس زمان ہے اس معنی مین یہ خطہ رشک زمین یونان ہے تیرک جان صاحب پیرنے کے فن سے لیے آشنا ہوئے کہ مردم بحر و بر سرگرم ثنا ہوئے شاعر زباندان ایسے کہ عرفی اور خاقانی کی غلطی بتائی فردوسی و انوری کی یاد بھلائی شیخ امام بخش ناسخ نے یہ ہندی کی چندی کی اور روزمرے کو ایسا فصیح اور بلیغ کیا کہ کلام سابقین منسوخ ہوا فصحائے شیراز و اصفہان اس سیف زبان کا لوہا مان گئے اپنے قبح پر منفعل ہوئے اس زبان کا حسن جان گئے زمین شعر کو آسمان پر پہونچایا سیکڑون کو اُستاد بنایا خواجہ حیدر علی آتش کی آتش بیانی شررافشانی سے دل جنون کے سینے مین سوز و گداز ہے مرد قانع شاعر ممتاز ہے فرنگی محل کا حال کیا لکھون کہان زبان و دست کا یارا جو شمہ لکھتا مولوی فاضل عدیم المثال ہر شخص جمیع علوم کا اُستاد کتب درسی ابتدا سے انتہا تک یاد منقول معقول مین دقیقہ باقی نہ رہا ریاضی کے ریاض سے آسمان کو زمین کردیا مولوی انوار کا پرتو فیض جہان مین روشن مولوی مبین دوربین سراج انجمن مولوی ظہور اللہ سبحان اللہ ایسے فقیہہ محقق کہان ہوتے ہین یہی لوگ نادر الزمان ہوتے ہین اُدھر رکن دین بلا کد میر سید محمد مجتہد

یہ مذکور مختصر کیا اگر زبان لکھتا قصہ ہوتا کوتاہ بین لکھنؤ کے نام سے چڑ جاتے ہین رشک کھاتے ہین
افترا پردازی کرتے ہین جل مرتے ہین اچھے آغاز کا انجام بخیر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ مشقت کسی کی بیکار
نہین کھوتا ہے یہ فسانہ بعہد دولت شاہ غازی الدین حیدر شروع ہوا تھا اور تمام بعہد سلطان بن
سلطان ابوالنصر نصیر الدین حیدر دام ملکہ ہوا اللہ اللہ یہ عجب شاہ ذیجاہ اریکہ نشین ہوا کہ حاتم کا نام
صفحۂ سخا سے مثل حرف غلط مٹا دیا فقیرون کو امیر بنا دیا عیش و نشاط کی طرف طبیعت جو آئی ایک ایک
کونی کنجڑن ہفت ہزاریون سے اعلیٰ بنائی محمد شاہ کی گورتھرانی شہزادیون کو کہاریون پر رشک آیا
خواصون کو صاحب نوبت کیا چنڈول سکھپال مین چڑھایا ہزار بارہ سو جلسے والی حور وش برق کردار
کبک رفتار نغز گفتار از پا تا فرق دریائے جواہر مین غرق دست بستہ روبرو کھڑی ہی ہی جہان کی نعمت
آنکے سامنے پڑی رہی اصیلون کو کروڑون روپے دیے پیش خدمتون نے بادشاہت کے چین
کیے قدسیہ محل پر طبیعت جو آئی معا رفعت و شان فلک ہفتم پر پہونچا دی کئی کرور روپے اُس منظور نظر
سے صرف کیے خزانے خالی کر محتاجون کے گھر بھر دیے ہر وقت راجہ اندر کا جلسہ رہا نہرون مین
عطر بہا مکان اس طرح کے بنوائے کہ فلک گردان نے صدقے ہو کر چکر کھائے اندر اس گلشن ارم کیا
باغ اور اس طرح کی کوٹھی چشم و گوش عالم نے دیکھی نہ سنی دوازدہ امام کی درگاہ ایسی بنائی کہ چرخ گردان کو
خواب مین نظر نہ آئی اندر اس مین عطر کا حوض چھلکتا رہا تمام شہر مہکتا رہا مغلانیون نے گوٹے
کناری کی کترنون سے چاندی سونے کے محل اُٹھائے خاصے والیون نے لونگ الائچی زعفران کے
اپنے گھرون مین خاصے ڈھیر لگائے مکافات مال دنیا سے مالامال ہے استغنا کا دم بھرتا ہے
سینا تو کیا تاسنکا کم بھرتا ہے بجز غم حسین شہریار کو اندوہ و غم نہین کون ہے جو اس زمانے مین شاد و
خرم نہین اربعین تک عزاداری ہوتی ہے خلق خدا ماتم حسین مین روتی ہے لاکھون روپیہ اس
راہ مین صرف ہوتا ہے چالیس شب نہین سوتا ہے تخم عمل نیک مزرعۂ آخرت مین بوتا ہے روز تولد
ہر امام و شب وفات جگر بندان خیر الانام لاکھ لاکھ روپے کا صرف ہے اسکی ہمت کے آگے فیاضان
گذشتہ پر حرف ہے حسن صورت شوکت و حشمت جاہ و ثروت جتنی دنیا کی خوبیان ہین اللہ نے
سب دی ہین ہر شب برات روز عیدین کے ہین سیر دریا کی دفعتہً جو لہر آئی گنگا سے نہر منگائی
اس مین بھی غربا نہال کار خیر سے مالامال ہو گئے لیکن تمام ہوا موقوف شد اختصار رقم ہے جتنا اُس کی

صفت مین لکھین بہت کم ہے لہذا اس غزل پر اختتام کیا یہ جملہ تمام کیا

تصویر نصیر الدین حیدر بادشاہ

غزل

تا ابد قائم رہے فرمانروائے لکھنؤ
گو ملے جنت بھی رہنے کو بجائے لکھنؤ
رشک کھا کر گو فلک مجھسے چھڑائے لکھنؤ
یا تو ہم پھرتے تھے اون مین یا ہوا یہ انقلاب
اُسکے استغنا سے کیا کیا آرزو کرتی ہے رشک
کیون گمان زاغ بلبل کے ترانے پر نہو
ہر محلے سے بچانا جی ہے عیسیٰ کو محال
جن و انس و وحش و طائر کیون نہ سب گائین مدام
شہرۂ خوبی بہت سن کر کیا بر باد و شب [illegible] تو کیا
[illegible] دیا رب تا بہ دور مشتری

یہ نصیر الدین حیدر بادشاہ لکھنؤ
جو نک اٹھتا ہون مین ہر دم کہکے ہائے لکھنؤ
تب مین جانون لے جب میرے بھلائے لکھنؤ
پھرتے ہین آنکھون مین ہر دم کوچہ ہائے لکھنؤ
جام جم پر تف نہین کرتے گدائے لکھنؤ
یاد آجائین جو وہ نغمہ سرائے لکھنؤ
چھوڑتے جیتا نہین معجز نمائے لکھنؤ
ہے سلیمان اندنون فرمانروائے لکھنؤ
دل ہے [illegible] کوئی اپنے ہوائے لکھنؤ
مین کہین میدان مانگتا ہون پر دعائے لکھنؤ

بلبل شیراز کو ہے رشک ناسخ کا سرور | اصفہان اس نے کیے ہین کوچے ہائے لکھنؤ

الٰہی بحرمت سید ابرار احمد مختار و تصدق آئمۂ اطہار لکھنؤ کو آباد رکھ و والی ملک کو یہان کے کار فرما
رعیت پرور مسند حکومت پر دل شاد رکھ جب تک گنگا جمنا مین پانی ہے یہ خطۂ دلچسپ فرح افزا
آباد رہے فرد الٰہی لکھنؤ بستا رہے دور قیامت تک + سر و رو دست سیاہ کا کبھی نہ ہو شہر کلکتہ
اور مقلدی مین یہان کے لوگ صاحب کمال ہین باریک بین دقیقہ رس اور دو تم ارک زبان ہین
عجب ان صاحبون کا لکھا ہے مقلدی مین موجد سے بہتر ہو جاتے انھین کو دیکھا ہے اس شہر
مین کئی مطبع سنگی ہین منونہ نیرنگی ہین لیکن ایک ہمارے عنایت فرما ہین جناب میر حسن صاحب
صاحب حسن و جمال جوان خوش رو صاحب باطن حمیدہ خصال حسن خلق اُن کا خلق مین مشہور ہے
عجب و نخوت اُنکے نزدیک سے دور ہے موسم شباب ہے چہرے پر جوانی کی آب و تاب ہے بیت ابرو
کاکل مشکبو صفحۂ رخسار گل بہار از سرپا ہر شے دیوان وجاہت مین انتخاب ہے ہم دونو نگینون دلشادی جدائی
جدیت ہے عیاں و آیا للہ پھولا گلشن بے خزان ہے کہ دیدہ و نہ شنیدہ ہے عقل دنگ ہے کارخانہ کیا ہے تو شیرازہ ہے
ایک سمت خوشنویس ثانی آغا و میر ہفت قلم یکطرف فاضل صاحب درس و تدریس ہر ایک بے نظیر
شیر و شکر کی طرح باہم یکجا ولایتی کل جسے دیکھکر جی بیکل ہو گیا ہے کیسا ہی جوان قوی ہیکل ہو اگر
چاہے پہاڑ اُٹھانے مگر ایک کاپنی مین ہاتھ کا بنے کیا دخل ہے جو بے دریافت مثل فرنے نکالے
اُس کی ہنر منگاری کو اگر کار ربانی کہون بد گمانی ہے بہزاد کی عقل کو حیرانی ہے پرزے پرزے پر جلا ہے
صفا ہے ید سحر کا ڈھلا ہے کہین پتھر صاف صاف شفاف جنگلے سنگ کا فرسنگون نظر نہ آئے مردم
دیدہ اگر اُس کی صفا کو نظر بند کرین آنکھ پھسل جائے ہر پتھر ہمسنگ کوہ طور ہے کسی پر جلی لکھا کوئی
قلم موسے مسطور ہے کاریگر ہر ایک سرگرم فرمانروائی ہے کتب کہن از سر نو زندہ ہوتی ہین ثبوت
اعجاز مسیحائی ہے چُست و دست چیست و چالاک اُستاد ہین طبع بلند اُن کا مطبوع و پسند اپنے کام مین
ذی استعداد ہین بے لن ترانی کہتا ہون نئی تشبیہ ہاتھ آئی ہے بیلن کی سیاہی مین صاف کیفیت
روشنائی ہے فریم ہر ایک مُرقع کی تصویر ہے لکھا مٹتا نہین گویا خط تقدیر ہے الٰہی جب تک فلک کی
کل چلتی رہے اور رخانہ چرخ زنگاری رہے یہ کارفرما سلامت رہے کارخانہ جاری رہے بندہ کمترین
تلامذہ اور خوشہ چین خرمن سخن جناب قبلہ و کعبہ اُستاد شاگرد نواز معزز و ممتاز مجمع فضل و کمال

نیک سیرت فرخندہ خصال خرد آگاہ دانش آزمودہ یادگار جناب میر سوز عرفی عصر سعدی زمان رشک انوری وخاقانی نوازش حسین خانصاحب عرف مرزا خانی تخلص نوازش کا ہی حقیقت حال یہ مقام ہی کہ طرز ریختہ اور روزمرہ اُردو کا اُن پر اختتام ہے شعر اُونکے واسطے وہ شعر کی خاطر موضوع ہین کہنے کے علاوہ پڑھنے کا یہ رنگ ڈھنگ ہے اگر طفل مکتب کا شعر زبان معجز بیان سے ارشاد کرین فیض ہان تاثیر سے پسند طبع سحبان وائل ہو فی زمانناتو کیا سابقین جو موجد کلام کوس لمن الملکی بجاتے تھے اُنکے دیوانون مین پانچ شعر تناسب لفظی یا صنائع بدائع کے ہونگے وہ اُن پر نازان تھے اور متاخرین فخریہ سند گردانتے ہین لہذا جس شخص کو فہم کامل یا اس فن مین مرتبۂ کمال حاصل ہو ورنہ بہی عالی ہو آپ کا دیوان بچشم انصاف و نظر غور سے دیکھے کوئی غزل نہوگی جو اُن کیفیتون سے خالی ہو ہر مصرع گواہ ہزار صنعت ہر شعر شاہد لاکھ صفت مطلع سے مقطع تک ہر غزل پری کی صورت اکثر اشعار آپ کے تبرکا و یادگار بندے نے لکھے ہین جہان لفظ اُستاد ہے وہ آپ کا شعر ہے یاد رہے

باعث تحریر اجزاے پریشان و سرگذشت مجمع دوستان مکلف نمونا محبوب کا بیان داستان غم کا

حسب اتفاق ایک روز مع چند دوست صادق ومحبان صفاکیش موافق باہم بیٹھا تھا مگر نیرنگی زمانۂ ناہنجار وکجروی فلک سفلہ پرور دون نواز جفا شعار سے سب بادل حزین وزار اور ہجوم اندوہ و یاس سے اور کثرت حرمان و افکار سے کہ ہر دم یہ پاس تھے دل گرفتہ سینہ ریش اور اُداس تھے اُنھون نے کہا شعبدہ بازی چرخ مکار از آدم تا ایندم یون ہی چلی آئی ہے اور تفرقہ پردازی اُسکی سوا ہے رنج و محن زیادہ مشہور ہے یہ اور بڑائی ہے اب یہی غنیمت جانیے اور لازم ہو کہ اُسکا بھی احسان مانیے کہ تم ہم اسدم باہم تو بیٹھے ہین اُستاد جو ہم تم پاس بیٹھے ہین سُنو یہ دم غنیمت ہے یہ ہنسنا بولنا بہجاے تو کیا کم غنیمت ہے اور واقعی ہے اگر شدت رنج و الم مین دوست صادق یار موافق ہمنشین ہو تو الم خیال مین نہین آتا ہے اور صحبت غیر جنس مین اگر تخت سلطنت میسر آئے تو تختۂ تابوت کی طرح کاٹے کہاتا ہے سعدی پاے در زنجیر پیش دوستان بہ کہ با بیگانگان در بوستان لیکن زمانے کی عادت یہی ہے کہ باوجود کثرت غم و شدت اندوہ و الم دو شخص باہم نہین دیکھ سکتا مرزا پہینکے ہو منجنیق چرخ تاک کے سنگ تفرقہ بیٹھکر ایک دم کہین ہو وین جو ہمکلام دو جب سلسلۂ سخن یہانتک پہونچا اُس

نظم ایک رات کا گانا

کیوں دل میں میرے بسے ہو تم کون ہو کیا ہو ۔
اگر رگ رگ میں میرے بسے ہو تو تم کون ہو کیا ہو ۔

مسطح و مانع جہان گستری التہاب قلب اہل خفقان زمین اُسکی رشک چرخ برین عشرت و شادمانی چشمک زن تھا
بلندی فلک تیقن نگون کوچہ جنت صلعت وہ گلشن آبادی گلزار ایسا تختہ چمن بازار ہر ایک بیچ آرام صفا ہموار
دکانین نفیس مکان نازک پائدار خلق خدا باخاطر شاد دست شفقت آباد کہتے تھے حبطر عمل خلقت رغبت سے
اُس مین رہتی تھی والی ملک وہان کا شاہ گردون وقار پُرتمکین با اقتدار سکندر سے ہزار خادم
دارا سے لاکھ فرمانبردار قباد شوکت کاؤس حشمت مالک تاج و تخت والا مرتبت عالی مقام شاہنشاہ فیروز بخت
نام موسوم بخشش سے اُس بحر جود و عطا کے سائلان لب تشنہ سیراب اور نائرۂ غضب کے شعلہ سے دشمن
بد باطن جگر سوختہ بیتاب دیدۂ داد دہی غلغلۂ عدالت سے دشمن دوست جابجا چور مسافر کے مال کا
نگہبان دکھیون کو جھدہ پاسبانی ملک وافر سپاہ وافزون از قیاس خزانہ لاانتہا وزیر و امیر عالیشان
تاج بخش باج ستان محتاج اور فقیر کا شہر مین نام نہین داد فریاد آہ و نالہ سے کسی کو کام نہین
رعیت راضی سپاہ جان نثار دوست شادان دشمن خائف شمع کا چور سرمحفل لرزان اس نام سے یہ نسبت
تھا کہ امیرون کا چور محل ہونے پاتا تھا دزد حنا کا رنگ نہ جمتا تھا سر دست ہاتھ باندھا جاتا تھا
آنکھ چُرانے سے چشم چشمک کرنے سے کار غیر سے اگر کوئی جی چراتا تو نامردی کی تہمت اُس پر
دھرتے تھے لیکن باین حکومت و ثروت کاشانۂ امید کا چراغ گل اولاد بالکل نہ تھی خواہش فرزند
در دل ہوتی کاہش متصل حسرت بسر مین رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِيْنَ ہر ساعت
برزبان رب ہب لی من لدنک ولیا وظیفہ وہان لڑکے کی تمنا مین بادشاہ مثل گدا دست دراز ایسا
لاپروا بے نیاز کی قدرت سے با نیاز آخرش بیتاب [illegible] تضرع و زاری اس کی منظور ہوئی
لاولد کی بینائی دور ہوئی ساٹھ برس کے سن مین کہ آبدار دُر شاہوار صدف بطن بانو سے
عفت طلوع [illegible] پیدا ہوا [illegible] صورت کا [illegible] فرزند کا فیروز بخت سے [illegible]
نام اسکا [illegible] دروزیر و [illegible] سے کام [illegible] حسن [illegible] عطا کیا [illegible] چہارم پر رعب جمال سے
تھرایا [illegible] ماہ با وجود داغ غلامی [illegible] شاہد [illegible] نقش قدرت پر تصویر مانی و بہزاد حیران
اور صناعی آذر کی لیے لعبت حقیقت کے روبرو پشیمان [illegible] شور جوانی روز شباب سے موسم
آنکھین جھپکانے والی دیدۂ غزال ختن کی شراب عشق کے نشے سے مینا چور چہرے پر جلال شاہی
شوکت جہان پناہی نمایان حسن درخشندہ کی ترپ یہ از انجم و اختر تابان مصحفی اُسے دیکھ

طفلی میں کہتی تھی دایہ ماما یہ لڑکا طرحدار پیدا ہوا ہے۔ مرزا قتیل ع پارہ خواہد شد ازین دست گریبانی چند
کھلاتے کہ جب وہ مہر سپہر سلطنت برج حمل سے جلوہ افروز ہو زینت بخش کنار مادر و زیب دہ آغوش
دایہ ہوا اور خزانہ و محبس کھلا ہزار ہا قیدی رہا ہو اپنے گھر آیا اور سیکڑوں لونڈی غلام نے فرمان
آزادی پایا شہر میں محتاج ناپیدا تھا اگر اشرفی روپیہ جو تھے واسطے مکہ معظم اور زائروں کی خاطر
کربلائے معلی میں بھیجا ایک سال کا خراج رعیت محتاج کو معاف ہو شہزادے کے نام کے گنج
آباد ہوئے مسجدیں مدرسے مہمان سرا سافرخانے تعمیر ہوئے اہل شہر دل شاد ہوئے نجومی
پنڈت جفر دان حاضر ہوئے بہت سوچ بچار کر انہوں نے عرض کی مہاراج کا بول بالا جاہ و حشم
مرتبہ دوبالا اعلی ہے ہماری پوتھی کہتی ہے بھگوان کی دیا سے شہزادے کا چندرماں بلی ہے
جیٹھا سورج ہے بچ گرہ ہے وہ بلی ہے دیگ تیگ کا مالک رہے دھرم مورت یہ بالک ہے
جلد راج پر براجے پرتھمی میں دھوم پڑے ایسی شادی ہے مگر پندرھویں برس شتری بارھویں آئیگی
سنیچر پاؤں پڑے گا ایک سنکھ دوسرے کے برن میں ہاتھ آئے گا تریا کی کھٹ پٹ سے وہ کھن
سنائیگا کہ راج پاٹ چھڑا اودیس بدیس لیجائیگا ڈگر میں شاہزادہ بھٹکے کوئی پاس نہ پھٹکے ساتھی
چھٹیں اپنے ذیل سے ڈانواں ڈول رہے پھر ایک منکھ ٹھاکر کا سیوک کرپا کرے راہ لگا سنکٹ
کوئی کٹ نائن مو بھی ہو کشٹ دکھائے وہاں سے جب چھٹے راؤ ملے مہا سندر وہ چرن پر پران
وارے پتا اوسکا گیانی گن کی نکھتی دے اوس سے کئی ملچھ مالے ہکھین آڑے آئے گرٹلے کلج بنائے
جب ایسی نگر پہونچے جس کے چپت میں گھر چھوڑے تو لاب بہت ہو درب گئے ہاتھ آئین
وہ سبھ ٹکیں تو باقی پر ایک ماتی ممت کا کبھی استری پر دوچت ہو گھنا لی کرے تبھ پڑ مین
زناری لڑین اور کچھ جل میں بھی لپس پڑے پر رتی لوگ چھٹ جائین نگر نگر کھوج مین پھر آئین سب
بچھڑے ملائین ماتا پتا سے ڈسٹ آئین استری تین ہوو دکا پرمان رستہ ایک کی ہین ہو بڑا
راج کرے ویاد ھرم کے کاج کرے گیان کی کرپلتے جان کی کھیرے پڑتی بڑی ہی دھرتی کی
سیر ہے یہ سن کے بادشاہ گرچہ ملول ہوا مگر مستقل مزاجی سے یہ کلمہ فرمایا فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ
باتوں سب کو بقدر حال فرخور کمال مالا مال کیا فاحت و النخام دریا بہ بشاشت تمام گرم پرورش
صبح و شام ہوا کوئی برسوں میں بڑھتا ہے وہ ہر سال نو دمیدہ بستان سلطنت گھڑیوں بلند بالا

ہوتا تھا چند عرصے مین بحول و قوت الٰہی وہ ہاتھ پانون نکالے دس برس کے سن مین اُس غزال چشم نے ہرن کے سینگ چیر ڈالے دست و بازو مین یہ طاقت ہوئی کہ ہرن مثل مست ہوا جوان رعنا چہرہ زیبا رستم شوکت اسفندیار سے زبردست ہوا جو اُس کا روئے منور دیکھتا بے ساختہ لا اعلم منہ دیکھو آئینے کا تری تاب لا سکے + خورشید بھلا آنکھ تو تجھسے ملا سکے + تصویر تری کھینچے مصور کو الیا مجال + دست قضا تو پھر کوئی تجھسا بنا سکے + تحصیل علم و فضل مین شہرۂ آفاق ہوا جتنے فن سپہ گری ہین اُن کا مشاق جمیع علوم ہر فن مین طاق ہوا جل جلالہ باپ ویسا بیٹا ایسا محبوب محبت مین بسان یوسف و یعقوب جب وہ ہلال سپہر شہریاری بدر کامل ہوا اور چودھوان برس بھر گیا جو انون مین شامل ہوا باصلاح و صوابدید ارکان سلطنت و زر خواہان دولت شادی کی تجویز ہوئی بتلاش بسیار و تجسس بسیار ایک شاہزادی پری پیکر خوبصورت نیک سیرت حور نژاد گل اندام سیمین بر رشک شمشاد ماہ طلعت نام و دو مان والا سے مقرر ہوئی وہ جو آئین بادشاہی طریق فرمانروائی ہے اسی طرح اُس کے ساتھ اس اختر تابندہ کو بمقران کیا

ترانہ سنجی عندلیب خامۂ گلشن بیان سواری شہزادہ جانعالم مین اور خریدنا توتے کا اور کج بحثی ماہ طلعت کی توتے سے اور مذکور حسن انجمن آرا اور شہزادیکا عاشق ہوتا

بلبل نوا سنج ہزار داستان طوطی خامہ زمزمہ ریز خوش بیان گلشن تقریر مین یون چہکتا ہے کہ بعد اسم شادی سیر و شکار کی اجازت سواری کا حکم شاہ ذوی الاقتدار سے حاصل ہوا گاہ گاہ شام و پگاہ جانعالم سوار ہونے لگا ایک روز گذر اُسکا گذری مین ہوا اتبوہ کثیر جم غفیر نظر آیا اور غلغلۂ تحسین و آفرین انزدہین تا چرخ برین بلند پایا شہزادہ [illegible] ایک مرد [illegible] نہایت ضعیف پنجرا ہاتھ مین لیے کہ [illegible] نہ جہان [illegible] [illegible] ہاتھ مین [illegible] [illegible] رنگین اور نکتے قابل تعریف کلمین شامل طوطی [illegible] لا اعلم [illegible] طوطی [illegible] و [illegible] استاد ازل [illegible] دیکھتے ہی توتا اپنے مالک سے بولا اے شخص کوکب بخت تیرا اقبال کے برج سے [illegible] نصیب چمکا طالع برسر یاری ہے زمانہ آمادۂ مددگاری ہوا دیکھ ایا شاہزادہ عالم شکار ادھر کو بادشاہ [illegible]

تصویر شہزادہ اور پیر مرد کی مع پنجرہ اور توتے کے

ذرہ بمقدار پر ہوا ہے وہ بیکار ہے کارگاہ بے ثبات مین ہون جس کا طالب نہین ہین بجد یکہ
جانور ہون آدریلی کا کھاجا مگر جو یہ نظر عنایت کیے ابھی تیرا ہاتھ پر زر ہو دامن گھر سے بھرے
جان عالم نے یہ سخن ہوش ربا کلمہ حیرت افزا سُن توتے عقل کے اُڑ گئے پھر اُس طائر ہمہ دان
جانور سحر بیان کا ہاتھ مین لیکے مالک سے قیمت پوچھی توتے نے کہا مُؤلف کب لگاتا ہے کوئی
اس دل بیحال کا مول + سب گھٹا دیتے ہین مفلس کے غرض مال کا مول + مگر جو حضور کی مرضی
جان عالم نے لاکھ روپئے خلعت کے سوا عنایت کیے اور پنجرا ہاتھ مین لیے دولتسرا کو روانہ ہوا
گھر مین جا ماہ طلعت کو توتا دکھایا یہ مصرع انشا کا پڑھا انشا باد ارہم گئے تھے اک چوٹ مول لائے
توتے نے شہزادے کو سخنان دلچسپ قصص عجیب حکایات غریب شعر خوب کہہ کے مرغوب سُنا
اپنے دام محبت مین اسیر کیا یہ نوبت پہونچی کہ سوتے جاگتے دربار کے سوا جدا نہوتا جب بہلے جاتا
پنجرا بتاکید حفاظت ماہ طلعت کو سونپ جاتا اور دربار سے دیوانہ وار شوق گفتار بیقرار جلد پھر آتا
ایک دن شاہزادہ دربار گیا توتا محل مین رہا اُس روز ماہ طلعت نے غسل کیا اور لباس مکلف
جسم آراستہ زیور پر تکلف سے پیراستہ ہو جواہر نگار کرسی پر بیٹھی ہوا جو لگی آئینے مین صورت دیکھ
خود محو تماشا ہوئی بحر عجب و نخوت مین آشنا ہوئی خواصون سے جلیسون سے جو جو دمساز محرم راز
تھین اپنے حسن کی داد چاہی ہر ایک نے موافق عقل و شعور تعریف کی کسی نے کہا ہلال عید ہو

کوئی بولی خدا جانتا ہے دیدہ ہو نہ شنید ہوا اللہ تعالی نے باین کثرت مخلوقات تمہارا ہمسر
جن و بشر بنایا نہین پری نے یہ قد و بالا حور نے یہ حسن کا جھمکڑا پایا نہین جب وہ کہہ چکین یا
کہا تو تا بہت عقلمند ذی شعور سیاح نزدیک و دور ہے اس سے بھی پوچھنا ضرور ہے مخاطب
کہ اے مرغ خوش نغمہ و طائر دمرد لباس سر خرد و بذلہ سنج بیرنج سچ کہنا اس سج دھج کی صورت کبھی تیرے
طائر وہم و خیال کی نظر سے گذری ہے نیرنگی چرخ کجرفتار فتنہ پردازی گردون و اژدون عیان۔

تصویر ماہ طلعت و جان عالم مع توتے اور خواصون کے

آگاہ سب جہان ہے اسوقت تو جانِ رنجیدہ دل کبیدہ خاطر مضمحل بیٹھا تھا چپ ہو رہا شہزاد
پھر پوچھا توتے نے بے اعتنائی سے کہا ایسا ہی ہو یہ رنڈی معشوق مزاج طرہ یہ کہ شہزادے کی
شوہر مالک تخت و تاج برہم ہوکے بولی میان مٹھو جینے سے خفا ہو جو ہمارے روبرو چبا
گفتگو کرتے ہو توتے نے کہا سوال و جواب اور دھمکانا اور حکومت سے ڈرانا غصے کی آنکھ
دکھاتے ہے کیون الجھتی ہو شاید تمہین سچی ہو پھر تو شعلہ غضب کا کانون سینۂ شہزادی مین مشتعل
کہا کیون جانور سے تمیز ناچیز تیری موت آئی ہے کیا بیہودہ ٹین ٹین مچا لی ہے واہی بک
ہمارا مرتبہ نہین سمجھتا ہے توتے کے منہ سے نکلا کیون اتنی خفا ہوتی ہو اپنا منہہ ملاح
صاحب تم بڑی خوبصورت ہو یہان تو یہ حیص بیص تھی جان عالم تشریف فرما ہوا عجیب

دیکھی کہ شہزادی بچشم پر آب دبا دل کباب غیظ مین آکر ٹھہرا توتے سے بحث رہی ہے شہزادے نے
فرمایا خیر باشد توتا بولا آج ذرا شہرت خیر بخیر مگر چندے حیات مستعار اس وحشی کی اور آب و دانہ قفس
پینا کھانا باقی تھا اگر آپ اور گھڑی بھر دیر لگاتے تشریف نہ لاتے تو میرا طائر روح گربہ غضب
شہزادی سے مجروح ہوکر پرواز کر جاتا پھر کر جیتا نہ پاتے مگر پنجرا خالی دیکھ مزاج عالی پریشان ہوتا
بحسرت و افسوس یہ فرماتے انشا توتا ہمارا مر گیا کیا بولتا ہوا + اور طلاقت ان باتون سے زیادہ
ملول ہوئی شہزادے سے کہا اگر میری بات کا توتا جواب صاف نہ دیگا تو اس نگوڑے کی گردن مروڑ
اپنے تلوون سے اسکی آنکھین ملونگی جب دانہ پانی کھاؤن پیونگی جان عالم نے کہا کچھ حال تو کہو
توتے نے گزارش کی حضور یہ مقدمہ غلام سے سنیے آج شہزادی صاحب اپنی دانست مین بہت
سنور کر آئینہ دیکھ آئینے کو کہتی تھی کہ اللہ رے مین + مجھ سے پوچھا تو نے ایسی صورت کبھی دیکھی ہے
نہ اجل رسیدہ کے منھ سے نکلا خدا نکرے اس جرم قبیح پر شہزادی کے نزدیک کشتنی سوختنی
گردن زدنی ہون بقول میر تقی شعر سے جرم ہے تیغ ہی رکھا تھا گلے کو + کچھ بات بری منھ سے
نکلی تھی بھلے کو + جان عالم نے کہا تم بھی کتنی عقل سے خالی حمق سے بھری ہو تم تو پری ہو جانور کی
بات پر اتنا آزردہ ہو گویا سے پھر طائر ہے میان مٹھو کو ان باتون کی تاب نہ آئی
کلمہ بدل کر ردکھی صورت بنائی اور زمین سے بولا خداوند نعمت جھوٹ جھوٹ ہے سچ سچ ہے
سر جس کا کوئی نہین ہے وہ ذات وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ کی ہے اسکے سوا ایک سے ایک بہتر و بدتر ہے
خود فرماتا ہے فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ مین نے تو جھوٹ اور سچ دونون سے بچکر ایک کلمہ
کہا تھا اگر راستی پر ہوتا گردن کج کیے سیدھا گور مین سوتا یہ سن کے وہ اور بھی زہر ہوئی متصل شہر ہے
زہمت ترا ہٹ بالک ہٹ جان عالم نے مجبور ہو کے کہا جو ہو سو ہو مٹھو پیارے سچ کہد
توتے نے بمنت عرض کی دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز مجھ سے سچ نہ بلوائیے میرا منھ
نہ کھلوائیے انجام راستی حضور کے دشمنون کو دشت نوردی بادیہ پیمائی غریب الوطنی
دربدری نصیب ہو گی شہزادے نے کہا یہ جملہ تمہید اور بنا ڈالا اب کچھ بتانا ہے کہا بیا سچ
نہ بتاؤنگا اُسنے کہا مین نے ہر چند چاہا آپ پیچ سفر مصائب شہر بشہر ابتلائے غربت سے
بچین کہ سفر اور سقر کی صورت ایک ہے اس سے بچنا نیک ہے مگر معذور ہون کہ حضور کے مقدر مین

یہ امر لکھا ہے میرا قصور اس مین کیا ہے رفع سودا چاک کو تقدیر کے ممکن نہین کرنا رفو ✤ سوزن تدبیر ساری عمر کو سیتی رہے ✤ سنیے قبلۂ عالم یہان سے برسون کی راہ شمال مین ایک ملک ہے عجائب زرنگار ایسا خطہ ہے کہ مرقع خیال مانی و بہزاد مین نہ کھچا ہوگا اور سیر دہقان فلک نے مزرع عالم مین نہ دیکھا ہوگا شہر خوب آبادی مرغوب لنڈی مرد حسین طرحدار مکان بلور کے بلکہ نور کے جواہر نگار عقل باریک بینان مشاہدے سے دنگ ہجوم خلقت اس کثرت سے بستی ہے کہ اُس بستی مین وہم و فکر کو عرصہ تنگ ہو خورشید ہر سحر اُسکے دروازے سے ضیا پاتا ہے بدر کامل اس شہر مین غیرت سے کاہیدہ ہو ہلال نظر آتا ہے وہانکی شہزادی ہے انجمن آرا اُسکا تو کیا کہنا کہان میری زبان مین طاقت اور دہان مین طلاقت جو شمہ مذکور شکل و شمائل اُس زہرہ جبین فخر لعبتان لندن و چین کا سناؤن اُستاد ازل نے کیا خوب گڑھا ہے جو دیکھے اُسے حسن آفرین ✤ اپنی صناعی پہ حیران خود وہ صورتگر ہے ✤ لیکن سات سو خواص زرین کمر تاج دلبری بر سر ماہرو عنبرین مو سرگروہ خوبان جہان جان جان آرام دل مشتاقان اُسکی خدمت مین شب و روز سرگرم خدمتگزاری بڑی تیاری سے رہتی ہین اگر انکی لونڈیونکو شہزادی صاحب بنظر انصاف دیکھین اور کچھ غیرت کو بھی کام فرمائین یقین ہے چلو بھر پانی مین محجوب ہو کے ڈوب جائین ماہ طلعت یہ سنتے سن ہو لی سر جھکا لیا جان عالم نے چہرہ اُٹھا لیا دیو تھا نہین لیکا مفصل حال دریافت کرنے لگا پھر دم سرد بھر کے لگا مولوی جامی رح

تنہا نہ عشق از دیدار خیزد ✤ بسا کین دولت از گفتار خیزد ✤ در آید جلوۂ حسن از در گوش ✤ ز جان آرام برباید ز دل ہوش ✤ ز دیدن نیز عشق انگیزد اُستاد درمیانہ ✤ کند ہا عشق کسانرا نا شناسانہ ✤

توتے کو شہزادے کی طرز گفتگو رنگ رخ آنکھ کی ترمی ہونٹ کی خشکی دل کی دھڑک کلیجے کی پھڑک سے کہ یہ نشان عشق گمان خبط سب مین ثابت ہوا کہ شہزادے کا دل پر تیر پرنے اور دماغ عقل سے خالی ہوا خیال محال وصال انجمن آرا پھر آخرت نادم و خجل ہوا دل سے کہا کمبخت زبان سے حسن کے بیان نے غضب کیا ہے نا کارگر ہوا پڑھا ہی سر چڑھا حضرت عشق کا گذر ہوا چاہا کہ بلطائف الحیل اس عزم سے باز رکھے کہا اے نادان دشمن جان یہ قصد لاحاصل ہے عمر اُس کوچے مین پانون نہ دھرا چاہئے توتے نے بقول دولت خدا کو مان نہ لے نام عاشقی سرور ✤ کہ منفعت مین بھی اسکے ہین سو ضرر پیدا ✤ بیان اسکا محال ہے مگر مختصر سا یہ حال ہے عقل اس کام مین دور ہو جاتی ہے وحشت نزدیک آتی ہے لب خشک چشم تر چہرہ زرد

دل خون ہوتا ہے بھوک پیاس مر جاتی ہے خواب میں نیند نہیں آتی ہے جان شیرین تلخ ہو کلیجہ میں درد آخر کو جنون ہوتا ہے لخت جگر کھاتا ہے خون دل پیتا ہے مر مر کے جیتا ہے رقیبوں کے طعنو سنے سینہ فگار ہوتا ہے لڑکوں کے پتھروں سے سر سنگسار ہوتا ہے دنکو ذلت و خواری شب کو انتظار میں اختر شماری بیقراری سے قرار سب کی نظر میں ذلیل و خوار جنگل میں جی لگتا ہے بستی اجاڑ معلوم ہوتی ہے در بدر پھرنے میں دن کو لٹ جاتا ہے تنہائی کی رات پہاڑ معلوم ہوتی ہے دل جلتا ہے دیدے سے دریا ابلتا ہے شجر تمنا بے برگ و بار رہتا ہے پھولتا ہے نہ پھلتا ہے جوانی کا من پیری تک ادھیڑ بن رہتی ہے گو لگا پھر اجتا ہے طبیعت سُن رہتی ہے ابھی بھائی بسم اللہ ہے ٹھنڈی سانسیں بھرتے ہو لب پر آہ ہے دیکھا نہ بھالا ہے سینے کے پار عشق کا بھالا ہے آئینہ ہاتھ میں لے منھ تو دیکھو نقشہ کیا ہے معشوق باوفا گو گرانی سرخ لال سپید سے نایاب سوا ہے کہاں ملتا ہے خاک میں ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے خواہان ملتا ہے یہ جو زمانے میں مشہور مہر و وفا ہیں بانی صد جور و جفا ہیں عشق کمبخت بے پیر ہے اے نوجوان یہی تیز شمشیر ہے سُنا نہیں کوہکن نے جان شیرین کس تلخی سے کھوئی یوسف کی چاہ میں زلیخا نے کیسے کنوئیں جھانکے کیا کیا رو دی مجنون کو اس دشت میں جنون ہوا لیلی کا کیا بگڑا پرویز کا اس کوچے میں خون ہوا شیرین نے کیا کیا افسوس تو یہ ہے کہ اسنا بھی کوئی نہ سمجھا جامی ؒ غم چیزے رگ جان را عزا شد گر گا ہے باشد و گا ہے نباشد ✤ ذلت اس کام میں عزت ہے درد کا نام یہاں راحت ہے دل اس کشمکش میں ٹوٹ جاتا ہے رستم کا اس معرکے میں جی چھوٹ جاتا ہے اسفندیار سا روئین تن ہو تو موم کی طرح پگھل کر بہہ جائے حسرت ہی حسرت رہ جائے لوگوں نے ہزاروں رنج صدمے اس کام میں اٹھائے بعد خرابی بسیار کبھی نا تجربہ کار اٹھائے لیکن یہ وہ بڑا کام ہے کہ اسمیں مشتاق اور مبتدی کی راے ایک ہی ہوتی ہے نہ آغاز ہے نہ انجام مرض عشق میں کوئی دوست گرفتار نہ ہو مولف ع دوست تو دوست ہے دشمن کو یہ آزار نہ ہو مسدس

کیا میں اس کافر بدکیش کا احوال ہون	یہی خونخوار پیا کرتا ہے عاشق کا خون
زار کر دیتا ہے انسان کو یہ اور زبون	رفتہ رفتہ یہی پہونچاتا ہے نوبت بجنون
یہی خونریز تو خونخوار ہے انسانوں کا	دین کھوتا ہے یہی کافر ہے مسلمانوں کا
یہی کرتا ہے ہر اک شخص کو رسوا ظالم	یہی کرتا ہے ہر اک چشم کو دریا ظالم

کوہ دکھلاتا ہے کاٹے گئے صحرا اٹھا کے
دربدر خاک بسر چاک گریباں کر کے

یہی باعث تھی زلیخا کی بھی رسوائی کا
یہی فرہاد کے حامی تھا تیشہ داری کا
تلخکامی ہوئی شیریں کو اسی سے حاصل

اپنے مجنوں سے بنائے ہیں بہت دیوانے
گو کہ مشہور جہاں اس کے ہیں سب افسانے
کبھی معشوق کے پردے میں نہاں ہوتا ہے

ناقۂ لیلےٰ کا مضطر کا شتربان یہ تھا
چاہ میں ڈال کے یوسف کا نگہبان یہ تھا
حسن بنجاتا ہے انداز کہیں ناز کہیں

مثل فرہاد بہت مر گئے سر پھوڑ کے سر زمیں
پاس عذرا کے گیا اور کبھی وامق کے قریں
اس سے ملتا ہے جسے دشمن ملتا ہے

طور کو نور کے جلوے میں جلایا اس نے
جان چھوڑی نہیں جیتا جسے پایا اس نے
کام مردوں نے لیا زندوں کو ناکام رکھا

اسکے افسانے ہیں دنیا میں بہت طول و طویل
اس کا بیمار پڑا رہتا ہے بستر پہ علیل
رنج و ماتم کے سوا اور یہ کیا دیتا ہے

یہی اخگر ہے بصد زیب رگ ہر گل میں
یہی ہے جزو میں گر دیکھو یہی ہے کل میں
خون بے جرم زمانے کا بہاتے دیکھا

کیا بتاؤں تعین کرتا ہے یہ کیا کیا ظلم
جان لیتا ہے دلے بے سروسامان کر کے

یہی باعث دمن و نل کی ہوا یاری کا
عشق کہیے نہ اسے قہر ہے یہ باری کا
کیسے بے پردہ و برباد ہزاروں گل

اس نے خود رفتگی میں اپنے کیے بیگانے
پر جو اس کام کا مشتاق ہو وہی جانے
کبھی سر چڑھکے یہ عاشق کے عیاں ہوتا ہے

نجد میں قیس سے پہلے ہی سے عنوان یہ تھا
جان ہر شیر کی لینے کو نیستان یہ تھا
درد دل ہے یہ کہیں سوز کہیں داغ کہیں

دی ہے شیریں کیطرح کتنوں نے جان شیریں
اس سے آوارہ بچا اور نہ بچا گوشہ نشیں
گور ملتی ہے کسی کو نہ کفن ملتا ہے

کبھی آتش کو ہے گلزار بنایا اس نے
اور نیرنگ جہاں اپنا دکھایا اس نے
درد کا نام بھی بیدرد نے آرام رکھا

جس کا ہمدم یہ ہوا ہو گیا وہ خوار و ذلیل
دھونس دے دے کے بجا دیتا ہے یہ کوس رحیل
وصل کی شب سحر ہجر دکھا دیتا ہے

سوز و نالہ یہ اسی کا ہے دل بلبل میں
گر فرشتہ ہو تو آ جاتا ہے اس کے چنگل میں
میل چتون پہ کبھی اسکے نہ آتے دیکھا

کیا ستم ہے لکھا حال جو میں نے اس کا	جیسے اس دیو نے الطاف کا سایہ ڈالا
دشت غربت میں وہ آوارہ و سرگشتہ ہوا	دوست بھی چھوٹتے ہیں شہر بھی چھوٹے اپنا
پاس جسکے یہ گیا خلق سے وہ دور ہوا	کوئی ایسا شیفتہ دل تھا کہ نہ دوچند ہوا
ہجر کے رنج میں کتنوں کا ہوا اس میں وصال	لیکے گئے سینے میں فرقت کا سبھی وہ ملال
اس کی گردش سے ہر اک ماہ ہوا بدر ہلال	کس کی طاقت ہے جو تحریر کرے اسکا حال
زیست کرنا غم ہجر انسے ہے یہ شیکی فراق	جان دیتے ہیں کسے کہتے ہیں یہ ایسے فراق

وصل میں گو مزا ہے ہجر کا رنج و لے جانگزا ہے چاہ کنوئیں میں جھنکواتی ہے بیہودہ بیماری ہے جو جان کے ساتھ جاتی ہے ہمیشہ سے اس کام والے آہ و نالہ بر لب خاک بسر چاک گریبان سب سے ہیں اگر عاشق کی عزت و توقیر ہوتی تو دنیا میں اس سے بہتر کوئی شے نہ تھی کچھ کچھ ان لوگوں کے مرتبہ شناس قدر دان ہیں مگر ہر جگہ کہاں ہیں اور یہ قصہ جو میں نے کہا انقلابات کی پیچ کا جھگڑا تھا ورنہ کہاں ملک زرنگار کہاں شہزادی عالی تبار جان عالم نے کہا استغفر اللہ اگر وہ جھوٹ کہتا تو یہ فقرہ کب سچ ہے یہ تو زری گھڑنت ہے سو زخدا کی قسم سچ بتا تو نے کہا سب تو نے سچ بیان کیا کا کہنے سے میرا دل لگا اب تو + اسی تقریر میں یہ حال ہوا کہ دل میں درد چہرہ زرد ہو گیا لب پر آہ سرد گرفتار رنج و تعب عشق کے آثار سب ظاہر ہوئے ضبط کا پردہ درمیان سے اٹھا شور فغان سے اٹھا جنون سیرا موں عقل بیچارہ ہو گرفتار سلسلہ محبت میں اسیر بقول میر ہو گیا
میر طبع نے اک جنون کیا پیدا + اشک نے رنگ خون کیا پیدا + ہاتھ جانے لگا گریبان تک + چاک کے پاؤں پھیلے دامان تک + بیقراری نے کج ادائی کی + تاب و طاقت نے بیوفائی کی +
طوطا یہ حال دیکھکر بہت محجوب ہوا کہ ناحق رنڈی کی کج بحثی سے شہزادے کو مرگ کا مستعد کیا بیٹھے بٹھائے خون بیگناہ اپنی گردن پر لیا اب اس طرح کا سمجھانا مانع ہونا ابھارنا بھڑکانا بلکہ بڑا بلانا ہے گھبرا کر تسکین و تشفی کرنے لگا اور زخم شمشیر عشق کو مرہم مژدہ وصال سے بھرنے لگا کہا آپ ہوش و حواس بجا رکھیے اگر مجھے ایسا سچا جانا کہ میرا جھوٹ سچ مانا اس شرط سے آپکو لیجاؤں گا جو میرا کہا مانو گے زک اٹھاؤ گے دھوکا کھاؤ گے پھر مجھکو نہ پاؤ گے پچھتاؤ گے جان عالم نے فرمایا اسے رہبر کامل رنج کے غمگسار راحت کے شامل تیرے جادہ اطاعت سے ہرگز قدم باہر نہ کرنگا جو تو کہیگا

وہی کرونگا مگر جلد حال مفصل اور بعد منازل و سمت شہر و وسعت سے نشان کامل دے اگر یہ دل بیتاب سے
نجات دو بیقراری سیماب کہ قطرۂ خون سے فزون امین تڑپ کر از راہ چشم نادیدہ رو [illegible] دوست
بہم جا پہنچیگا سوا حسرت و افسوس تیرے کیا ہاتھ آئیگا میرا دل تڑپتا ہے متصل میرا مرغ بسمل سے
یا کہ دل میرا طوطے نے کہا اضطراب کا کام خراب ہوتا ہے اتنی جلدی موقوف کیجیے آج کی رات
اس شہر میں کاٹ صبح ادھر کی راہ لیجیے اگر کشش صادق اور طالع بھی موافق ہے انشاء اللہ منزل مقصود کو
پہنچیگا عزم بالجزم درکار ہے در شہر پناہ پر خانۂ یار ہے جان عالم یہ خوشخبری سن کے بشاش ہوا پھر کہا
آشنا مژدۂ وصل ہے کل رات کی نسبت ہو حرام ہوئے اگر طالع برگشتہ نہ تدبیر الٹ ۔ اس رات کی بیقراری
گریہ و زاری اختر شماری شہزادے کی کیا کہوں ہر گھڑی بحال پریشان سوئے آسمان منتظر نگران تھا
کہ رات بسر ہو جلد سحر ہو تا عزم سفر ہو اور یہ کہتا تھا سعدی سعیا تو ستے امشب دہل صبح نکوفت ۔
یا مگر صبح نباشد شب تنہائی را ۔ آخرش تاثیر دعائے سحری اثر نالۂ نیم شبی سے ظلمت شب بنور روز
منور ہوئی وزیر زادے کو باوجود خود فراموشی یاد فرمایا لڑکپن سے تا زمانۂ عشق انجمن آرا اس سے
بھی الفت رکھتا تھا جب وہ حاضر ہوا حکم کیا دو گھوڑے صبا رفتار برق کردار جنکی جھپٹ نسیم تندرو کو
کھنڈل ڈالے انکے قدم سے کمیت صرصر کی ڈپٹ پاؤں نہ آگے نکالے جلد لا مجرد ارشاد اصطبل خاص میں جا
گھوڑے لایا کچھ اسباب ضروری وہ بھی مجبوری لے کے دونوں خستہ تن بقول میر حسن چل نکلے میر حسن

غرض شہر بدر اپنی لی اور غم کی لی	نکل شہر سے راہ جنگل کی لی

پہلا سفر جازم شہر دلدار کا ساتھ وزیر زادہ اور ہیرا مینا طوطے کا ہرن کا ملنا اور تفرقہ باہم کا ملاقات مرشد کامل کی پھر حوض میں کودنا شہزادے کا طلسم کی گرفتاری جان عالم کی بیقراری آخر بدولت نقش سلیمانی رہائی پانی

[illegible] بیابان مراحل [illegible] منازل [illegible] رہروان دشت اشتیاق و طے کنندگان جادۂ فراق
مسافران بار [illegible] دنیا فراموش عشق سر پر سوار خود پیادہ زیست سے
دل سیر مرگ سے [illegible] کدائی و پروردہ دامن ناز آغوش شاہی گھر سے
نکلا اور در شہر پناہ پر پہنچا پھر کر عمارات سلطانی شہر کی آبادانی دیکھ آہ سرد کھینچی غریب الوطنی پر

کمر چست کی اور فراق یاران وطن مین دل کھول کے خوب رویا پھر فاتحہ خیر پڑھ آگے بڑھ توتے کو پنجرے سے
کھول دیا گھوڑون پر شہزادہ اور وزیرزادہ سمند صبا پر میان مشوہ پیادہ شیادانہ کھاتے نیا پانی پیتے
روانہ ہوئے بعد طے منازل و قطع مراحل انکا گذر ایک دشت عجیب صحراے غریب مین ہوا ہر تختہ جنگل کا
بروش باغ تھا جو پھول پھل تھا تازہ کن دل معطر تمامے باغ تھا جہانتک بیک نگاہ جاتا تھا بجز گلہاے رنگین
و یاسمین و نسرین اور کچھ نظر نہ آتا شہزادہ شگفتہ خاطری سے حسنائی باغبان قضا و قدر کی دیکھتا جاتا تھا
ناگاہ ایک سمت سے دو ہرن برق وش صبا کردار سبک جست تیز رفتار سامنے آئے زربفت کی جھولین
پڑین جڑاؤ سنگوٹیان جڑین گلے مین معرق ہیکلین مثل طاؤسان طناز عربدہ ساز گرم خرام ناز [illegible]
چوکڑیان بھرتے جان عالم بیچین ہوا وزیرزادے سے کہا کسی طرح ان کو جیتا گرفتار کیجیے اس سعی مین تا
گھوڑے ڈالے یا تو وہ اپنی وضع پر چلے جاتے تھے سب گھوڑونکی آمد دیکھ سنبھل کنوتیان بدل
چوکڑی باجست و خیز بھرنے لگے انھون نے گھوڑے دبائے انکے گھوڑے دوڑانا وہ طائر فراز
چوکڑی بھول کے پکارا ہان ہان اے نوجوان کیا غضب کرتا ہے یہ دشت پر سحر ہے بیہودہ کیون
قدم دھرتا ہے ہرچند پکارا سر دے مارا اگر سناٹے مین کسی نے نہ سنا توتے نے لاکھ سر دھنا آخر مجبور
ایک درخت پر بیٹھ رہا وہ چلے گئے دو چار کوس دونون ہرن ساتھ بھاگے پھر ایک اور سمت
دوسرا اور طرف چلا ایک کے ساتھ شہزادہ دوسرے کے تعاقب مین وزیرزادہ یہ بھی جدا ہوئے

تصویر جانعالم مع وزیرزادہ اور دو ہرن بھاگتے ہوئے اور توتا بالاے سر پران

القصہ تا غروب آفتاب وہ شمس سپہر سلطنت گھوڑا اگٹ پھینکے گیا ۔ دفعۃً ہرن نظر سے غائب ہوا
اپنے باگ روکی گھوڑا عرق عرق خود پسینے مین غرق سر سے پانوں تک بحال مضطر حیران و پریشان نادم و پشیمان
دیکھا تو نہ وزیرزادہ ہے نہ توتا آپ یا دشت پرخطر گھبرا کر اِدھر اُدھر دیکھا بوئے انسان و حیوان مشام
جان تک نہ آئی طبیعت سخت گھبرائی جب کسی کو نہ دیکھا یہ کہا ہر اِک سے یہ ترنگ جوانی کی کیا جنے
سے جلاوطن ہوا ایسا پیش ازین کا ہیکو مین نکل کے گھر سے خراب ہوا تھا ۔ اور کبھی ہجر یاران ہمراہی
جی مین آتی تو یہ شعر دردناک میرسوز کا دل صد چاک و آہ جگر دوز پڑھتا میرسوز کہیو اے باد صبا
بچھڑے ہوئے یارونکو ۔ راہ ملتی ہی نہین دشت کے آوارون کو ۔ کچھ آگے بڑھا چشمۂ آب نظر آیا گھوڑے
سے کودا ہاتھ منہ دھویا اپنی تنہائی پر خوب رویا اُسی حال گریہ و زاری مین دست دعا بجناب باری
اُٹھا کر پکارا کہ اے کس بیکسان و اے مددگار دلگیر گردگان مجھ خستہ و پریشان دور از یاران کی رہبری کر
تیرے بھروسے پر سلطنت کو خاک مین ملا گھر سے ہاتھ اُٹھا آوارۂ صحرائے غربت مبتلائے رنج و مصیبت
ہوا ہون لا اعلم نہ مونسے نہ رفیقے نہ ہمدمی دارم ۔ حدیث دل بکہ گویم عجب غمی دارم ۔ تیری ذات ہے
یا یہ جنگل وحشت انگیز بلاخیز جہان بوئے آدمزاد نہین آتی یہ کہکے زار زار مانند ابر نوبہار رونے لگا
فریاد و زاری تڑپ اور بیقراری اُسکی بدرگاہ مجیب الدعوات قبول ہوئی تیر دعا ہدف اجابت سے
لب معشوق ہوا ایک پیرمرد سفید داڑھی والے سبز عمامہ سر پر عبائے عنابی کندھے پر ڈالے ہاتھ مین عصا

تصویر شہزادے کا چشمے پر بیٹھنا اور پیرمرد کا وہان آنا

خضر صورت بزرگ سیرت پارسا وارد ہوئے پکارا السلام علیک اے نوبادۂ چمن سلطنت واے گرفتار
محنت و محبت شہزادے نے آنسو پونچھ سلام کا جواب دیا پیر مرد نے فرمایا اے عزیز کیا حاجت
رکھتا ہے بیان کر یہ نہ سکے ایسا فراموش ہوا کہ رنج راہ بھولنے کا بھولا وزیرزادے اور توتے کی جدائی بھی
یاد نہ آئی کہا آپ کو قسم اُسی کی جس نے میری رہبری کو بھیجا ہے جلد نشان ملک زنگار کا بتا دیجیے
یا در دلدار تلک پہونچا دیجیے وہ ستودہ صفات ہنسا اور کہا الحمد للہ کی تیرا مقصد مل جاے تا گہانی
آفت آسمانی جس میں آپ پھنسے ہیں اُس سے نجات نہیں پائی معشوق یاد آئی جان عالم نے کہا کوئی آفت
ستم و بلا ہجر جانان اور مفارقت دوست سے سوا نہیں ہے سیر سوزندہ لگے درد جدائی کو قیامت کو رنج +
روز محشر کو نہ میری شب ہجران سے ملا + اُس صاف باطن نے فرمایا سامنے اس کے یہ صحراے غضب
دشت پر تعب ہے ہر تختہ اسکا دام ستم گل اور بوٹا زار غم و الم ہے یہاں کا پھنسا اُٹھا حشر تک
نہیں چھوٹا یہ سب کارخانہ طلسم ہے شہزادے نے کہا ہم سحر محبت میں گرفتار رہیں ہمیں جینا
مرنے سے فزون ہے دل کا حال دگرگون ہے شیفتہ ہمیشہ آگ نکلتی ہے میرے سینے سے +
الٰہی موت دے گذرا میں ایسے جینے سے + اُس کریم النفس کو اسکے حال پر رحم آیا فرمایا بدحواس
ہو نظر بخدا رکھ کہ وہ چارہ ساز عالمین جامع المتفرقین ہے شہزادے نے کہا فی الحقیقت مگر
براے خدا ایک نظر ملک زرنگار اور وہ معشوق طرحدار اگر نظر آئے جان زار بچ جائے زیست کا
کیا اعتبار ہے مرگ ہر دم ہمکنار ہے حسرت دید تو نکل جائے اُس خدا پرست نے فرمایا آنکھ بند کر
پلک سے پلک شہزادے کی لگی ملک زرنگار میں گذر ہوا اور صورت اُس حور کردار کی نظر پڑی
ہجر دلگداز دل سے آہ کی بیہوشی ساری غشی طاری ہوئی مرد بزرگ نے سمجھایا اس امر لاطائل سے
کیا حاصل زندگی درکار ہے ایک روز دوست بھی ہمکنار ہے سمجھانے سے اتنی تسکین ہوئی کہ آنکھ
کھولی رات ہو گئی تھی پیر مرد نے کچھ کھلا لب چشمہ سُلایا جس وقت اُفق مشرق سے راہ طے کر مسافر
مغرب یعنی آفتاب عالمتاب جلوہ افروز ہو کر عرصہ چہارم آسمان پر آیا شہزادے کی آنکھ کھلی
وہاں آپ کو پایا جہاں سے ہرن کے پیچھے گھوڑا اٹھایا تھا سجدۂ شکر ادا کر سرگرم راہ دوست ہوا
راہ کا پتا اُس رہبر خجستہ سبز پوشان سے پوچھ لیا تھا قدم بڑھایا جاتا تھا [illegible] آفتاب کی
تمازت بدرجۂ اتم تھی پیاس کی شدت ہوئی آب وہاں گوہر نایاب تھا عنقا اُس دشت میں

لاعلاج پانی کا محتاج تھا زبان مین کانٹے پڑے ریت کی گرمی سے تلوے جلتے تھے دو گام قدم
نہ چلتے تھے لون کا شعلہ یہ سرگرم آزار جگر سوختگان تھا کہ پرندے پتون مین منھ چھپاتے تھے کوسون
درندے نظر نہ آتے تھے دشت کرۂ آہنگران تھا ہر طرف شعلۂ جوالہ دوان تھا ریگ صحرا کیفیت دریا
دکھاتی تھی پیاسون کی دوڑ دھوپ مین جان جاتی تھی صدائے زاغ و زغن سے سناٹا دھوپ کا
تڑاقا دشت کا پتھر پھٹنے سے انگارا تھا جانور ہر ایک پیاس کا مارا تھا وہ تابش شمس جس سے ہرن کا لاہو
مد گور سے زبان مین چھالا ہو باد سموم سے وحشیون کے منہ پر سیہ تاب تھا لون سے گاؤ زمین کا
جگر کباب تھا مچھلیان پانی مین بھُنی جاتی تھین جل جل کر کنارے پر سر دھنتی تھین سرطان فلک جاتا تھا
گیدڑ الب دریا اُبلتا تھا ایسے موسم کے سفر مین مفر کیونکر ہو مسافر خواب مین برائے چلو بھر پانی دو درخت خشک کے
نیچے کھڑا اتے تھے جانور پر کھولے پھڑ پھڑاتے تھے چارپائے ایک سمت ہانپتے تھے گرمی کے خوف سے کانپتے تھے یہ حرارت
مستولی تھی کہ وہ ستونگی گرمی سے جی جلتا تھا مسافر و ہمراہے گمان سے راہ نہ چلتا تھا خورشید جو شمسہ کی طرح آفتاب تاباں تھا
صحرا ایسا تمام [illegible] بیابان تھا اسی حال خراب مین شہزادہ سرگشتہ دل برشتہ حیران پریشان ایک طرف درخت
گنجان سایہ دار دیکھ کر آیا تو وہان حوض مصفا پانی سے لبالب بھرا پایا پانی دیکھ کر جان رفتہ تن مین
آئی آنکھون نے ابھرون سے ٹھنڈک پائی گھوڑے سے اُتر پانی پینے کو جھکا چرخ نے نیرنگی دکھائی

تصویر جان عالم کے حوض مین کودنے کی

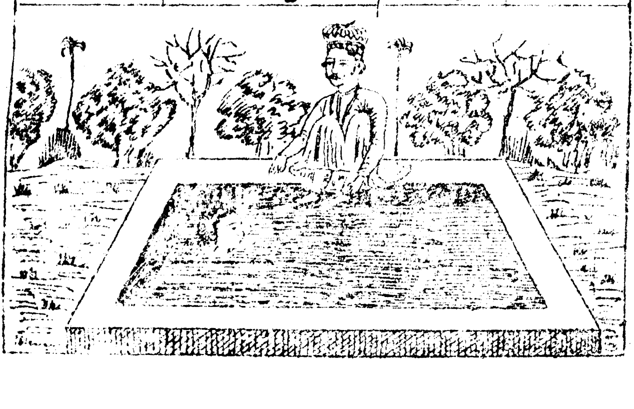

وہی معشوقہ مرغوبہ مطلوبہ جس کے سیل تلاش مین غریق محیط الم گرفتار لطمۂ غم مثل پر کاہ بہا بہا
پھرتا تھا حوض مین نظر آئی آنکھ چار ہوتے ہی وہ بولی اے شناور بحر محبت و اے غواص چشمۂ الفت
دیر سے تیری منتظر تھی للہ الحمد تو جلد پہونچا تامل نکر کود پڑ اُسے تو وہ آنکھ بند کرنے کا نقشہ ہر پل مد نظر تھا
بے تامل نہنگ آفت کے منہ مین کود پڑا زیست سے سیراب ہو یہ کہتا شعر کود اگر پلی یون گھر مین
ترے دھم سے نہوگا + جو کام ہوا ہے وہ رستم سے نہوگا + کودتے ہی سر تلے تا نگین اور بر
غلطان پیچان تحت الثرے کو چلا گھڑی بھر مین تہ کو پاؤن لگا آنکھ کھولی نہ حوض نظر آیا
نہ اُس دُر شہوار کو پایا مگر صحراے لق و دق جسے دیکھ رستم و اسفندیار کا رنگ فق ہو دیکھا
اُس وقت سمجھا دوسری زک اُٹھائی توتے کی بات آگے آئی ع داد اے برباد گرفتاری ما
یہ کہکے آگے چلا دور سے چار دیواری معلوم ہوئی جب قریب آیا باغ اور عمارت مفصل دیکھی
در باغ بسان آغوش مشتاق وا سرد ہوا یہ گرمی کا مارا تھا بے تکلف قدم اندر رکھا باغ مین
آیا قطعہ دلچسپ پایا تختہ بندی معقول پٹریان خوش قطع خوبصورت پھول روشین صاف
نہرین شفاف چشمے ہر سمت جاری ٹٹی تیاری درختون پر جانوران نغمہ سرا برگ و بار و گل سے
بالکل باغ بھرا باغبانیان پریوش ہر روش پر بروش دلبری خرامان شاخون پہ بلبلین غزلخوان بیچ مین
بارہ دری عالیشان سب تکلف کا سامان اُس کے متصل چبوترہ سنگ مرمر کا بادلے کا سائبان
کھچا مسند مغرق بچھی ایک عورت خوبصورت عجیب آن بان سے بیٹھی خواصین گرد و پیش وہ
منفرد بحسن و جمال غیرت حور شہزادے کو دیکھکر ایک خواص پکاری اے صاحب تم کون ہو جان پہچان
بے دھڑک پرائے مکان مین چلے آئے یہ تو زیست سے بیزار مرگ کا طلبگار تھا اُسے جواب نہ دیا
بے تامل مسند پر برابر جا بیٹھا یہ شعر پڑھتا اُستاد پھر بیٹھے ہم دوزانو وضع مودب اُس سے +
وضعی جو تھا تو ہم کو داب ادب نہ آیا + وہ تو فریفتۂ قدیم تھی ہنسکے چپ ہو رہی پوچھا آپ کہان سے
تشریف لائے ہین شہزادہ متحیر باغ کو دیکھ رہا تھا جو پیڑ تھا پردار جانور کی صورت پھل لئے پھول
پُربہار آپس مین سرگرم گفتار جس میوے پر رغبت ہو اُس درخت کا جانور سامنے آ رقص کرے
پھل بے ہاتھ لگائے منہ کے پاس آئے جتنا اُسے کھاؤ ثابت پاؤ جب طبیعت سیر ہو اُسے
درخت مین دیکھلو یہ حرکتین اُس کی خواصین شہزادے کے دکھانے کو درپے وہ ڈرانے کو

کرتی تھیں اس قرینے سے جان عالم کو یقین ہوا کہ یہ سب جادو کا ڈھکوسلا ہے سمجھ کر پیچ فرماتا تھا
افسوس بڑے پھنسے یہ تو ان خیالوں میں تھا اس نے مکرر پوچھا شہزادے نے جواب دیا کہ ہمارا
آنا جانا تمھیں خوب جانتی ہو اجنبی ہیں لیکن تم پہچانتی ہو وہ مسکرائی خواصوں سے کہا آپ
مہمان ہیں مروت شرط ہے انھوں نے کچھ انتظار نہ کیا کشتیاں شراب کی قابیں گزک و کباب کی
مع جام و صراحی خود بخود آگئیں اور مینا سے بزبان شیشہ وہاں رقصاں یہ بولی حافظ اگر شراب
نوشی ہے عمر فشان بر خاک ۔ ازان گناہ کہ نفعی رسد بغیر چہ باک ۔ پھر دفعۃً جام لبریز بریز
بہ ہزار ان زبان جان عالم کے قریب کر کے بولا حافظ بہوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند چنان
نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند ۔ شہزادے نے انکار میں مصلحت نہ دیکھی ڈرا کہ اگر عذر کرون یہ سیل
شراب حلق میں اترے تو کیا لطف ہے یہ کہا لا اعلیٰ یار سے یہ لطف ہی کا آہ یہ ہو وہ نہ ہو
یہ کری صحبت ہے ساقی واہ یہ ہو وہ نہ ہو ۔ پھر اس نے جام گونا گوں ہاتھ میں لیکے لہو کے سے گھونٹ
لگا گھونٹ گھونٹ پینے دو دور سے سر انجام پر آیا گردش میں آیا سبب دو چار ساغر متواتر

تصویر اختلاط جان عالم اور جادوگرنی کی مع سامان مسہری

جادوگرنی نے بے کاسۂ دماغ سے عقل دور دل از بس مستی سے معمور سمجھ چھیڑ چھاڑ کرنے لگی شہزادہ
اُس کا اختلاط کج مجی سے بدتر جانتا تھا مجبور گردش گردون دون دیکھکر سرنگون ہو کچھ ہان ہون
کر دیتا سچ ہے جیسے جی پیار کرتا ہے اُس کی گالی بدمزہ جی بوس و کنار سے زیادہ مزہ دیتی ہے اسی
صحبت مین آدھی رات گذری خاصہ طلب کیا دو چار لقمے جان عالم نے بجبر پانی کے سہارے سے
اگل اگل حلق کے نیچے اُتارے اُس سحر پیشہ نے قرار واقعی ہتے مارے کھانا زہر مار کر شہزادے کا
ہاتھ پکڑ بارہ دری مین لے گئی جواہر نگار سہری پر بٹھایا ایک تو شراب کا نشہ دوسرے عالم تنہائی
بیٹھتے ہی شرم و حجاب کا پردہ اُٹھا لپٹ گئی وہ سرکا پھر تو خفیف ہو کے بولی تو نے سنا ہوگا
شہپال جادو شہنشاہ ساحران جہان فخر سامری و جیپال کا نام مین اُسکی بیٹی ہون تمام بلغ بلکہ
نواح اسکا سب سحر کا بنا ہے برسون سے تیری فریفتہ اور شیدا ہون تمنائے وصال خراب حال جیتی تھی
جز لخت جگر اور خون دل کچھ نہ کھاتی نہ پیتی تھی آج لات و منات کی مدد سے تو میرے اختیار مین آیا
دل کا مطلب بھر پایا جس چیز کا شائق و طلبگار ہو جو شے تجھے درکار ہو مع زیادہ لیاقات انجمن آرا اچھا اُسکا
سامان مہیا ہے بشرط اطاعت و اظہار محبت جان عالم پہلے ذرا پھر جی مضبوط کر کے بولا یہ سب
سچ ہے جو تو نے کہا مگر تیری تقریر سے ثابت ہوتا ہے کہ تو راہ و رسم محبت سے آشنا ہے تو نے وصل
عیش فصل کا مزہ چکھا ہے انصاف کر جسکے واسطے خانمان آوارہ غربت کا مارا سرگردان ہوا ہون
تو اسی کے نام کی دشمن ہے مین تیری دوستی پر کیونکر اعتماد کرون دنیا مین تین طرح کے
دشمن ہوتے ہین ایک تو وہ جو صریح اپنا عدو ہو دوسرا دشمن کا دوست تیسرا دوست کا دشمن یہ
سب سے بُرا ہے اس سے کنارہ اچھا ہے یا یہی شرط محبت ہے کہ ایک شخص کا نام خراب کر کے
جہان آسایش ملے وہان بیٹھ رہے فکر سلطنت جستجوئے دولت مین سر بسر نہین ہوا ہون
جو تیرے سے جاہ و ثروت پر اکتفا کرون تجھے معلوم ہوگا اللہ کی عنایت سے گھر کی حکومت چین کرنے کو
کافی تھی مگر یہ اب تو یہ حال ہے میر تقی اک مدت پا سے چنار رہے اک مدت گلخن تابی کی ہم برسون تھے یہ
گھر سے نکلے عشق نے خانہ خرابی کی + یہ سنکے وہ کھسیانی کتیا سی جھنجلائی کہا قدرت سحر میری اس سے
مغرب و مشرق کا فاصلہ گردش چشم ہے زرنگار جانا کیا لشم ہے ادھر پلک جھپکائی اُتنے عرصے مین
زرنگار گئی اور آئی خیر اگر میری ہم صحبتی کر یہ جانتا ہے تیری امید بھی قطع کر دیتی ہون ابھی انجمن آرا کو لا

تیرے روبرو جلا اپنا دل ٹھنڈا کرتی ہوں جان عالم بدحواس ہوا کہ رنڈی کے غصے سے ڈرا چاہیے
سخت غضب میں گرفتار ہوئے انکار میں قتل معشوق مد نظر اور اقرار کرنے میں اپنی جان کا ضرر
دونوں طرح مشکل ہے حیران ہو مآل کار سوچنے لگا شمع نوچنے لگا، اُس میں یہ مقدمہ بہت پیدا ہے جیسے گذرا ہو
وہ جانے دل کا یہ حال ہوتا ہے جب جی گھبرا آیا جس سے پھر ایسا ہوا اور یہ کیا عذاب عظیم ہے فراق محبوب
وصال نامرغوب آخر کار شہزادے کو بجز اطاعت مصلحت نہ بن پڑی دل کو تسکین دے کر کہا اگر
اس سے موافقت کروگے انجمن آرائی اور اپنی زندگی ہوگی خالق رحمۃ للعالمین جامع المتفرقین ہے
کوئی صورت نکل آوے گی کہ اس بلا سے رہائی ور دلدار تک رسائی ہو جائیگی الا میلا شرط ہے یہ خیال کر
ساحرہ سے کہا ظالم ہم تیرا جی دیکھتے تھے ہمنے سنا تھا عاشق معشوق کے ناز بردار ہوتے ہیں مگر یہ جھوٹ
تھا دھمکاتے ہیں ڈراتے ہیں عاشقی میں حکومت کسی نے کانوں سے نہ سنی ہوگی ہمنے آنکھوں سے دیکھی
تو یہ سمجھی ایسا کون احمق ہوگا جو تجسا معشوق عاشق خصال اور یہ سلطنت لازوال چھوڑ کے
امر نادیدہ کی جستجو کرے امید موہوم پر جنگل جنگل ڈھونڈھتا پھرے یہ فقط اختلاط تھا یہ کہکے گردن
میں ہاتھ ڈالدیا وہ قحبہ تو ادھار سے کہہ بیٹھی تھی لپٹ گئی ناچار باخاطر افگار اُس تیرہ بخت کا منہ کالا
ہاتھ منہ دھو اُس کے ساتھ سو رہا وہ حرامی بہ مست لیٹتے ہی جہنم واصل ہوئی یہاں نیند کہاں
جی سینے میں بیقرار پہلو میں وہ خار ہر دم آہ سرد دل پر درد سے بلند چشمہ چشم جاری دریا وو زاری
وجیند جگر میں سوز فراق نہاں لب سے دود نہاں عیاں یہ رباعی بر زبان لا اطلم کسی کی شب وصل
سوتے کٹے ہے + کسی کی شب ہجر روتے کٹے ہے + ہماری یہ شب کیسی غضب ہے الٰہی + نہ سوتے
کٹے ہے نہ روتے کٹے ہے + مگر جب وہ اُدت لیتی اُسکی جان خوف سے نکلتی دم بخود ہو جاتا جھوٹ موٹ سو جاتا
اسی حال سے بصد خرابی و مشاہدہ بیتابی جان عالم گریبان سحر چاک ہوا جادوگرنی اُٹھی شہزادے کو
حمام میں لے گئی وہاں اور جا لباسات سحر دکھائے نہا کے دونوں باہر آئے خاصہ چنا گیا بعد فراغ
صحبت طعام اُسنے یہ کلام کیا کہ میرا معمول ہے ہوقت سے پہر دن رہے تک شہپال کے دربار میں حاضر رہتی ہوں
تیری باجازت پاؤں تو جاؤں جان عالم نے دل میں کہا للہ الحمد جو دم تیری صورت ترکہ دورت نہ دیکھی
غنیمت ہے مگر ظاہر میں زمانہ سازی سے کہا فرقت گوارا نہیں لیکن روکنے کا یارا نہیں جلد آنا ساحرہ اس
کلمے سے بہت خوش ہو چل کلی اُسکے جانے سے باغ سنسان ویران وحشت انگیز ہو کا مکان تھا تنہا شاہزادہ

بالخیال دلبر بھر تو بے تکلف ہو جی کھول کے رنج و غم دلسوز زبان پر لایا + آفت تازہ جان پر لایا
کہا ہمسا بھی بدنصیب دور از حبیب دوسرا نہو گا جسکا یار نہ ہمدرد کا جس سے دل کا درد کہیے تا تسکین ہو
صحبت اُنکی ملی ہے جنھیں دیکھ چپ ہو بیٹھیے کہ عشق اور کانہ نکلے ذہن نشین ہو لیکن جانور جو رہبر تھا
وہ اُڑا وہ مصروف ... زادہ جو تمکین سے جان نثار اور یاور تھا وہ دن چھپا ... سوائے اندوہ و یاس
حرمان ہونا حاصل جہان سے ... [illegible] ... بہتر یہاں سے ...
اسکی ... گھڑی دن باقی رہا ... [illegible]
رونا آیا لیکن ڈر کے مارے ... [illegible]
نصف شب گذری ... [illegible]
شب ... [illegible]
یہ عالم ... [illegible]
کہتے ہیں ... سے ... [illegible]
نثار اسے کہتے ہیں یہ تصویر مرقع ہوں سکتے کا سا عالم ہے ... [illegible]
ایک روز وقت رخصت ساحرہ بولی جان عالم تیری تنہائی کا خیال ... ہوتا ہے تو اکیلا تمام دن کبیدہ
ہوگا باغ خالی کاٹے کھاتا ہوگا مجبور ہوں کوئی ... دل بہلانے کو ... [illegible]
بد سلیقہ ہیں انکو کہاں تک آدمیت سکھاؤں ... نشست برخاست کا قرینہ نہیں آیا اسلیے تو اور
برخاستہ خاطر ہوگا شہزادے نے کہا ہم کیا کہیں ... تنہا پیدا ہوئے تمام عمر اکیلے رہے ہماری قسمت میں
دوسرا لکھا نہیں صحبت ہمارا خدا نے خلق کیا ہمیں لیکن یہ اندیشہ ہمیشہ رہتا ہے کوئی ہمیں
مار ڈالے تو دن بھر مفت مٹی خراب ہے تم سے کون جا کر کہے ہنسنے کی جا ہے رونا آتا ہے یہ سن کے
وہ بولی یہ مکان طلسم ہے باد مخالف کا گذر محال ہے تیرا کدھر خیال ہے شہزادے نے کہا اگر
کوئی جادوگر یہ قصد کرے اُسے کون روکے وہ فریفتہ بشدت تھی بند ہوئی وہم یہ ہوا کہ
میرے بعد کوئی جادوگرنی آ کے اور اس پر عاشق ہو جائے مار ڈالنا کیسا یہاں سے لے اُڑے
تو تو کہاں پائے سب محنت برباد ہو جائے ز طامعت فشائے الفت میں انجام کار سوچی بے تامل
نقش سلیمانی صندوق سے نکال اُسکے بازو پر باندھا کہا اب نہ تاثیر سحر نہ دیو کا گذر نہ پری سے

ضبط ہو گا دل کا کھٹکا مٹا مزے اڑایا لیکے وہ تو بدستور چلی گئی جان عالم کے سر پر خرابی آئی وہی
بلبلانا شور مچانا باغ کو سر پر اٹھانا اور گاہ انجمن آرا کے تصور سے یہ کہنا مؤلف لکھا ہوا ہی
قسمت کا تھا سو جان ملا + کہ میری خاک میں محنت ملے آسمان ملا + ہزار صدمے ہیں دل نے ہمارے
آہ بھی نہ کی + جو اک رفیق ملا وہ بھی بے زبان ملا + نہ کہنے ہمیں زیر فلک کبھی پایا بعنایت ازلی
عجب مکان ملا + تری تلاش میں در در بھٹکتے پھرتے ہیں + ملا نہ تو ہی تو جوتی سے گو جہان ملا +
دراسہ تو پیر فلک پر گئی ساری خلق + کہ خاک میں ترے جور دل سے کیا جوان ملا + بہت جہان
کی کی سیر کے پھر دیکھا ہے یہ بیزرالت نہ سمجھو کوئی بوستان ملا + ایکدن عالم تنہائی میں جان عالم کو
یہ خیال آیا اس نقش کی تعریف اس نے بہت کی تھی لاو تو شاید عقدۂ کار بستہ کھلے یہ سوچ کے
اسے کھولا اس کا یہ نقشہ تھا بیت وابیات کا نقش بنا تھے بیچ میں اسماے الہی مع ترکیب و تاثیر تحریر تھے
دیکھتے دیکھتے خانہ مطلب میں یہ فقرہ بھی لکھا تھا کہ کوئی شخص کسی ساحر کی قید میں اگر یہ اسم پڑھے
نکلنا ہو یا کسی مکان طلسم میں پھنسا ہو اسے پڑھے سحر باطل ہو جائے اور جو کوئی سحر کرتا ہو اسے
دم کر پھونکے تو اسی دم اسکی برکت سے ساحر کو پھونک دے بیساختہ اس میں دیکھکے قریب تھا
کہ شاہزادے کو شادی مرگ ہو جلد جلد وہ سب اسم یاد کر نقش بازو پہ باندھا اس عرصے میں جادوگرنی
موجود ہوئی جان عالم کے تیور دیکھے پوچھا آج مزاج کیسا ہے وہ بولا الحمدللہ بہت اچھا ہے دیر سے
تیرا منتظر تھا یہ کہکر شیطان علیہ اللعن کو سونپا ہمارا اللہ نگہبان ہے یہ سنتے ہی روح قالب سے
عمل کنی سمجھی تیرا جان عالم جل نکلا سحر سے رونے لگی تاثیر کلام سے بیت کر کہا سعدی
کس نیاموخت علم تیر از من + کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد + یہ کہکے تاریں زمین پر مارا وہ چھا ہزار ہا
اژدہا شعلہ فشاں پیدا ہوا شہزادے نے کچھ پڑھا وہ سب پانی ہو گئے فانی ہو گئے پھر تو منت
کرنے لگی پاؤں پر سر دھرنے لگی جادوگرنیاں سمجھانے لگیں کہ یہ شرط مروت نہیں جو اپنا والہ
و شیدا ہو اس سے دغا کیجیے شہزادے کہا گریبان میں منہ ڈالو سوچو تو ہم بھی کسی کے عاشق ہیں
عزیزوں سے جدا مصیبت کے مبتلا بسر ہوئے تھے ہمیں جبر سے قید کیا اس طرح کا الم مفارقت دیا
یہ احسان کچھ کم ہے ہم نے طلسم درہم برہم جو نہ کیا وہ کجھیں یہ ٹھہریگا عاشقی کا کام نصیحت و پند و قید
و بند سے نہیں ہوتا اور جبر کا کام حباب آسا ناپائدار ہے اس کا کیا اعتبار ہے حسن سدا دو کا نہیں

بہشتی نہیں + اور یہ قضیہ اتفاقیہ ہے ع ہر روز عید نیست کہ حلوا خورد کسے + حسن کبھی یون بھی ہے
گردش روزگار + کہ معشوق عاشق کے ہو اختیار + لیکن سوچو تو لاکھ طرح کا راحت و آرام ہو
جو جی نہ لگے تو کیا کرے اُستاد دولت کونین حاصل ہو تو اچھے لات مار + پھر نہین لگتا ہے
جی جس جا سے ہو جس کا اچاٹ + القصہ وہ سیر یتی رہین حالانکہ عالم نے یہ حرکت ہمارے آنکی اُس
طلسم سے رہائی پائی اپنی راہ لی چند روز نہین پھر اُس حوض پر وارد ہوا دیکھا اسپ فاداریتیمر سے سر مار
مر گیا تھا اس کی لاش دیکھ دل پاش پاش ہوا خوب رویا اب اور رنج پیادہ پائی کا قدم قدم ہوا
سبحان اللہ کہان وہ شہزادہ پرورده ناز و نعم کہان یہ سفر پیادہ پائی کا دور دراز تنہائی کا دردوالم
ہر قدم خار ہر گام آزار اگر تصویر یار پیش نظر ہر قطرہ اشک میں سوسو لخت جگر آہ و نالہ وردزبان یہ شعر
ہر ساعت بر زبان ناسخ ناسخ پھرنا دوری پانون کی ایذا نہین + دل دکھا دیتا ہے لیکن ٹوٹ جانا
خار کا + کیون نہ کھلون آسمان کو رات دن مین ناتوان + آبلہ کی شکل اُس میں بھی ہے عالم خار کا
رنگ رو فق دل میں قلق سینہ فگار پا آبلہ دار چھاتی غم دوری سے شق کبھی حکایت شکایت ہر گاہ
یہ غزل مولف کی ورد آمیز پڑھتا چلا جاتا تھا مولف توڑ کر خم اور رشک کر آج پیالے کو ہم سوئے مسجد
جاتے ہین زاہد کے بہکانے کو ہم + شمع ہر محفل میں کب ہین بار پروانے کو ہم + ایک کیڑے سے
کبھی کیا کچھ کم ہین جلجانے کو ہم + خواب سا کرتے ہین ہم ایام عشرت کو قیاس + دھیان مین لاتے ہین
جسدم گذرے افسانے کو ہم + کل تلک تھا جس مکان پر شعر دیون کا ہجوم + پھلتے ہین اب
وہان پر خاک پروانے کو ہم + اشک گلگون کے نشان چھوٹ کچھ پتا ملتا نہین + جب خزان مین
ڈھونڈتے ہین اپنے کاشانے کو ہم + جرم کچھ صیاد کا اپنی اسیری مین نہین + روتے ہین کنج قفس مین
آب اور دانے کو ہم + رشک زلف یار سب عقدے ہین میرے اے سرو + دور اُلجھ اٹھتے ہین
بیٹھین جبکہ سلجھانے کو ہم + چشم تر رنگ زرد آہ سرد دل مین درد پاؤن کہین رکھتا آبلہ پا کہین سے
کہین اور جا پڑتا نہ راہ مین بستی نہ گاؤن نہ میل نہ سنگ نشان راہ کا سر نہ پاؤن دل صفا نظر مین
عزم در دلدار آبلون کو انس خار سخت بدحواسی تھی کانٹون کی زبان تلوون سے خون کی پیاسی تھی
نہ کوچ کی طاقت نہ یارا ئے مقام گھبرا کے دو تین گام یہ کہتا مولف بدل دے اور دل اس دلکش لے
الٰہی تو تو رب العالمین ہے + ولہ اور اس پر نقد جان دیکر بدل لیتا سو سو + گردن پہ خنجر سجاتا کسی کا

وھیان مین ہوا اور جب جنون عشق کا ولولہ ادھر ہوتا تو سر پکڑ کر رو دیتا اور یہ کہتا مولف قرار پاتی نہین
جان زار مین تیرے + ستا رہا ہے دل بیقرار بغل مین تیرے + کھٹکتا تھا مجھے جن جن کا سب وہ بھالے
حواس و ہوش و شکیب و قرار مین تیرے + سر و سرگشتہ محبوب خدا شرح کرے + بسر جو کر آہ لیل و نہار
مین تیرے + خلاصہ یہ کہ اسی حال خراب اور دل بیتاب سے ہر روز سرگرم منزل تھا دیدۂ دیدار طلب سے روان تھا

رہائی طلسم سے اس گرفتار محبت کی اور پہونچنا وادی غمناک پر خس و خاشاک مین پھر ملاقات ہونی مہر و وفا یعنی ملکہ مہرنگار رنگین باوقار سے پیر مرد کا لوح دینا شہزادے کا رستہ لینا

عشق ہے تازہ کار تازہ خیال + ہر جگہ اسکی اک نئی ہے چال + کہین آنسو کی یہ سرایت ہے + کہین
یہ خون چکان حکایت ہے + کہ نمک اس کو داغ کا پایا + کہ پتنگا چراغ کا پایا + کہین طالب ہو کہین
مطلوب ہے + اسکی باتین غرض ہین وہ وہ خوب + یہان سے دشت نوردان وادی سخن جگر افگار غربت زدگان
پرمحن و سینہ ریش با پاے زخمدار و دل خار خار بیان کرتے ہین کہ وہ مسافر صحراے اندوہ و حرمان بے توشہ
و زاد راہ بہر روز با دل پر سوز گمراہ بادیہ گردی کرتا جیتا نہ مرتا ایک روز نواح دلکشا
و صحراے فرح افزا مین گذرا دیکھا کہ عنان قدرت نے صفحۂ دشت گلہاے مختلف رنگ سے بہشت ہشتم
رشک صحن چمن اور بوٹا بوٹا گھانس کا بہ از گل باغ ارم خجلت دہ نسرین و نسترن بنایا ہے گرد جدول آب
روان چشمہ بہ از چشمۂ حیوان اور گلہاے ارغوانی چھڑکا دے عجب رنگ جمایا ہے نسیم بہار اور درخت
گلزار سے میدان گلشن دکھاتا رہتا ہے نہ کہین گرد ہے نہ غبار ہے درختون پر فیض ہوا اور
ترشح سے سرسبزی ہے اور چمک کا جوبن ہے گل خودرو سے جنگل نمونۂ گلشن ہے یہ تو بتو لکھا
مسافت رسیدہ مسافرت کشیدہ تھا وہ زمین خجستہ آئین بہت پسند آئی دل مین آیا آج کی شب
اسی جا سحر کیجے قدرت حق مد نظر کیجیے ایک سمت زمین ہموار درخت گنجان چشمہاے آب روان
دیکھے جا بیٹھا جنگل کی کیفیت جی بہلانیوالی جانورون کی اچھل کود کی دیکھا بھالی خوش فعلی کی
سیر کا لیل مین وحش و طیر لو پاس ہر برگ گل کی دھوم دھام طائرون کے غل کی بولنے چہچہے کی
نشو و نما سرد سرد ہوا ابر سیاہ کہین کہین سرخ و سفید اودی ساون بھادون کی گھٹا رعد در رد و شور سے
میخوارون کو سنا یہ نعرہ رہا میر سوز کی فرشتون کی راہ ابر نے بند جو گنہ کیجیے ثواب ہے آج اندیان

نالے چڑھے دریا بڑھے جھیلیں تالاب لبریز ہوئے موج خیز پپیہے کا مستوں سے مخاطب ہونا
پی پی کہہ آپ ہی جان کھونا کوئل کی کوکو اور تو تو سے کلیجا منہ کو آتا تھا مور کا شور برق کی تڑپ
رعد کی کڑک ہوا کا زور زرد زرد رنگ دکھاتا تھا شام کا وقت غروب آفتاب کا عالم جانور دن کا
درختوں پر بیٹھنا باہم زمین پر فرش زمردیں بچھا دھان لہریں لے رہا آسمان میں زنگاری رنگ کی شفق
پھولی شام اودھ کی سیر جولی ایک سمت قوس قزح جسے دھنک کہتے ہیں بصد عظمت و شان فلک پر
نمایاں سرخ سبز زرد دھانی کیسری عنابی بلبل کے چہچہے درخت سبز لہلہے کوسوں تک سبزہ زار
پھولوں کی بہار کہیں ہرن چرتے کہیں پرند سیر کرتے کبھی جا بجا طاؤسان مستانہ سرگرم رقص و ناز
لب ہر چشمہ آب مرغابی آبی و سرخاب کبھی نمود ہوتا ماہ کا چکور کا دوڑنا بھرتا آہ کا دود اُڑن
وقت ملتے اس دید کی خراش سے دل پاش پاش زخم جگر چھلتے یہ سیر جو ہجر جاناں میں نظر سے
گذر جائے کیونکر دل ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو چھاتی بھر نہ آئے استاد کا یہ شعر کرتی ہے ہر بوند
تن پر پارے کا کیا عجب گر ہوں ہرے داغ جگر برسات میں یہ قاعدہ ہے جب آدمی کو سامان
عیش و نشاط اس طرح کی سیر فرحت افزا میسر ہوتی ہے جسے جی پیار کرتا ہے وہ یاد آتا ہے
شہزادے نے مدت کے بعد یہ فرحت جو پائی یار کی یاد آئی شعر میں وہ نہیں جو کروں سیر بوستاں
تنہا بہشت ہو تو نہ منہ دیکھے باغباں تنہا۔ اس کنج میں بیٹھا تھا کہ ایک طرف سے رنڈیوں کا غول
پیدا ہوا یہ دھوکا پا چکا سنبھل بیٹھا اور اسی سے دھر تڑپنے لگا بموجب مثل دودھ کا جلا چھاچھ
پھونک پھونک پیتا ہے جب وہ آگے بڑھیں غور سے دیکھا چار پانچ تو عورت پری زاد حور وش
زریں کمر نازک تن سیمبر چست و چالاک کمسن الھڑ مرپٹنے کے دن نو چھلی کودی پیادہ اور
جواہر نگار ہوادار پر ایک آفتاب محشر سوار گرد پریوں کی قطار تاج مرصع کج سر پر لباس شاہانہ
پر تکلف در بر نیمۂ سلیمانی اُس بلقیس وش کے ہاتھ میں سیماب وحشی بات بات میں صید کرنے
کی گھات میں بندوق چھپاتی طائر خیال گرانے والی برابر رکھی شکار کھیلتی سیر کرتی چلی آتی ہے
حسن میں بیمثال کاہش بدر غیرت ہلال سن حسن برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن، جوانی کی راتیں
مرادوں کے دن۔ طالع بیدار یاور اقبال مشاطۂ غمزہ و عشوہ و انداز و ادا جلوہ میں آفت جان
عاشق سر حلقۂ ناز جان عالم نے باواز بلند کہا میر تقی کیا تن نازک ہے جان کو بھی حسد جس تن پہ ہے

جامہ

تصویر صحرا سے بچہ صفا و جہاں عالم و ملکہ مہر نگار کا سواری ہوا ور جانعالم کے پاس آنا

کیا بدن کا رنگ ہے جو تنگ پیراہن پہ ہے ۔ یہ صدا جو اہتمام سواری نے آگے کی تھیں اُنکے
کانوں میں پڑی اور شکل و جمال جانعالم سے لڑی سب کی سب لڑکھڑا کر ٹھٹک گئیں بیٹھتے کے
مثل سمٹ جھمک گئیں کچھ بولیں ان درختوں سے چاند نے کسبت کیا ہے کوئی بولی نہیں ری
سورج چھپتا ہے کسی نے کہا غور سے دیکھو ماہ ہے ایک جھانک کے بولی یا مقدر ہے ایک نے
غور سے کہا چاند نہیں تو تارا ہے دوسری چٹکی لیکے بولی اُچھال چھکا تو بڑی خام پارا ہے
ایک بولی سرو ہے یا چمن حسن کا شمشاد ہے دوسری نے کہا تیری جان کی قسم پرستان کا پریزاد ہے
کوئی بولی غضب کا طرار ہے کسی نے کہا دیوانی چپ رہو خدا جانے کیا اسرار ہے ایک نے کہا
چلو نزدیک سے دیکھ آنکھ سینک کر دل ٹھنڈا کریں کوئی کھلاڑن کہہ اُٹھی دور ہو ایسا شہر ہو
اس میں تمام شہر جل جل مریں ایک ماہ نے خوب جھانک تاک کے کہا خدا ایسا نظر سب کے دید نہیں
پھری یہاں کی چھاگئی ہے کیا ہوا ہے ہے تو بھلا چنگا ہٹا کٹا مرد وا ہے سواری جو رکی ملکہ نے
پوچھا خیر ہے سب نے دست بستہ عرض کی قربان جائیں جانکی امان پائیں تو زبان پر لائیں
ہمیشہ سواری حضور کی اسی راہ سے جاتی ہے مگر آج خلاف معمول ان درختوں میں سے ایک شکل
دلچسپ ایسی نظر آتی ہے فرو شاید یوسف کو حسینان جہان بھی دیکھے ۔ الہامانے مثل طرحدار

نہ دیکھا نہ سُنا بلکہ متعجب ہو کے پوچھنے لگی کہاں ایک نے عرض کی وہ حضور کے سامنے جیسے
ملکہ کی نگاہ چہرۂ بے نظیر صورت دلپذیر جا نُغاط پر پڑی دیکھا ایک جوان رشک مہ پیر کنعان
رعنا سرو قامت سہی بالا بحر حسن و خوبی کا دُر یکتا کاشانہ سر سے فر شاہی نمایاں بادۂ حسن سے دلفریب
معمور ہے دماغ کشورستانی سے اٹھتی جوانی ہے نشاء شباب سے چھلکا جاتا ہے خم ابرو محراب
حسینان سجدہ گاہ پردہ نشینان چشم غزالی سرمہ آگین ہے آہوئے رم دیدہ کشور جبین سے
چتون سے رمیدگی پیدا ہے مست مے محبت ہے اسیر چرکنا ہے دیدے کی سفیدی اور سیاہی
لیل و نہار کی آنکھ دکھاتی ہے سواد چشم پر حور سویدائے دل صدقے کیا چاہتی ہے حلقۂ چشم میں
کتنے ہموار مردم دیدہ دھرے ہیں صانع قدرت نے موتی کوٹ کوٹ بھرے ہیں غمزہ نکیلی اُس
کمان ابرو کی دل میں دو سار ہو نکلی لیس ہے رشک لیلی بغیرت قیس ہے ناوک نگاہ سے ہیچ و تک
پناہ نہیں دل دوزی بیگما ہوں کی اس کی ملت میں ثواب ہے گناہ نہیں لوح پیشانی تختۂ سیمیں یا
مطلع نور ہے یا طلیا شیر صبح یا شمع طور ہے کاکل مشکین سے زلف سنبل کو پریشانی ہے بوباس سے
ختن والوں کو حیرانی ہے عنبرین مویوں کو زندگی وبال ہے بال بال پر پیچ و خم دار ہے
روئے تاباں مہ تاباں چشمۂ حیوان ظلمت سے نمودار ہے ہما اپنے پر و بال سے اس صاحب اقبال
ملس ران ہے رخ تابندہ کی چمک سے نیر اعظم لرزاں ہے لب گلبرگ تر پر سبزے کی نمود ہے یا دھوان
دھار مشتاقوں کے دل کا دود ہے نظر کام نہیں کرتی قدرت ودود ہے ہر حلقۂ گیسوئے معنبر کا
کمند گر گیر ہے مگر بالوں کے الجھنے سے کھلتا ہے کہ کسی کی لعنت پیچ اکا اسیر ہے خندۂ دندان نما سے
ہونٹ لعل بدخشاں کا رنگ مٹاتا ہے داتوں کی تاب سے گوہر غلطاں بے آب ہوا جاتا ہے
معشوقوں کا انیر دانت ہے دل و جان وارتے ہیں جو نظر سے نہاں ہوں ڈاڑھیں مارتے ہیں
دم تقریر غنچۂ دہان جو کھولتا ہے سامع موتی رولتا ہے ہر کلمہ اعجاز نما ہے بیمار محبت کا مسیحا ہے
ہاتھ ہر ایک نہال الفت کی شاخ باردار ہے دل کی دستگیری کو اور خزانہ وقارون بانٹ دینے کو
سر دست تیار ہے کف دست کی لکیریں دستاویز محبت ید قدرت سے تحریر ہے سرنوشت سے
یہ کھلتا ہے کہ سلسلۂ الفت میں کسی کی رگ و پے بستۂ زنجیر ہے مرأت سینہ میں عکس افگن کوئی
صاحب جمال ہے منظر کسی کا خیال ہے کمر نازک جستجو پر چپت باندھے ہے پٹھا سمند ہے

چلنے کو مثل صبا آندھی نہ ہے پاؤن وادی تلاش مین سرگرم رفتار ہین زہے قدم دشت و کہسار ہین
قسمت برسریاری ہے کہ ہمارے دام مین یہ ہماے اوج شہریاری ہے یہ تصور دل مین تھا کہ
کارپردازان محکمۂ ناکامی حاضر ہوئے اور مشاطۂ حسن و عشق نے پیش قدمی کر متاع صبر و خرد نقد
دل و جان اساس ہوش و حواس تاب و توان ملکہ جگر افگار ارمغان رونمائی مین نذر شاہزادہ
والا تبار کیا عقل و دانش گم صم بکم کا نقشہ ہوا حضرت عشق کی مدد ہوئی سب طیار ہوئی شوق وصل
پیدا ہوا جی شیدا ہوا دفعتہ کیا تھا کیا ہوا اسیر تھی بلا تھی نظر پا کر جی کی آفت تھی + وہ نظر ہی وداع
طاقت + ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ + صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ + دل پہ کرشمہ لگا طپیدن
ناز + رنگ چہرے سے گر گیا پرواز + ملکہ تھرتھرا کر ہوادار پر غش ہوئی خواصون نے جلد جلد گلاب اور
کیوڑا بید مشک چھڑکا کوئی نادعلی پڑھنے لگی کوئی سورۂ یوسف دم کرنے کو آگے بڑھنے لگی کسی نے بازو پر
رومال کھینچکر باندھا تلوے سہلانے لگی کوئی مٹی پر عطر چھڑک کر سونگھانے لگی کوئی ہاتھ منہ کو دیسے
دھوتی تھی کوئی صدقے ہو ہو روتی تھی کوئی بولی چہل کنجی کا کٹورا لانا کسی نے کہا شب کی جگی
دھو کے پلانا کسی نے کہا بلا ریب آسیب ہے کوئی بولی عجب مہ پارہ ہے جسکے دیکھنے سے دل
ناشکیب ہے کوئی سمجھی یہ شخص نہین قسم جن سے ہے کوئی بولی یہ غشی تقاضائے سن سے ہے
غرض کہ دیر مین ملکہ کو افاقہ ہوا مگر دل مضطرب طپان خواہش اُسی طرف کشان جذب عشق سے
مقناطیس اور آہن کا عالم کشش محبت سے کاہ و کہربا اُسی دم ہوگئی رنگ رو طائر پریدہ صبر و ضبط
دامن کشیدہ مشورہ ہوا سواری ادھر سے پھیرو ملکہ کو بیچ مین گھیرو لیکن تاب تحمل یارائے صبر
ملکہ کو بالکل نہ تھا فرمایا دیوانیان ہو یہ کوئی مسافر بیچارہ خانمان آوارہ غربت کا مارا تھک کر
بیٹھ رہا ہے اس سے ڈرنا کیا ہے چلو نزدیک سے دیکھین ناچار وہ سب فرمانبردار چلین مگر تکتی ایک
دوسرے کو تکتی جون جون سواری قریب جاتی تھی ملکہ کی چھاتی دھڑکتی تھی دل مین تڑپ زیادہ پاتی تھی
اگرچہ جمال ملکہ مہر نگار بھی سحر سامری کا نمونہ مہ و مہر سے دونا عابد کش زاہد فریب تھا [illegible]
بیچین ہوا مگر دامن ضبط دست استقلال سے نہ چھوڑا جس طرح بیٹھا تھا جنبش تک نہ کی تیور پر بل نہ آیا
ایک خواص خاص باشارۂ ملکہ آگے بڑھی پوچھا کیون جی میان مسافر تمہارا کدھر سے آنا ہوا
اور کیا مصیبت پڑی ہے جو اکیلے سوائے اللہ کی ذات ہمراہ نہ کوئی سنگ نہ ساتھ اس جنگل مین وارد ہو

شہزادے نے مسکرا کے کہا مصیبت جھیلا تجربہ پڑے ہوا ہو گی معلوم ہوا یہاں آفت زدے آتے ہیں کہا
تم سمجھی کیا کمبختی ایاموں کی گردش نصیبوں کی سختی ہے جو چڑیلوں کی طرح ناکام سرشام پھرتی ہو
ملکہ یہ سُن کے پھڑک گئی خود فرمانے لگی واہ واہ صاحب تم بہت گرما گرم تند مزاج حاضر جواب ہو حال پوچھنے
سے اُستاد برہم ہو لوکوا فقرہ سنایا کہ اس مردار کے ساتھ تم بھی چھپٹ سب کو جھلپاٹیاں بتلایا
جان عالم نے کہا اپنا دستور نہیں کہ ہر کس و ناکس سے ہمکلام ہوں دوسرے مردار سے بات حرام ہے
مگر خیر وہ کہے میں جیسا اُس نے سوال کیا ویسا ہم نے جواب دیا اب تمہارے منھ سے مردار نکلا
ہم سمجھ گئے چپ ہو رہے ملکہ نے ہنس کر کہا خوب ایک نشد دو شد صاحب جو پیچ سنبھالو ایسا کلمہ
زبان سے نہ نکالو کیا میرے دشمن درگور مردار خور ہیں آپ بھی کچھ منھ زور ہیں بھلا وہ تو کہئے
اِس جنگل میں آپ سے پوچھتی ہوں حضور کس سمت سے رونق افروز ہوئے دولتسرا چھوڑے کے روز
ہوئے اور قدوم میمنت لزوم سے اس دشت پرخار کو کیوں رشک لالہ زار کیا جان عالم نے کہا جیسے خوش
آپ درپردہ بناتی ہیں بگڑ کر طنز سے یہ سناتی ہیں ہم حضور کا ہے کو مزدور ہیں تم جو جیسے ہی چار کے
کاندھے چڑھی کھڑی ہو تم البتہ حضور ہو جو جلیسیں تھیں بولیں ملکۂ عالم آپ اس سے گفتگو
کرتی ہیں یہ مردوا تو لٹھ ہے سخت منھ پھٹ ہے ملکہ بولی چپ رہو ان باتوں میں دخل نہ دو
ایسا نہ ہو یہ بدمزہ ہو جائے تو صلواتیں سنائے وہ سب ہنسیں آپس میں کہا خدا خیر کرے آج
جنگل میں گل پھولا چاہتا ہے یہ پردیسی بھی مسافر راہ بھولا چاہتا ہے ملکہ نے کہا اے صاحب کچھ
منھ سے بولو سر سے کھیلو نذر بیعت جو چاہا ہو سو لو جان عالم نے کہا امرا کا کام نقرہ ہے آزاد معلوم ہوا
تم بڑی آدمی ہو سواری مانگے کی نہیں خواصیں بھی تمہاری ہیں تاک نشینوں کی ہم برتری کرو
تکلف نہ کرو کچھ طبیعت حاضر ہو گی تو تمہارے بیٹھنے سے کچھ کم اُٹھیں گے تم ہوادار کیا ہوا کے گھوڑے پر سوار
ہم فقیر بستر خاک پر سایہ دار حافظ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ملکہ بولی اس مدۃ العمر میں
ایسا مسافر چیدہ مہوشی دریدہ تمہارے سوا بجد انہیں دیکھا اُستاد زبان سنبھالو یہ منھ زوریاں
غریبوں پر خدا کیوں کوئی تمسا بھی بدلگام نہیں تم کوئی زور چیز ہو کیا وتنہا ٹٹو نہ گھوڑا
گھر ہی نہ بچھونا ننگا لچا وہی مثل ہے رہے جھونپڑے میں خواب دیکھے محلوں کا ہر بات میں ٹھنڈی گرمیاں
کرتے ہو جو یہی خوشی ہے تو لو یہ لٹکے ہوادار سے اتر شہزادے کے برابر بیٹھ گئی خواصوں سے

بہت بھیانک ہو کے کہا لو بی بی یہ موا کیا سحر بیان جادو کا انسان ہے ملکہ سی پری کو گالیان
دیدے کیسا شیشے مین اُتار لیا بیٹھے بٹھائے میدان مار لیا ایک بولی تجھے اپنے دیدون کی
قسم سچ بولیو ایسا جوان رنگیلا سجدار نکیلا ٹھٹول طرار آفت کا پرکالا دنیا سے نرالا تو نے یا کبھی
تیری ملکہ نے دیکھا بھالا تھا اری دیوانی نادان خوبصورتی عجب چیز ہے اسکا دوست طالب
دشمن کا مطلوب ہے حسن خوب سب کو مرغوب ہے جہانکو عزیز ہے غرضکہ جب ملکہ بیٹھی جان عالم
دم سرد بھر کے بول اُٹھا لا اعلم حکیم از سر و سامان خود عمریست چون کاکل + سیہ بختم
پریشان روزگارم خانہ بر دوشم + موافق سراسر دل دکھاتا ہے کوئی ذکر اور ہی چھیڑو + پتا
خانہ بدوشون سے نہ پوچھو آشیانے کا + گرفتار رنج و الم خوشی سے دور مبتلائے غم ہے یار و مددگار
دوست نہ غمخوار آفت کا مارا گھر بار سے آوارہ ہمہ تن یاس باختہ حواس توشۂ راہ بجز غم جانکاہ
نہین اور رہبر سوائے دل مضطر ہمراہ نہین گو پاؤن مین طاقت رفتار نہین لیکن ایڑیان رگڑنا
بھی اس راہ مین ننگ و عار نہین یہ حال ہے وہ سب نام ہین کوہ و دشت اپنے مقام ہین
اور یہ چند شعر میر سوز صاحب کے مطابق حال ہین میر سوز ظاہر مین گرچہ بیٹھا لوگون کے
درمیان ہون + پر یہ خبر نہین ہے مین کون ہون کہان ہون + اے ساکنان دنیا آرام دو کہ اک شب
بچھڑا ہون دوستون سے گم کردہ کاروان ہون + ہان اہل بزم آؤن مین بھی پر ایک سُن لو +
تنہا نہین ہون بھائی با نالہ و فغان ہون + سوراخ چاک لاکھون داغون کی کون گنتی +
گلشن دل و جگر ہے گو صورت خزان ہون + نام و نشان نے یا رب رسوا کیا ہے مجکو +
جی چاہتا ہے حق ہو نے نام و نے نشان ہون + قاتل پکارتا ہے ہان کون کشتنی ہے + کیون
سوز چپ ہے بیٹھا کچھ بول اُٹھ نہ ہان ہون + یہ پڑھتے چپ ہو رہا ملکہ سمجھی یہ مقرر شہزادہ
عالی تبار ہے مگر کسی کا عاشق زار ہے بات مین یہ تاثیر ہے کہ ہر کلمہ ناوک کا تیر ہے دل مین آیا
کسی طرح گھر لے چلیے پھر حال مفصل معلوم ہو جائیگا کہانتک چھپائیگا بمنت و سماجت کہا اے عزیز
یہ سرزمین ہمارے علاقے مین ہے تم یہان مسافرانہ اتفاقات زمانہ سے وارد ہو مہمانی ہم پر
واجب ہے چند گام اور قدم رنجہ کیجیے غریب خانہ قریب ہے آج کی شب استراحت فرمائیے [illegible]
کھلیے صبح اختیار باقی ہے جان عالم نے تبسم کر کے کہا پھر در پردہ امارت کی لی یعنی ہم تو یہان کے

مالک ہین آپ بھوکے پیاسے سالک ہین چلو یہ فقرہ کسی فقیر کو سُنا ؤ محتاج کو کرّو فرجاہ وحشم دکھا ؤ جادۂ اعتدال سے زبان کو گام فرسا نفرما ؤ یہان طبیعت اپنی اپنے اختیار مین نہین اور رواروی سے فرصت قلیل ہے مکان پر جانا دعوت کھانا جبر ہے اس کی کیا سبیل ہے بلکہ نفرین افسردہ خاطری سے کہا دعوت کا رد کرنا منع ہے آیندہ آپ مختار ہین ہم مجبور و ناچار ہین جانِ عالم دل مین خیال کیا برسون کے بعد ہمجنسون کی صحبت میسر آئی اور یہ بھی شاہزادی ہے اسکا آزردہ کرنا بڑی بیحیائی ہے آدمیت کا لحاظ انسانیت کا پاس اپنی بے اعتنائی کا حجاب کر کے کہا کھانے پینے سونے بیٹھنے کی ہوس دل سے اُٹھ گئی ہے مگر دلشکنی کسی کی اپنے مذہب مین گناہ عظیم ہے خدا علیم ہے شعر عوض سے دلشکنی کا بہت محال اے یار + جو شیشہ ٹوٹے تو لیجے جواب شیشے کا + لیکن اتنی رُکھائی اور کج ادائی جو ظہور مین آئی اس نظر سے تھی شعر در محفل خود را و مدہ ہمچو منے را + افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را + دل فگار و نکی صحبت سے ملال حصول ہوتا ہے غمگین کا ہمنشین ہمیشہ ملول ہوتا ہے میر درد نہ کہین عیش تمہارا ابھی منغص ہو وے + دوستو درد کو محفل مین نہ تم یاد کرو + اور جو یونہی مرضی ہے تو بسم اللہ یہ کہکے اُٹھا ساتھ ساتھ ہاتھ مین ہاتھ پیادہ پا باتین کرتا چلا بسکہ شاہزادہ لطیف و ظریف تھا کوئی فقرہ نوک جھوک رمز و کنایہ سے خالی زبان پر نہ لاتا تھا ملکہ کا ہر بات مین دل کھلا جاتا تھا مگر دل سے کہتی تھی کہ اے ناکام و بخت نا فرجام ایسا نکرنا کہ ہاتھ ننگ و ناموس سے دھو ناپڑے بیٹھے بٹھائے الم مفارقت مین رونا جان کھونا پڑے ظاہر ہے کہ یہ کسی کا عاشق زار ہے نشۂ محبت مین سرشار ہے دوسرے غریب الوطن بقول میر حسن مسافر سے کوئی بھی کرتا ہے پیت مثل ہے کہ جوگی ہوئے کسکے میت + مگر تپش دل متصل ترقی مین تھی خواہش جی کی کاہش مین بیقراری کو اس پر قرار تھا خدا اسکے کارخانے مین کسیکو دخل نہین ہوا اے نادان جو دم وصل ہے اُسے غنیمت جان آغاز عشق مین انجام سوچنا خلاف ہے اس مین شرع کی تکلیف معاف ہے مولف غنیمت جان لے یہ صحبتین آپس کی اے نادان + دگرگون حال ہو جاتا ہے اک دم مین زمانے کا + القصہ تا در باغ پہونچے دروازہ کھلا اندر آئے جہان فضا سے شہزادہ دنگ ہو وہان کے باغ کا کیا کہے اگر ایک تختہ کی صفت تحریر کرون ہزار تختہ کاغذ پر بخط ریحان نہ لکھ سکون

دم تسطیر قلم مین برگ نکلتے ہین لکھنا بار ہوتا ہے ہاتھ پاؤن بالکل پھولتے ہین صفحۂ قرطاس پر
گل پھولتے ہین حاسد کو خار ہوتا ہے بہت آراستہ و پیراستہ عرض مربع مین چارون کونون پر
بنگلے گرد سبزۂ نوخاستہ دروازہ عالیشان نفیس مکان زیر دیوار خندق پر کیلے اَلیلے ہین قطار در قطار
تختہ بندی کی بہار روش کی پٹریان قرینے کی مہندی کی ٹٹیون مین نکہت حنا بنے کی گل مہندی کا
سرخ و زرد پرافشان عباسی کے پھولون سے قدرت حق نمایان نرگس دیدہ منتظر کی شکل دکھاتی تھی
اگر رستہ سے بھینی بھینی بو باس آتی تھی میوہ دار درخت یک لخت چیدہ بار کے بار سے ٹہنیان جھکین
سرکشیدہ پھل لطیف و خوشگوار پھول نازک قطعہ دار روشین بلور کی نہرین نور کی حوض
و نہرین فوارے جاری چمنون مین باد بہاری موسم کی تاک مین تاک کا ستون کی روش
جھومتا غنچہ سربستہ کا منہ تاک تاک کے نسیم کا چومتا انگور کے خوشون مین دل آبلہ دار کا پتا زلف کی
تھیلیان چڑھین نگہبانی کو گوشون مین باغبانیان الست کھڑین ہر تختہ ہر کیار روش کی
پٹریون پر چیتی کے نادر [illegible] درخت گلدار معنبر و معطر بیلا چنبیلی موتیا موگرا مدن بان جوہی
کیتکی کیوڑا نسترن و نسرین کی نرالی آن بان ایک سمت تختون مین لالہ خوف خزان سے داغدار
گرد اس کے نافرمان کی بہار سرو و شمشاد لب جو فاختہ اور قمری کی اسیر کو کو حق سرہ شاخ گل پر
بلبل شوریدہ کو شور چمن مین بعضے مور گھین چھتے کبک کی آوازین تدرو کی خرام ناز نہر و چمن
تا ز بلند آواز [illegible] ایک طرف قرینے سے [illegible] درخت گل کے بار سے لدے سیب بھی ناشپاتی
سے [illegible] گلعذارون کی کیفیت نظر آتی سنبل مسلسل مین پیچ و تاب [illegible] کا ڈھنگ [illegible] کی
اداہٹ سی [illegible] خوبرویون کا [illegible] دکھاتی [illegible] درخت پر [illegible] رنگیان صد برگ مین
سترا جلوے نہان آم کے درختون مین کیریان زمرد نگار مولسری کے درخت سایہ دار باغبانیان
خوبصورت سرگرم کار خواجہ سرا امرد آن کے مددگار حور و غلمان کا عالم جیسے کٹوریان جواہر نگار
ہاتھون مین باہم درخت اور روشون کو [illegible] جاتی گل [illegible] سے [illegible] گلا برگ [illegible]
چھڑ [illegible] پھرتی تھین بیچ مین بارہ دری پر شوکت با رفعت و شان پرستان کا
مکان ہر کمرہ سجا سجایا صناع نادر دست کا بنایا علام گردش کے آگے چبوترہ سنگ مرمر کا حوض مصفا
پانی سے جھلکتا فرش سراب افشان پتھر کا شامیانہ تمامی کا تاشا سفید بادلے کی جھالر کلابتون کی

دوریان سراسر مغرق بنا چودھوین رات ابر کھلا آسمان صاف شب ماہ سامان اس تکلف کا برسات کی
چاندنی سبحان اللہ فوارون کے خزانے مین بادلہ کتا پڑا ہزارے کا فوارہ چڑھا پانی کے ساتھ
بادلے کی چمک ہوا مین پھولون کی مہک فوارے سے زمین کو ہمسر آسمان بنایا تھا ستارون کے
بدلے بادلے کے تارون کو بچھایا تھا بڑی چہاٹ بک سے ملکہ کے مکان پر چاندنی دیکھنے کا سامان تھا
شہزادے کے آنے کا کسے گمان تھا غرض کہ جان عالم کو لیجا شامیانے تلے مسند مغرق پر بٹھایا
شراب ارغوانی کی گلابیان کشتیون مین لے کر وہ زن پری پیکر زیب دہ انجمن ہوئی کہ بدر سے
رشک و خجالت سے بحر ندامت مین غوطہ زن ہوئی ایک طرف جام و سبو ایک سمت نغمہ سرایان
خوبرو و خوش گلو سفید سفید صوفیانی پوشاک سر سے پاؤن تک الماس کا زیور دوپٹہ باندھکر

تصویر باغ پر تکلف چار کونہ نیز سنگین بیچ مین بارہ دری شہزادہ و ملکہ مع حضرائی نغمہ سرایان

کھڑی ہوئین اُن کے بیٹھتے ہی گانا شروع ہوا سارنگی سے سُر کی زون زون ٹون ٹون کی صدا
چرخ پر زہرہ کے گوش زد ہوتی تھی طبلے کی تھاپ باینْ کی گمک خفتگانِ خاک کا صبر و قرار
کھوتی تھی ہر تان اوتیج تان سین پر طعن کرتی باربد اور نکیسا کے ہوش پران تھے چھجو خانکو غش تھا
غلام رسول حیران تھے زمزمے اور تحریر گٹکری پر شوری زور شور سے ہاتھ ملتا تھا
پھر لیے فقرے اور سُر کے ملنے پر الٰہی بخش پوربی کا جی نکلتا تھا ناچنے کو ایسے ایسے برق وش
آئے اور اس تال وسم سے گھنگرو بجا سکے کہ ملوجی شرمائے کتھک جو بڑے اُستاد اتھک تھے
اُنھون نے قسم کھائے ٹھوکر مردہ دلون کی مسیحائی کرتی تھی گت کے ہاتھ پر یہ گت تھی کہ مجلس
کف افسوس ملتی تھی اور دم سرد بھرتی تھی جب ہنگامہ صحبت باین نوبت پہونچا کہ راجہ اندر کی
محفل کا جلسہ نظر سے گر گیا بہشت کا سامان پیش چشم پھر گیا اُس وقت ملکہ مہر نگار نے گیلاس
شراب سے بھر کر شہزادے کو دیا کہا اسے نوش کر دیجیے تا رنج سفر خاطر انور سے دور ہو مجھے
استفسار حال ضرور ہے جان عالم نے باسباب ظاہر انکار کیا مہر نگار نے کہا آپ دلشکنی روا
نہین رکھتے اس پہلوتہی کرنے مین ملال خاطر کے سوا کیا متصور ہے شہزادے نے مسکرا کر
پیمانہ لیا یہ کہکر باطبع شگفتہ پیا الشا گر یار مے پلائے تو پھر کیون نہ پیجیے + زاہد نہین مین شیخ نہین
کچھ ولی نہین + پھر جان عالم نے جام شراب اپنے ہاتھ سے ملکہ کو دیا دور جام بے دغدغہ
بے غمی ایام چل نکلا دو چار ساغر آب آتش رنگ جوانی کی ترنگ مین پیہم و متواتر جو پیے
دونو کو نشہ سرور ہوا رنج سفر ادھر سے تیز و خیال خیر و شر اُدھر سے دور ہوا اُسوقت جانعالم نے
کہا میر ورد ساقیا یان لگ رہا ہے چل چلاؤ جب تلک بس چل سکے ساغر چلے + یہ سُن کر وہی
خواص گرما گرم جس نے شہزادے سے پہلے گفتگو کی تھی ملکہ کی بہت منھ لگی تھی یہ بولی بقول
اے دل اُس دم تجھے حاصل ہو + اک چاند بغل مین ہو اک چاند مقابل ہو + ملکہ نے بحسرت فرمایا
کہ مُردار ہم تیری چھیڑ چھاڑ سب سمجھتے ہین کیا کرین افسوس کی جا ہے حال اپنا موافق قول سودا ہے
کہ شیخ سودا جو طبیب اپنا تھا دل اُس کا کسی پر زار ہے + مژدہ باد اے مرگ عیسیٰ آپ ہی
بیمار ہے + جان عالم نے یہ سُن کر اُسی خواص کو سنا کر متنبہ کیا اُستاد مین مسافر ہون مجھے دل
نہ لگا + کیا بھروسا مرا رہا نہ رہا + ملکہ تال سے حال پوچھنے لگی کہ تمھین بخدا اے عز و جل سچ کہو

تم کون ہو کہان سے آئے ہو کس کی تلاش مین خود رفتہ گھبرائے ہو اُس وقت جان عالم کو عجز بے بسی
مفر نظر نہ آیا کہا ملک مین شاہ فیروز بخت کا بیٹا ہون جان عالم نام ہے سرزمین ختن وطن ہے
صنعت آباد سلطنت کا مقام ہے مین نے ایک توتا مول لیا تھا بہت طرار سحر گفتار اُسکی زبان سے
شہرۂ حسن انجمن آرا سنکے نادیدہ دیوانہ وار بیقرار بیابان مرگ آوارۂ وطن غم و رنج و محن ہوا ہون پھر
توتے کا راہ مین اُڑ جانا وزیر زادے کا پتا نہ پانا تتمۂ بیان گرفتاری طلسم اور اپنی خود ہی جادوگرنی کا
نقش سلیمانی دینا اور اپنا رستہ لینا کہکر کہا سیہ ملک زر نگار پہونچے جانکو چین نہ دل کو قرار
ہے زیست بیکار ہے اور یہ غزل پڑھی مؤلف بسوز شمع رو یان اس طرح کا سینہ سوزان
ہون + کہ رفتہ رفتہ آخر جلوۂ سر چراغان ہون + نسیم صبح ہون نہ بوے گل یا شمع سوزان
ہون + مین ہون جس رنگ مین پیارے غرض عمر بھر کا مہمان ہون + نہ پھل پایا لگانے کا بجز
افسوس و حسرت کے + مین نخل بے ثمر کس مرتبہ پژمردہ دہقان ہون + محبت تیری ہے گور و کفن کی
اُس کے کوچے مین + مین [illegible] دہان تنگے ہین لحد نے کا شایان ہون + نہ مرتے مرتے منہ پھیرا
محبت سے کبھی مین نے جفائین کس قدر جھیلین وفا پر اپنی نازان ہون + تنی رہتی ہے اکثر
چادر مہتاب تربت پر + کہ تا معلوم ہو سبکو قتیل مہ جبینان ہون + سرور غم رسیدہ ہون [illegible]
طوفان حشر مین + ترا نا تو ہی خدا وندا غریق بحر عصیان ہون + ملکہ نے جب سنا کہ یہ فرزند ہمال
پری تمثال انجمن آرا سے آ دلدوز نعرہ جانسوز کھینچکر رونے لگی امید قطع ہوئی جان عالم نے
بیقرار ہوکے کہا اے ملکہ مہر نگار خیر باشد ملکہ نے اُسی حال مین کہا اُسی مشتاق [illegible] اُس
فتنۂ عالم نے کیا جو مجکو + سوے بیداد گر مرضی دوران آئی + چاک دل تک تو کچھ اے دست جنون
پردہ تھا + یہ بھلا اب تو کہ نوبت بگریبان آئی + اے شاہزادۂ والا تبار غارتگر کشور دل عاشق زار
میرا حال شنیدنی عجیب واقعہ و طرفہ ماجرا ہے ہست + باپ میرا شاہنشاہ تھا ہست سے تاجدار
خراج گزار تھے مگر ابتدا سے طبیعت متوجہ فقر تھی اور عبادت کی عادت تھی آخر کار کہا رکھا ہے
دنیاے دون ہیچ و پوچ جان کے یہ شعر ورد زبان کیا سوز جب ہیچ ہی ہم بوجھ چکے دنیا
جہان کو + غم ہیچ الم ہیچ طرب ہیچ عطا ہیچ + اور حکومت کا بکھیڑا چھوڑ معاملہ سلطنت بیکار جان
اور بے ثباتی جہان گذران مد نظر کر دنیا سے ہاتھ اٹھا بادشاہت کو مثل آبادی سے

منہ موڑ اس صحرائے پر خار میں مکان بنا کے بیٹھ رہا ہر چند مجھ سے شادی کا ارشاد کیا
میں نے بسبب مفارقت انکار کیا اب دفعۃً آفت آسمانی و بلائے ناگہانی یہ ٹوٹ پڑی
کہ بیک نگاہ عاشق کیا دیوانی ہو گئی ہوش و حواس سے بیگانی ہو گئی صبر رخصت ہوا اضطراب ہمدم ہوا
مبتلا ہوا + کیا جانئے کہ دیکھتے ہی مجھ کو کیا ہوا + اور تو اُس کا عاشق و طلبگار رہے
جس کا نظیر اس زمانے میں ہاتھ آنا بہت دشوار ہے میں محل نشین ہوں کتنے خدم
یار میں یہاں + لیلی کا ایک ناقہ سو کس قطار میں یہاں + آپ بجز مرگ کیا چارہ ہے میں ننگ ناموس مورد
عیب کنندہ خاندان فقط خواری ماں باپ کی اور گریہ و زاری اپنی چاہتی ہوں صبح تو کہاں
میں کہاں یہ صحبت شب خواب ہو جائیگی منود صبح مفارقت شام غربت کا رنگ کھائے گی
دامن صحرا کی طرح گریبان صبر چاک ہو گا ہمارے سر پر آفت و خرابی آئیگی انصاف کیجیے کس سے
کہوں گی بیقراری ستاتی ہے جانِ عالم کی جدائی سے روح بدن سے جدا ہوتی ہے جان جاتی ہے
ہمصحبتیں طعنے دیں گی انیسیں چھیڑ چھیڑ کر جان لیں گی جب لونڈیوں پر خفا ہوں گی
خود ہی اُن کی زبان پر یہ کلمہ لائیں گی کہ عاشقی کا رنج و ملال یوں در پردہ نکالتی ہیں شہزادہ
چلا گیا نہ رک سکا اُس سے بس نہ چلا غصے کی جھانجھ ہم پر نکالتی ہیں باپ پر حال کھلا تو
خجالت ہو گی ماں نے اگر سنا تو ندامت سے کیا حالت ہو گی رسوائی کے خوف سے دل کی فکر
شہر و سکو گی بدنامی کے ڈر سے جی نہ کھو سکو گی جب دل بیتاب ہجر سے گھبرائیگا فرمائیے کون
تسکین فرمائیگا کیا کہکے سمجھائے گا آپ اُدھر تشریف لیجائیں گے ہم اِدھر غم فرقت سے گھٹ گھٹ کر
مرجائینگے ہماری سرنوشت پر رونا واسطے ماجرا ہمارا عبرت و حیرت افزا ہے ہر چند ظل سبحانی
عامل بے بدل ساحر بے مثل ہیں علوی سفلی سب کچھ پڑھا لکھا ہماری پیشانی اور لوح جبین کی
تحریر نہ دیکھی کہ کیا پیش آنی ہے اور خط شکستہ سے لیے نستعلیق نے کیا بُرا لکھا ہے افسوس
صد افسوس اگر مہلت وہ بھی ہو گا کوئی امید بر آئی جس کی اپنے مطلب تو نہ اس حرج کہن سے
نکلے + یہ باتیں کر دل پر ہاتھ دھر رونے لگی دامن و گریبان آنسوؤں سے بھگونے لگی شہزادے کو
ثابت کیا یقین ہوا کہ ملکہ بشدت فریفتہ و شیدا ہے بات سے حزن و ملال پیدا ہے دل گھٹنے کے
غم سے زبان لذت پا چکی تھی جان ہجر کے صدمے اُٹھا چکی تھی بے چین ہو کر بولا زبان کو

تسکین کی باتون مین کھولا کہا آپ کا کدھر خیال ہے بندہ فرمانبردار بہرحال ہے جو کہوگی
بجا لاؤنگا با اطاعت سے سر نہ اُٹھاؤنگا مگر برائے چندے صبر دل پر جبر ضرور ہے اگر اُس کی
جستجو مین نجاؤنگا تمھین میری کیا امید ہوگی پشیمون کو کیا مُنہ دکھاؤنگا سبحان اللہ
وہ وقت دیکھا چاہیے کہ معشوق عاشق کی تسکین کرے اپنی اطاعت اُسکے ذہن نشین کرے
خوش قسمتون کو ایسے بھی ملجاتے ہین کہ عاشق کے رنج کا غم کھاتے ہین دلداری کرکے
سمجھاتے ہین اس کا لوگ رشک کرتے ہین آتش حسد سے جل مرتے ہین ملکہ یہ سُن کر شاد
بند غم سے آزاد ہوئی یہ بات امتحان کی ہے جسے جی پیار کرتا ہے اگر وہ جھوٹ بھی بولے تو عاشق کو
سچ کیا بمنزلۂ حدیث و آیت ہوجاتا ہے مگر یہ کہنا مصحفی عاشق سے بھی ہوتا ہے کہین صبر و تحمل +
وہ کام تو کہتا ہے جو آتا نہین مجکو + لیکن خیر ہم تو اسے بھی جھیل لین یہ کھیل بھی کھیل لین اگر
ہماری یاد تمھین فراموش ہو وحشت کا جوش ہو جانعالم نے قسمین شدید کھائین اختلاط کی
باتین درمیان مین آئین کہ اس مین سرمو فرق نہوگا اور مژدۂ وصل سے مسرور کیا خیال
مفارقت ملکہ کے دل سے دور کیا کہا اب ہنسی خوشی کی باتین کرو یہ بکھیڑا جانے دو مفارقت
سر پر کھڑی ہے رات تھوڑی ہی کہانی بڑی ہے فلک سفلہ پرور جفا کیش ہے عاشق و معشوق کا
بداندیش ہے اُستاد شب وصل شکوہا مکنید + شب کوتاہ و قصہ بسیار ست + مگر شب وصل
ہمیشہ سے کوتاہ ہے خدا گواہ ہے دو کلمے ہنسی کے ہنوز پورے ہونے پائے گردون نے رشک کیا
یکایک مرغ سحر بیدار باش پکارا زاہد نے نعرۂ اللہ اکبر مارا گجر کی آواز بھی دونون کے
کان مین آئی قراولان سلطان خاور نے صبح کی دھوم مچائی ملکہ پریشان ہوکے بولی
مؤلف وصل کی شب چونک اُٹھے ہم سُنکے زاہد کی صدا + یان دم تکبیر بھی اللہ اکبر ہوگیا
ولہ زاہد بھی تیسرا ہے شب وصل مین حریف + مشہور گو جہان مین صبح و خروس ہے جانعالم
نماز صبح پڑھکر بعزم سیر جست کی ملکہ سہم کر آبدیدہ ہو یہ شعر پڑھنے لگی جرأت نہ آیا اور کچھ
اس چرخ کو آیا تو یہ آیا + گھٹانا وصل کی شب کا بڑھانا روز ہجران کا + جب شہزادے نے
چلنے کا قصد کیا ملکہ نے کہا اگر ہرج منظور نہ ہو میرے والد سے ملاقات کرلو یہ امر فائدے سے
خالی لاابالی نہوگا جانعالم نے کہا بہتر ہے پھر دو ہی خواص ہمراہ ہوئی جب وہان پہونچا

دیکھا بوریائے بے بہا بچھا ہے مصلے پر ایک پیر مرد مہذب بذکر حق مشغول بادل ملول بیٹھا ہے
یہ رسم سلام بجا لایا اُسنے دعائے خیر دیگر ہاتھ بڑھایا چھاتی سے لگایا قریب بٹھایا پھر فرمایا ماجرائے
شب تیرہ بلکہ فقیر پر روشن ہے ایسی بدقسمت دوسری خلق مین خالق نہین بنائی ہوگی ملنے کہنے سے
انکار کیا بڑے بول کا سر نیچا ہوا تمنے کیا کیا وار و مدار کیا جو تم اتنی تسکین نکرتے تو اسکا زندہ رہنا
محال تھا اسی طرح کا دل پر صدمہ اور ملال تھا اگر ایفائے وعدہ کر دوگے اللہ بھلا کریگا ورنہ

تصویر جانعالم مع ایک خواص پاس پیر مرد کے آنا اور اس کا لوح دیکر رخصت کرنا

یہ رنج بڑا ہے دیکھیے اُس کا کیا حال کرے گا دلداری جگر فگارون کی عیادت مریض محبت کے
بیمارون کی جوانمردون پر فرض ہے یہ سمجھنا ساحل را از خس و خاشاک گذارد گل را
از صحبت خار ننگ و عار نمی باشد شہزادے نے سر جھکا عرض کیا آپ کیون مجھے شرمندہ فرماتے ہین مجھے جیسا
اس عزم مین گھر چھوڑا عزیزون یگانون سے ترک کر شہر سے منہ موڑا وہ کہین سے
کم ہمت و بے جرأت تھا راہ مین آسایش لی بیٹھ رہا خوف سے جان نکلا چھوٹا ہمت نا حق

عشق کا دم بھرا پیر مرد نے فرمایا مرحبا جزاک اللہ یہی شرط جوانمردی و ثابت قدمی ہے ہمین بھی تمھارے اس عزم سے ایفائے وعدے کی امید ہوئی پھر ایک لوح عنایت کی اور کہا جب کوئی مہم سخت رو بکار ہو بطور فال اس حال مین اسے دیکھنا جو نکلے اُس پر عمل کرنا اللہ تعالی وہ مشکل سخت ایک آن کی آن مین آسان کریگا بحفظ حافظ حقیقی سپردم اَللہُ مَعَکُم اَینَمَا کُنتُم فرد بسفر رفتنت مبارکباد + بسلامت روی و باز آئی + شہزادہ رخصت ہوا لوح لے کے ملکہ کے پاس [illegible] شہزادی ان پر لایا مولف کوچ کی اپنے اب تیاری ہے + تیرا حافظ جناب باری ہے انجمن ناکام گردش ایام دیکھ اور یہ کلمہ جانکاہ سنکر کلیجہ تھام سر دھنکر یہ شعر پڑھنے لگی [illegible] مین مرگئی سن اُس کے سرانجام سفر کا + آغاز ہی دیکھا نہ کچھ انجام سفر کا۔ کہتے ہین کہ وہ [illegible] کچھ ایسی دعا کر [illegible] دل ناکام سفر کا + مت جان نکما مجھے اے جان [illegible] کرتی چلون گی ساتھ ترے کام سفر کا + مین کشور ہستی ہی سے اب کوچ کرونگی + [illegible] لیجیو تو نام سفر کا + چلنے کی صلاح اُس کے ٹھہرتی نہین اب ساتھ + موقوف [illegible] ہوا آرام سفر کا + آخر جبر [illegible] رخصت کیا کہا خدا حافظ امام ضامن ثامن [illegible] ضامن ترا اللہ والی ہے + جس طرح پیٹھ دکھاتے ہو اسی [illegible] دوری ہمارا دور ہو جائے جان عالم یہ سنکر روانہ ہوا [illegible] چشم خون پالا سے موج زن ہوا غریق لجۂ مفارقت جان و تن ہو [illegible] کھوتی ہو جو اس طرح بلک بلک کر روتی ہو مسافر کے پیچھے [illegible] یہ شگون بد ہے وہ بھی دن اللہ دکھائیگا جو وہ پردیسی پھر [illegible] اُن کو وہ غم کی ماری یہ سمجھاتی سوز چشم کا کام اشکباری ہے [illegible] مولف بیدرد کوئی اتنا سمجھتا نہین ہے [illegible] کس طرح سے فریاد ہوسے دل بھلور وے کو نہ تم منع کرو ہمنفسو + غم دل کرتی ہون مین دیدۂ تر سے خالی + اور جب آنسو کمی کرتے تو دل و جگر سینے مین بہی کرتے اُس وقت گھبرا کر یہ کہتی مولف مددلے سوزجگر تاکہ نہ ہووے شفقت + نوک مژگان ہوئی پھر لخت جگر سے خالی + پھر نہ منھ اُس نے کیا میری طرف سے ظالم + سخت تم بھی مرے نالو ہو اثر سے خالی + نہ لگا اسکو مری بات کو توہان

سرور + دل کا لگنا نہیں اے یار ضرر سے خالی + غرض کہ جون جون شہزادے کی مفارقت
بڑھتی تھی ملکہ صدمۂ ہجر سے دن دون گھٹتی تھی بدر سا چہرہ کاہیدہ ہو کر ہلال ہوا تپ
جدائی سے عجب حال ہوا کبھی کہتی تھی وائے ناکامی اگر دل کا حال کہون شرم آتی ہے
چپ رہون جان جاتی ہے یہ سب کہتے ہون گے ملکہ کو غیرت نہیں آتی ہے راہ چلتون سے
بیٹھے دل لگاتی ہے آپ روتی ہے ہمیں مفت رلاتی ہے اس سمجھانے والے کو کہان سے
لاؤن جسے دل کا حال سناؤن زیست اسی دن سے جو مر جاؤن اب کون آنسو پونچھ
رونے کو منع کرے گا کون میرے دم کے ہمراہ سرد بھریگا پیار سے سر چھاتی پر دھریگا جب ملکہ کا
یہ حال مصیبت چپکے چپکے جی سے یا ہین کرنا دیکھکر لوگ گھبراتے دست شفقت سر و پشت انکے
پھیرتے اور پوچھتے کہ اے جی کی دشمن ہمیں تو بتا دل کا حال کیا ہے تو وہ کہتی اور تو کچھ
جانتی نہیں پر یہ نقشہ ہے ہاتھ پاؤن سنسناتے ہین خود بخود غش چلے آتے ہین دم سینے مین
بند ہے گھبراتا ہے مکان کاٹے کھاتا ہے باغ ویران گل بوٹا خار معلوم ہوتا ہے گھر زندان
بات کرنا بکنا معلوم ہوتا ہے جان بیقرار ہے بند بند ٹوٹتا ہے دامن صبر دست استقلال سے
چھٹا جاتا ہے جنگل پسند ہے ویرانی کا دل خواہشمند ہے وحشت کا سناٹا بھاتا ہے بلبل کا نالہ
دل دکھاتا ہے خدا جانے کس کی جستجو ہے دل کو مرغوب قمری کی کوکو ہے تنہائی خوش آتی ہے
آدمیون کی صورت سے طبیعت نفرت کھاتی ہے سینہ جلتا ہے دل کو کوئی مسوس کر لیتا ہے
آنکھ ظاہر مین بند ہو ہی جاتی ہے مگر نیند مطلق نہیں آتی ہے ہاتھ چاہتے ہین سر دست
چاک گریبان دیکھین پاؤن چل نکلے ہین کہ بیابان دیکھین اہل وطن کی صحبت سے رابطہ ہے
لیلیٰ مجنون کا قصہ پڑھتی ہون یہ کیا خبط ہے دل کی تمنا ہے کہ بیقراری کرا آنکھین اڑی ہین کہ
اشکباری کر جہان کی بات سے کان پریشان ہوتے ہین مگر جا تو الم کا ذکر دل لگا کر سنتی ہون
جو کوئی سمجھاتا ہے رونا چلا آتا ہے سر و غفلتی ہون ناکامی مجھ شکستہ و پریشان کا کام ہے
مجھ سے بے سر و سامان کا تکیہ کلام ہے منہ کی رونق جاتی رہی زردی چھا گئی بہار حسن پر
خزان آ گئی ہر دم لب پر آہ سرد ہے ایک دل ہے اور ہزار طرح کا درد ہے جان جانے کا
وسواس نہیں بزرگون کا لحاظ و پاس نہیں زیور طوق و سلاسل ہے زیب و زینت سے

بدمزگی حاصل ہے دل وجگر مین گھاؤ ہے بگاڑنا بناؤ ہے بستر زم خار خار ہے ارے لوگو یہ کیا
آزار ہے سب سے آنکھ چُراتی ہون صحبتون سے شرماتی ہون اب صدمے اُٹھانیکا یارا نہین
نے موت اس بکھیڑے سے چھٹکارا نہین عجب حال ہے اکثر یہ خیال ہے مؤلف افسوس یہ حال
ایک عالم دیکھے ایسا نہو کہ جانعالم دیکھے اگر اسی کا عشق وعاشقی نام ہے تو مین گذری
میرا سلام ہے جو لوگ عشق کرتے تھے کیونکر جیتے تھے بتاؤ تو کیا کھاتے تھے کیا پیتے تھے دو دن سے
کچھ نہین کھایا مگر پیٹ بھرا ہے گھڑی ہون جی بیٹھا جاتا ہے پہلے مجھے نہ منع کیا ہے ہے میرے
جان کے دشمنو یہ کیا کیا اللہ کی مرضی کسی کا کیا بگڑا میری قسمت کا لکھا جو کیا وہ اچھا کیا
یہ سنکے ایک کھیلی کھائی عشق کے صدمے اُٹھائی قریب آئی کہا قربان جاؤن واری ابھی سلامتی سے
تو گرفتاری ہے جو اتنی آہ وزاری اور بیقراری ہے سہتے سہتے عادت ہوجائیگی تو تسکین آئے گی
ان باتون نے دل جو بھر آیا بے اختیار خوننابہ دل لخت جگر چشم تر سے متصل بہانے لگی دیدۂ دیدارطلب سے
سمندر کی لہر لہرانے لگی نظم مین دلکا حال سُنانے لگی مؤلف حالت ہے اسکی پارے کی برق وشرار کی
کیا کیا تڑپ سُناؤن دل بیقرار کی + پھوٹے تپش سے دل کی یہ سب آبلے مرے + منت کشی
نکرنی پڑی نوک خار کی + دل اپنا قبر مین بھی جلے گا اسی طرح + حاجت رہے گی ہمکو نہ شمع مزار کی +
وعدے کی شب کو دیدۂ اختر جھپک گئے + دیتے مثل ہین لوگ مرے انتظار کی + لیجائیو اُدھر
سے جنازہ مرا ضرور + حسرت بھری ہے دلمین مرے کوے یار کی

رخصت ہونا جانعالم کا ملکہ مہرنگار سے اور پہنچنا ملک زرنگار مملکت ولد امین ملاقات خواجہ سرا کی دریافت ہونا حال پر ملال جادوگر کا پھر اُسکو قتل کرکے لانا اُس ماہ پیکر کا

بیت یہان کا تو قصہ یہ چھوڑا یہان + سنو پھر اُسی غمزدے کا بیان + طلسم کشایان گنجینۂ سخن
سحر سامری وره نوردان اقلیم حکایات کہن مشاق جادو وشعبدہ گری راستان جفا کیش
محنت کشیدہ سحر سازان سخن سنج [illegible] [illegible] سپنج [illegible] راحت ندیدہ گوسالۂ سخن کو
دیر خراب آباد مین یون گویا کرتے ہین کہ ملکہ مہرنگار کے باغ سے چالیس منزل ملک زرنگار کشور
آفت روزگار تھا شہزادہ دل ازکف دادہ یکہ وتنہا صعوبت سفر کا مبتلا پانؤن چھالے

لب پر آہ و نالے گرتا پڑتا کئی مہینے کے بعد اُس مین خجستہ آئین مین پہونچا اور جو جو پتے
توتے نے بتائے تھے وہ سب اُس جوار مین پائے واقعی عجب نواح شگفتہ و شاداب
ہر سمت چشمہ ہاے آب جنگل سب سبزہ زار گل بوٹے خودرو کی انوکھی بہار ہوا فرحت انگیز
بو باس مشک بیز جنون خیز جانعالم خوش و خرم جلد جلد قدم اُٹھاتا چلا جاتا تھا ایک روز دو چار
گھڑی دن رہے کیا دیکھتا ہے کہ ایک شے مثل آفتاب بصد آب و تاب شمال کی سمت یہ درخشان ہے
کہ نگاہ نہین ٹھہرتی عقل حیران ہے دل سے کہا آثار حشر نمود ہوئے یہ کیا قیامت ہے ہم مشاہدۂ جمال
جانان سے محروم رہے مشرق و مغرب کو چھوڑ سورج شمال کی طرف جا نکلا افسوس صد افسوس
اب تک نہ دل کا مدعا نکلا جب قریب پہونچا دیکھا دروازہ ہے عالیشان سر بفلک کشیدہ دیدۂ
روزگار ندیدہ بسکہ مطلا ہے اور لعل و یاقوت اس کثرت سے جڑے ہین کہ جوہری ہمہ تن نگاہ حیران
کھڑے ہین شعاع آفتاب سے یکرنگی خورشید حاصل ہے شرمندہ اُسکے روبرو بدر کامل ہے
یقین ہوا اب بر سر مطلب پہونچا یہ وہی دروازہ ہے باب امید جسکا ذکر وہ سرخرو زرد لباس کرتا تھا
سجدۂ شکر بدرگاہ منزل رسان راہ گم کردگان کیا اور خوش ہو کر دو زانو وعدۂ وصل چون
شود نزدیک آتش شوق تیز تر گردد غرض افتان و خیزان در شہر پناہ پر آیا دروازہ جواہر نگار
رفعت فلک دکھاتا دیوار و در جسکا بلور کی اینٹین یاقوت کی تحریر ہر خشت مصفا و مطلا
در بہشت کی طرح و احسن حصین بصد فر و تمکین بنا جا بجا برج برجی د آہنی ڈھلی ہوئی توپین
چڑھین گولہ انداز جوان جوان بنفشہ بادلے کے دگلے گاتا پہنے ایک پیچ پیچے چست و چالاک
توپون کے بائین دہنے ٹہل رہے زمین و آسمان اُنکی ہیبت سے دہل رہے گلی کوچے صاف
خس نہ تھا شاگرد دروازے پر پانچہزار سوار لاکھ پیادے کی چھاؤنی کچھ جنگ کے آمادہ تیار
جانعالم نے اُنسے پوچھا اس شہر کا کیا نام ہے اور حاکم یہانکا کون ذی احترام ہے اُنھون نے
دکھایا ایک جوان سرو قامت قمر طلعت خوف سفر خاک رہگذر مین نہان ہے مگر دبدبۂ شوکت
و صولت نشان جرأت چہرۂ انور سے عیان ہے وہ خود کہنے لگے آپ کہانسے تشریف لاتے ہین
شہزادے نے کہا بھائی سوال دیگر جواب دیگر آخر ایک شخص نے کہا قبلہ اس ملک کو ... کہتے
ہین سُنتے ہی چہرہ بشاشت سے کندن کی طرح دمکنے لگا جو ریت کا ذرہ تھا انشا کی صورت

منہ پر تکنے لگا دل سے کہا یہ خواب ہے یا بیداری طالع گردش وہ ہے امید یاری مددگاری تھی
ایسی قسمت رہبر ہاری تھی پھر کچھ نہ پوچھا یہ کہتا چلا ہو لطف شد الحمد ٹھکانے لگی محنت میری
طے ہوئی آج کی منزل میں مسافت میری۔ دروازے سے آگے بڑھا شہر دیکھا قطعہ دار ہموار
قرینے سے بازار کرسی ہر دکان کی کمر برابر مکان ایک سے ایک بہتر و برتر تہ میں نہر جا بجا فوارے
سب عمارات شہر پناہ کی میل کی جواہر نگار سانچے کی ڈھلی یا ہاتھ کا کام معلوم نہ ہوتا تھا کہیں
بلندی نہ پستی ہموار بسی ہوئی بستی ایک کا جواب دوسری طرف ادھر بزاز ادھر بھی [illegible] کے
مقابل صراف بازار تھا صحن نفیس شناخت جوہری کے روبرو جوہری زر و جواہر کا ہر سمت ڈھیر
نقد و جنس سے ہر شخص سیر کوئی شے کسی طرح کا اسباب ایسا تھا کہ اس بازار میں نہ تھا مغرب
و مشرق کی اشیائے نادرہ کا ہر جا انبار تھا جنوب و شمال کا خریدار تھا حلوائی نان بائی
کنجڑے قصائی ستون کے کٹور دنگی جھنکار میوہ فروشوں کی پکار دلالوں کی بول چال
جہان کا اسباب و مال نہر کی کیفیت جدا قد آدم آب مصفا فوارے چھٹتے کیوڑا گلاب اچھلتا بازار
مہک رہا ہر طرف دھوم دھام خلقت کا ازدحام چلنے پھرنے والوں کے کپڑے [illegible]
وہم و گمان کشمکش سے ہار مانتے تھے جا بجا عالم قدرت حق دیکھتا جاتا تھا ہوش بر جا نہ آتا تھا
دل سے کہتا تھا اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر کیا ملک کیا سلطنت کیا شہر کیا آبادی ہے کیا ہو بیوپاری
کیسا کیسا خریدار ہے ہر شخص کو آرام و راحت ہے کیا بند و بست یا انتظام ہے کیا خلقت [illegible]
جب چوک میں گیا پوچھا دیوان جہان پناہ و دولت سرائے شاہ کدھر ہے لوگوں نے کہا [illegible]
راستہ سیدھے چلے جائیے بازار طے کر عمارات بادشاہی پاس جب آیا ان مکانوں کو [illegible]
عقل کام نہ کرتی تھی ہر کنگرہ ایوان فلک سے اونچا برج ہر ایک صاف تا خورشید بنا لیکن
جو لوگ درباری یا ملازم سرکاری آتے جاتے دیکھے سب سیاہ پوش تھا نہ ملے کے چہرہ پر نقش
یاس تھا چھنکا پاؤں ہر ایک کسی من کا ہو گیا ہر شخص کا سینہ تنکتا تھا قدم اٹھ نہ سکتا تھا کہتا تھا
خدا خیر کرے شگون بد ہے دل کو بیقراری از حد ہے چند قدم اور بڑھا سواری کا سامان سامنے
آیا بچو بڑھا یئو کا شور بلند پایا دیکھا ایک خواجہ سرا ترا تا زیرک دانا محبوب علی خان نام نواب
ناظر سرا پردہ شاہی با احترام وہ بھی بخاطر حزین غمگین سیہ پوش حواس باختہ ہوش فراموش

اندوہ و رنج سے ہم آغوش جان عالم نے سلام کیا وہ جواب دیکر شہزادے کو دیکھنے لگا حیران و ششدر
متحیر سا اور سواری روکی کہا سبحان اللہ و بحمدہ کیا تیری قدرت کی شان ہے جنس بشر مین
کس کس طرح کا پری پیکر خلق کیا ہے کہ چشم کو تاب جمال زبان کو صفت کی مجال نہین نہایت
متوجہ ہو کر پوچھا کہ اے شمشاد نورستہ چمن جہانبانی و سرو نوخیز بوستان سلطنت و حکمرانی حضور
کہان سے رونق بخش اس شہر نحوست اثر کے ہوئے شہزادے نے کہا میان صاحب خیر ہے
ہم فقط اس شہر اور یہان کے شہریار کے شوق دید مین وطن سے بعید ہو خستہ و خراب بادل مضطر
و جان بیتاب یہان پہونچے ہین برائے خدا یہان کی نحوست اپنی سیہ پوشی کی علت بیان کیجیے
خواجہ سرا نے یہ سنکر نعرہ مارا بیچین ہو کر پکارا کہ اے جوان رعنا تو نے یہ قصہ سنا ہو گا زینت تخت سلطنت
رونق شہر موجد آبادی صاحب جاہ و حشمت مالک عفت و عصمت انجمن آرا یہان کی شہزادی تھی
شہرۂ جمال بیمثال اُس حور طلعت پری خصال کا از شرق تا غرب اور جنوب سے شمال تک زبان زد
خلق خدا تھا اور ایک جہان حسن کا بیان سنکر نادیدہ اُسکا مبتلا تھا آج تک چشم و گوش چرخ
کجرفتار نے باین گردش لیل و نہار ایسی صورت دیکھی نہ سنی تھی بہت سے شاہ اور شہریار اُسکے
وادی طلب مین قدم رکھکر تھوڑے عرصے مین آوارہ دشت ادبار ہو رہرو صحرائے مرگ
رہرو اقلیم عدم ہوئے + اب پانچ چار روز سے ہمارے طالع جاگتے جاگتے دفعتہ سو گئے
ایک ساحر مکار جفا کار بزور سحر اُسے محل سے اُٹھا لے گیا ہنوز یہ ملال غم ناتمام تھا کہ جان عالم کا
کام تمام ہوا آہ سرد کھینچکر بحال خستہ و پریشان مثال قالب بیجان زمین پر گرا اور بحسرت و یاس
پکارا شعر جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی + حیف ہے اُس سے ملاقات نہونے پائی
اے گردون جفا پرداز و اے فلک عربدہ جو یہ کیا تیری خو ہے اتنی دور لا کر ناکام رکھا مؤلف
عشرتکدے جہان مین ہوئے سیکڑون رسنے + اک دل ہمارا تھا کہ وہ ماتم سرا ہوا + تاثیر آہ دیکھی
نہ گریے مین کچھ اثر + ناحق مین اس امید پہ کرتا گذار رہا + کیا دیکھتا ہے سینے کو میرے تو لے کے چیر
جز یاد یار اسمین نہین دوسرا رہا + شعر یہ کہکر وہ اسطرح غش کر گیا + کہے تو کہ سچ مچ ہی جی مر گیا
خواجہ سرا نہایت گھبرایا سمجھا کہ یہ شخص بھی گرفتار محبت اسیر دام الفت اُسکا ہے بیٹھے بٹھائے کی غلطی ہوئی
دفعتہ خبر بد سنانی نہ تھی آفت اسکی جان پر جا گرلانی نہ تھی ہر چند گلاب کیوڑا چھڑکا ہوش نہ آیا

بدحواس بادشاہ کے حضور مین حاضر ہوا اور عرض کی کہ آج بام انجمن آرا تازہ ہوا بادشاہ نے فرمایا
کیا ماجرا ہے اُسنے عرض کی کہ کسی ملک کا شہزادہ اُسکی محبت مین سلطنت سے ہاتھ اُٹھا فقیرانہ
سج بنا یہان تک پہونچا ہے جسے جادوگر کے اُٹھا لیجانے کی خبر سُن کر آہ کھینچ زمین پر گرا ہے
اب تک ہوش نہین آیا ہے عجب صدمہ دل پر دھر گیا ہے خدا جانے جیتا ہے یا مر گیا ہے کیا
عرض کرون غلام کی نظر سے اس وضع کا جوان پری پیکر آجتک از قسم بشر نہین گذرا اگر ان دونو کی
صورت آئینۂ چشم مین ہم نظر آتی قران السعدین کی کیفیت کھلجاتی جو حضور ملاحظہ فرماینگے
شہزادی کو بھول جاینگے بسکہ بادشاہ غم مفارقت انجمن آرا سے بیقرار تھا ارکان سلطنت سے
کہا جلد جاؤ جس طرح ہو اُسے لاؤ لوگ دوڑے مردے کی صورت اُٹھا لے گئے اس عرصے مین

تصویر جان عالم کی بیہوشی اور خواجہ سرا کا اُٹھا لیجانا

شام ہوئی بادشاہ نے ہاتھ منھ دھلوا بید مشک چھڑکا کیوڑا منھ مین چوایا لخلخہ سنگھایا
جانعالم کو ہوش آیا گھبرا کر اُٹھ بیٹھا دیکھا ایک شخص تاج خسروانہ برسر چار قب ملوکانہ
دربر سن رسیدہ لیل و نہار دیدہ بڑے کروفر سے تخت پر جلوہ گر ہے اور چار ہزار غلام زرین کمر
۱۰ با شمشیر و خنجر ادبچی بنا دست بستہ روبرو کھڑا ہے گرد امیر وزیر امیر سپہ سالار پہلوان گردن کش

اپنے اپنے قرینے سے ہر ایک زینت دہ کرسی و دنگل ہے تھمون کا جنگل ہے جان عالم اُٹھا
بطور شاہ و شہریار و شہزادہاے عالی تبار رسم سلام بجالایا بادشاہ نے گلے لگایا پاس بٹھایا
جب سے بادشاہ کی نظر پڑی تھی محو حسن دلفریب مفتون چہرۂ مہروش و صورت پرزیب
ہو گیا تھا اور حضار مجلس بھی سب بے تک بیٹھے سکتے کے ڈھنگ تھے سب کو صدمہ تازہ یہ ہوا کہ
ایسا وارث تاج و تخت ہاتھ آئے اور محروم رہجائے اُسوقت کا رنج و قلق شہزادے کو کوئی فراق کشیدہ سمجھے
بقول مرزا حسین بیگ صاحب شعر حسرت پر اُس مسافر بیکس کی رویئے + جو تھک گیا ہو بیٹھ
کے منزل کے سامنے + مگر باعث شرم و حیا کہ لازمہ شرفا و نجبا ہے خاموش سینے میں غم کا جوش و
خروش بادشاہ نے استفسار وطن اور نام جد و آبا کیا یہاں فرط الم کثرت غم سے گلا گھٹ رہا تھا
مگر ضبط کو کام کر کے حسب و نسب اور ملک کا پتا بتایا پھر سر جھکا شہزادی کا حال پوچھا بادشاہ نے
فرمایا اے گرامی اختر سپہر شہریاری مدت سے ایک حادثہ گراں فکر میں تھا یہاں ہر رتبہ نگہبانی
ہوتی تھی لیکن وہ کافر دھوکا دیکر لے گیا آج تک محل میں نہیں گیا ہوں وہ محل جو عشرت کدہ
خاص تھا ماتم سرائے عام ہے ہر سو شور رقت ہر سمت نالہ پر آفت بلند ہے کھانا پانی حرام چھوٹا بڑا
مبتلائے آلام ہے جان عالم نے کہا کچھ یہ بھی ثابت ہوا کدھر لے گیا بادشاہ نے فرمایا پانچ کوس تک
پتا ملتا ہے آگے گرد قلعہ سے سر بفلک کشیدہ آگ سی بھری ہے شعلہ سرگرم تا چرخ چنبری ہے
اور انگاروں کا انبار تا کرہ نار ہے وہاں کا حال نہیں کھلتا ہے عقل بیکار ہے مگر قرینے سے
معلوم ہوتا ہے کہ وہ سحر کا کارخانہ ہے شہزادے نے کہا خیر اگر حیات مستعار باقی ہے بندہ
وہاں جاتا ہے یہ کہکر اُٹھا کہ قبلہ خدا حافظ بادشاہ لپٹ گیا کہا بابا خدا کے واسطے اس خیال
محال سے درگذر طائر خیال کے اُس دشت میں پر جلتے ہیں پیک صبا کے پاؤں میں چھالے
نکلتے ہیں دوسرے مجھے مفارقت تیری کب گوارا ہے ایک کو دھوکے میں کھویا تجھے دانستہ
جانے دینے کا کہاں یارا ہے ایسی آفت میں تجھے جوان کو جانے دوں بڑھاپے میں یہ تاہی
ہوں سلطنت حاضر ہے بسم اللہ حکمرانی کر میں ضعیف ہوں گوشے میں بیٹھ اللہ اللہ کروں
شہزادے نے عرض کی یہ تخت و سلطنت حضور کو مبارک رہے بندہ آوارۂ خانماں ننگ خاندان
گھر کی حکومت و ثروت چھوڑ عزیزوں سے منہ موڑ خراب خستہ سرگردان دربدر حیران و پریشان ہو

یہان تک پہونچا اب یہ کلمہ ہتک اور ذلت کا سننے کو جیتا رہے ملک بیگانہ مین بادشاہت
کرے لوگ کہین جادوگر تو شہزادی کو لیگیا یہ شخص بےغیرت جیتا رہا سلطنت کرنے لگا جوانمردی سے
بعید ہے عاشق کو معشوق کی راہ مین جان دینا حید ہے لا اعلم تا سر ندہم پا نہ کشم از سر کوئش
نامردی و مردی قدمے فاصلہ دارد وبیگ آگے ہٹ رہے اور یک بیک پاے ہمت جاے مصرع
قدم عشق پیشتر بہتر جس مددگار نے ہزار بلا سے بچا کے یہانتک زندہ وسلامت پہنچایا ہے
وہی وہان سے بھی مظفر و منصور آپ سے ملایگا نہین تو یہ صورت نجس لوگونکو دکھانی کیا ضرور ہے
اگر بستر مجبور ہے لیکن اس زیست سے آدمی مرنا گوارا کرے یہ موت مرے پہلے جب عقل و عشق سے
معرکہ انکا تھا میر اول کھٹکا رہا عقل کہتی تھی ہان باپ کی مفارقت اختیار نکرو سلطنت سی شے
چھوڑ عشق کہتا تھا مان باپ کسکے بادشاہت کیسی سر رشتۂ الفت غیر تو ڑھو کر جسم ولداری
گدائی سلطنت ہفت اقلیم ہے اگر میسر آئے ہشیار خدا کسی کی صورت نہ دکھائے عقل کہتی تھی آبرو کا
پاس کرو ننگ خاندان نہو غریب الوطنی سے عار کرو صحرا نوردی نہ اختیار کرو عشق کہتا تھا یار کے
ملنے مین عزت ہے بادیہ پیمائی مین بہار ہے تشنۂ خون آبلہ مدت سے صحرا کا خار ہے عقل کہتی تھی
لباس شاہی قباے فرمانروائی چاک نہین کرتے دانشمند جان رہتی سے خلاف قدم نہین دہرتے
عشق کہتا تھا لباس عریانی ہے عقل دیوانی ہے یہ وہ جامہ ہے جسے احتیاج شست و شو نہین
کیسی ہی ہاتھا پائی ہو چاک نہو کسی آلایش سے ناپاک نہو اصلا کار درزن و رفو نہین خبرداری
اسکو چاہیے نہ چور کا ڈر نہ راہزن کا خطر ہے پانی سے بھیگے نہ آگ سے جلے سڑے نہ گلے کبھی
جدا نہو نہ کوئی اسکو لے سکے نہ خود کسی کو دے سکے نہ دست وحشت مین اس کا تار آسکے
نہ اس کے دامن تک سر خار آسکے نہ اس کا جسم لاغر پر بار ہے سافر لے محبت کو یہی در کار ہے
القصہ تن کی عریانی سے بہتر نہین دنیا مین لباس یہ وہ جامہ ہے کہ جسکا نہین سیدھا الٹا آخر کار
بعد تکرار عقل کو شکست فاش ہوئی کوچۂ دلبر کی تلاش ہوئی نام سے نفرت ننگ سے تنگ عنان
ہوس سلسلہ دیوانگی ہاتھ آیا طبیعت عشق کی محکوم ہوئی وحشت کی دہوم ہوئی دامان غیرت
گریبان حیا چاک ہوا ننگ و ناموس کا قصہ چھڑا پاک ہوا ایک پرندہ کہ تو تا تھا رہبر و ہمدرد کا ہو
دوسرا دوندہ وہ وزیرزادہ تھا تنہائی مین غمگسار ہوا پھر تو سلطنت اور وطن چھوڑ عسرت

یگانون سے رشتۂ محبت توڑ رہ نورد بادیۂ حرمان اور گام فرساے دشت ادبار ہوا لیکن اک ساتھ
کبھی نہ سزاوار ہوا پہلی بسم اللہ یہ غلط ہوئی کہ منزل اول مین توتا اڑ گیا وزیرزادہ ہر کے
ملنے سے چھٹ گیا وہ جو اساس ظاہری دل لگی کا تھا لٹ گیا تنہائی ہمراہ ہوئی ہمدم گرم سرد آہ ہوئی
کچھ دنون کے بعد طلسم مین پھنسایا ہمین اڑا کے دشمنو نکو پھنسایا تھوڑی سی آفت اٹھاے رہائی پائی
ہمت مطلوب کی راہ ہاتھ آئی مگر نہ سنگ نشان دیکھا منزل نظر آیا نہ گرد کاروان دیکھی صدا
ے جرس سنی نہ راہبر ملا نہ کفیل نظر آیا سواری چھٹی پیادہ پائی ملی ظلم غیر سے رہائی ملی جب
اس منزل مین حضرت عشق نے آزمایا با وجود آبلہ پائی اور خلش خار صحرا ثابت قدم پایا دوسرے
مرحلے مین امتحان مد نظر ہوا پریون کے اکھاڑے مین گذر ہوا ایک مہ سیما کو اس جانب میلان ہوا
پھر وہی عیش و نشاط کا سامان ہوا بہت سے نیرنگ دکھانے ہر شب عجب دن آگے آئے لیکن شاہد
کہ شیشۂ عصمت سنگ ہوا و ہوس سے سالم رہا وحشت دل کا بدستور عالم رہا رخصت مین مصلحت
جانی جوان و پیر کی بات نمانی اب گھر بیٹھ کر دھوکا کھانا جان بوجھ کر بھول جانا کس ملت مین روا ہے
یہ تراود سوسہ ہے مجھسے وحشی بخود سے ایسی ہوشیاری دور ہے جیتے جی مرگ منظور ہے اس گفتگو کی

تصویر محلسراے شاہی و بیگمات و جان عالم و بادشاہ مع نواب ناظر خواجہ سرا

خبر محل مین پہونچی کہ آج اُس طرح کا مہ جبین انجمن آرا کا عاشق وارد ہوا القصہ دیکھی حرارت
محبت سے اُسی آگ مین جلنے جاتا ہے انجمن آرا کی مان درِ دولتسرا پر چلی آئی خواجہ سرا دوڑے
بادشاہ سے عرض کی جلد شہزادے کو لے کر محل مین رونق فرما ہوجیے بادشاہ جان عالم کو ہمراہ لیے
آرامگاہ مین تشریف لایا وہ بھی ہزار جان سے نثار ہو دیر تک پروانہ وار اُس شمع انجمن سلطنت کے
گرد پھری رنڈیون نے گھیر لیا سب کو قلق ہوا الغرض کہ بہزار سعی بادشاہ نے بنت صبح کی رخصت لی
اُس شب روکا پہر ہے خاصہ طلب ہوا شہزادے نے انکار کیا وہی نواب ناظر حاضر تھا پانو پر گرا
سمجھایا پیر و مرشد کئی دن سے محل مین کھانا پانی سب کو حرام ہے جو آپ کچھ بھی نوش فرمائیے
تو یہ سب کھائینگے ناچار با خاطر فگار دو چار نوالے پانی کے گھونٹ سے حلق مین اُتارے پھر ہاتھ
منہ دھو نیند کا بہانہ کر پلنگ پر جا لیٹا مگر نیند کسکی اور سونا کیسا مؤلف وا ورد یہ و سدا رہتا ہے
تیری یاد مین + آنکھ جب سے لگ گئی رونے مین سو جانے کو ہم + پھر لیٹے لیٹے انجمن آرا کا تصور
دم گرم و آہ سرد سینے سے بھر کر یہ پڑھنے لگا ابیات تجھ بن ہے خراب زندگانی + ہے ہے مجھکو عذاب
زندگانی + اتنا تو نہ چھپ کے کفن کا + گھبرا کے نقاب زندگانی + جب کروٹین بدلتے بدلتے
پسلیان دکھ جاتین اور بیقراریان ستاتین تو دل بیتاب کو مستعد ضبط آمادۂ جبر و صبر کر یہ کہتا
نظم کمال ضبط کو عاشق کرے اگر پیدا + کہان کی آہ کرے بات بھی اثر پیدا + ہزار رنگ زمانے کے
دیکھے پر افسوس + کہین ہوئی نہ شب ہجر کی سحر پیدا + کرے گی ہمسری نالے کی میرے تو بلبل شعلہ
اتنا تو کر جا کے جانو پیدا + ہمیشہ ہاتھون سے لگے رہا ہون مین جلتا + یہ زور گرم ہوئے تھے
دل و جگر پیدا + یہ دل مین ذوق اسیری ہے جو قفس مین مدام + میں تو جیتا ہون جو ہوتے نہین
بال و پر پیدا + آخرش بصد نالہ و آہ کراہ کر صبح کی بعد فراغ نماز یہ سوز و گداز مرنے پر کمر
باندھی شب کو یہ خبر عام ہوئی تھی کہ کل جادوگری کی لڑائی کو شہزادہ آمادہ ہو گا پہر رات سے
مجمع عام در دیوان خاص پر تھا یکایک بادشاہ تخت پر سوار برابر شہزادۂ والا تبار برآمد ہوا چشم
مشتاقان مین نور طور نزدیک و دور تجلی کر گیا ہر شخص رو بقبلہ ہو دعا سے فتح و ظفر اُس ماہ پیکر کی
مانگنے لگا القصہ جہان تک لوگ آتے جاتے تھے بادشاہ ساتھ آیا آگے بڑھنے کی تاب لا نہ سکا عالم
نے قسمین دیکر رخصت کیا ناچار با دل اعدا العناصر فگار رکھنے مین خلل ہو کر وہان سے ڈیوڑھی تک

صد ہا ہرکارہ صبا دم متعین کیا کہ ہر دم کی خبر حضور میں پہونچے جان عالم پھر اکیلا با حسرت و یاس بہ
غم دلبر رفیق قدیم پاس رہا یہ شعر پڑھتا آگے چلا مصحفی ؎ اے غم یار مین بندہ ہوں رفاقت کا تری
نہ کیا تو نے گوارا مری تنہائی کو ✦ آگ کا قلعہ سامنے تھا آسمان سے زمین تک بجز شعلہ جوالہ یا
برج آتشین یا انگاروں کا ڈھیر اور کچھ نظر نہ آتا تھا شہزادہ غور سے دیکھنے لگا ایک ہرن اُس
آگ سے نکلا اُچھل کود کر پھر اُس مین غائب ہوا جب مکرر آمد و رفت کی جان عالم نے لوح پیر مرد کی
دیکھی اُسمین معلوم ہوا اگر یہ اسم پڑھکے ہرن کو تیر مارا اور خطا کی طلسم ٹوٹ جائیگا اور اگر نشانہ چوکا
تو دو آنا جگاہ خدنگ قضا ہوا کوئی راکھ کے سوا پتا نپائیگا شہزادے نے کہا جو ہرن مارا تو لطف
زندگی ہے نہیں حیلۂ مرگ خوب ہے ؎ یار جینا معیوب ہے سچ ہے لب غفا ہلنے سے جو رشت
دشت برابر کر اسم شروع کیا اودھر ہرن نکلا ادھر تیر کمان سے سرگوشی کر چلا بسکہ یہ قدر انداز تھا اُسکی
قضا اس تیر دو سار ہوا فردوسی فلک گفت احسن ملک گفت زہ ہرن زمین پر گرا آسمان
دار و گیر کا غل اُٹھا ہاں ہاں لیجیو گھیر یو جانے نپائے قریب تھا خوف سے جی نکل جائے زمانہ
تیرہ و تار صحرا پر غبار ہوا گھڑی بھر مین وہ تاریکی دور ہوئی آفتاب نمودار ہوا نہ آگ رہی نہ قلعہ
نہ ابر سطح میدان انسان نہ حیوان مگر چبوترے پر لاش جھلسی ہوئی پاش پاش دیکھی یعنی
وہ جادوگر گرگ منظر سیندور کا ٹیکا ماتھے پر زرد و نزار دو دانت ہونٹوں سے باہر منہ مُہری سے گندہ
شیطان کا بندہ بالوں کی لٹیں لٹکتیں ہڈیاں کھوپڑیاں گلے مین پڑین کالا بھجنگ بدن سے ٹنگا
تیر سے چھد کر جہنم واصل وہ حرامی ہو گیا شکر کا سجدہ بجا لایا قدم ہمت آگے بڑھایا ہرکارے
یہ ماجرا دیکھ فوراً حضور مین حاضر ہوئے بعد دعا و ثنا عرض کی اے شہریار ذوی الاقتدار
فتح مبارک شہزادہ بلا کا پتلا ہے ایک تیر مین وہ آگ کا قلعہ ٹھنڈا کر سرگرم راہ ہوا بادشاہ
مژدۂ فرحت افزا اُس سے خوش ہوا فرمایا یقین کامل ہے کہ جان عالم حسب دلخواہ مراجعت کریگا
فتح و فیروزی شامل ہے ہونہار بروے کے چکنے چکنے پات خبر داروں کو خلعت دیکر وافر قدر
و منزلت مرحمت کر پھر روانہ کیا اس عرصے مین شہزادہ وہ وادی پرخطر میدان سراسر ریگ
طے کر متصل قلعہ ساحر جہاں انجمن آرا قید تھی پہونچا وہ عجیب معلق قلعہ تھا زمین سے چار پانچ گز
بلند ایک تختہ کمہار کے چاک کی طرح بایں سرعت گردش مین تھا کہ نگاہ کام نکرتی تھی آنکھ کی پتلی

تصویر جان عالم اور ملاحظہ آتشین اور ہرن کا مارا جانا اور جادوگر کی لاش

اتنا جلد نہ پھرتی تھیں بلند ایسا کہ دیکھنے میں ٹوپی گرتی تھی جان عالم وہاں ٹھہرا وہ قلعہ بھی
حرکت سے ساکت ہوا اُسوقت مفصل نقشہ معلوم ہوا کہ قلعہ ہے جواہر نگار بازیب و زینت
بسیار دروازے چار برج گنے نہیں جاتے ہزار در ہزار ہیں کمند فکر اُسکی بلندی کے روبرو
کوتاہ ہے ہر طرف سے مسدود راہ ہے جہاں جانعالم کھڑا تھا زمرد کا بنگلہ نظر آیا اُسمیں سے آواز آئی
کہ اے اجل رسیدہ کیوں ملک الموت کو چھیڑتا ہے زندگی سے منہ پھیرتا ہے مجھے تیرے حسن و
جوانی پر رحم آتا ہے جلد یہاں سے چلا جا شہزادے نے بعد خوبی شکل و شمائل معاف کی وگرنہ

باین شدائد وخواری قتل کرینگا کہ آسمان تیرے حال پریشان پہ خون رویگا ساکنان زمین کو گوشت
پوست ہڈیان کا پتا نہ ملیگا پادشاہ تیرے غم مین جان کھوئیگا اس دشت کی خاک تیرے لہو سے
رنگین ہوگی روح بھی آسمان پر خواب مرگ مین آرام سے نہ سوئیگی شہزادے نے ہنسکر کہا کلنے مانجلا
تو کیا ہماری خطا معاف کریگا کہانتک لاف وگزاف کا دم بھریگا انشاءاللہ تعالیٰ ور تو کیا کہون
تجھے بھی اُسی کے پاس بھیجتا ہون یہ سنکر وہ جھلایا بنگلے سے سر نکال بھتولے ماش اس بد معاش نے
اور کالا دانہ نکالا اُسوقت چرخ چکر مین آیا اور زمین تھرائی جب سرسونمین نبولے اور رائی ملائی
پھر تیا تیا اور لوتا پکاری کو پکارا اُن دانون کو اس احمق نے آسمان کی طرف پھینک مارا دفعتہ
ابر تیرہ وتار گھر آیا شہزادے پر پتھر اور آگ کا مینھ برسایا یہ بھی اسم رد سحر پڑھتا آگے بڑھتا تھا جب
آگ قریب آتی پانی ہو کر بہ جاتی اور پتھر بھی ہر ایک سنگ آب تھا ایسا وہ اسم پاک تھا جادوگر
خفیف ہو کر سحر تازہ کی فکر مین تھا جان عالم نے لوح کو دیکھا اُسمین نکلا کسی طرح لوح کو قلعے کی
دیوار سے لگا دے پھر قدرت خالق کا تماشا دیکھے شہزادے نے بجرأت تمام آگے بڑھ کر لوح
دیوار سے لگائی اُس پر آفت آئی مرتبۂ اول سے زیادہ چکر مین آیا پھرتے پھرتے اس طرح کی
صدائے مہیب ناک آئی کہ ہزار تو مین ایکبار چھٹین توانائی نہ بدرعب یہ تھی کہ گاؤ زمین کا
کلیجہ ہل گیا خورشید برج آسمان مین چھپ کر دہل گیا زمانے کا رنگ دگرگون ہوا جنگل گرد برد ہو گیا
وہ کافر آتش پرست سرد ہو گیا لرزان کوہ وہامون ہوا میدان سیاہ بلند صدائے نالہ وآہ
ہوئی چار گھڑی مین وہ تاریکی دور ہوئی شہزادے کی طبیعت مسرور ہوئی نہ قلعہ نظر آیا نہ مکانات کا
نشان پایا لیکن ریت کا ٹیلہ سرکنڈے کے گڑھے اور کچا سوت سیلا پیلا اُن پر لپٹا کچھ پھندے پڑے
اُس مین وہ ماہ شب افروز حور کی صورت نور کا عالم پریشان بدحواس سراسیمہ تھی کوئی آس نہ پاس
ہر سمت حیران ہو ہو دیکھ رہی تھی جان عالم نے پہچانا تاب نہ رہی جی سینے مین عجب محبت سے سنسنایا
اکیلے دیکھ کے کلیجہ منہ کو آیا ہر چند ضبط کیا نہ ہو سکا تھراتا دم چڑھتا دوڑ دوڑ گر گر پڑنے لگا
لڑکھڑا اکہٹ سے گرنے لگا انجمن آرا نے شرما کر سر جھکا کر کہا سنبھلو صاحب کچھ پاس لحاظ بھی ہے کہ نہیں
یون بیٹھا گا کہ نہ پاس چلا آنا حرکت مجنونانہ ہے مگر اس گفتگو مین آنکھیں چار ہوگئی رشتۂ الفت ادھر تو گڑی تھی
اُدھر بھی دو چار ہوگئی شہزادہ خنجر عشق کا زخمی قدیم تھا وہ تازہ شمشیر محبت کی گھائل ہوئی طبیعت

ادھر مائل ہوئی بدن تھرایا جانعالم نے پڑھا یہ میر سوز جس کو نہ شکیب نہ تاب فغان ہے تیری گلی میں وہ نہ رہے تو کہاں رہے + آہستہ رو تو منزل مقصود کو گئے + رفتار گرم تھے سو ہمیں درمیاں رہے + بندہ نواز حال پہ میرے کرو نگاہ + ہے جائے گریہ یہ کہ پس کارواں رہے + یہ کہکر گر کر

تصویر جانعالم و انجمن آرا مع قلعہ سر کندہ رشتہ پیچیدہ اور جانعالم کا بیہوش ہو کر گرنا سر زانوے انجمن آرا

غش آگیا عشق کی نیرنگیاں نہان نہین حاجت اظہار و بیان نہین کشش اس کی چھوٹے بڑے پر آشکارا ہے ہزارون کو اپنے فریب سے مارا ہے انجمن آرا کو دل مضطرب نے تڑپ کر اٹھایا بیقراری نے اس پر قرار آیا کہ یہ بیقرار عاشق صادق ہمارا ہے جو ایسی بلا سے نہ ڈرا سر کو بیچکر اس وادی مین پاؤن دھرا ورنہ اتنے دن گذرے بیکسی کے سوا کوئی ہمدم شریک زندان غم نہ تھا دل قبضۂ اختیار سے جاتا رہا حجاب ہر چند مانع آتا رہا مگر جانعالم کا سر اپنے زانو پر رکھا چہرے کی گرد جھاڑی غشی تو کبھی آنکھ سے دیکھی نہ تھی گھبرا کر رونے لگی اسطرح روئی یا دھونے لگی ادھر یہان جو بوند آنسو کی منھ پر پڑی دماغ مین خوشبو سے کنار دلدار چڑھی سنگھنے کا کام کر گئی گلاب کیوڑا چھڑکنے کی حاجت نہ رہی آنکھ کھولدی سبحان اللہ سر خاک افتادہ کنار یار نہ اتو سے دلدار پر پایا ناز دنیا نے دماغ عرش اعلیٰ پر پہونچایا اور پاؤن پھیلایا یہ اترایا انجمن آرا نے جھجک کر گھٹنا سرکایا جانعالم نے چشم نیم وا سے

شہزادی کا منہ دیکھا اور کہا ہماری بیہوشی ہشیاری سے اچھی تھی جو لطف مین جو چونکا تو وہ بھی
چونک پڑا، ہوئی غفلت جو ہوشیار ہوا + یہ کہکے آنکھین بند کرلین کہ پھر ہمین غش آیا کیون منے
زانو سر کا یا انجمن آرا نے کہا کیا خوب اتنا اختلاط میری چڑھ ہے مین سے تیری محنت اور شفقت پر
نظر کرکے یہ انسانیت کی حرکت کی تھی تم چل نکلے خدا جانے دل مین کیا سمجھے اپنی راہ لیجیے
چلتا دھندا کیجیے واہ واہ نیکی برباد گنہ لازم جان عالم نے یہ جواب دیا استاد خاک ہی اپنی اُٹھے
تو اس مکان سے اُٹھ سکے، ہم جہان جون نقش پا بیٹھے یہ وان سے اُٹھ سکے + الٹا چور کی
ڈاڑھی مین تنکا تھین اپنا عاشق کبھی نہ سمجھونگا نہ معشوقونکے دفتر مین آپ کا چہرہ لکھونگا انجمن آرا نے
کہا چہ خوش بھلا دل تو بھلا لو کچھ ہو یا نعوذ زبان کا مزا نکالو یہ تو وہی مثل ہوئی مان نمان مین
تیرا مہمان تمھارا بعینہ یہ حال ہے **فرد** چہ خوش گفت سعدی در زلیخا + الا یا ایہا الساقی ادرکاسا
وناولہا عشق اور عاشقی کی باتین سیری بلا جانے رمز و کنایہ کسی اوسے جا کے کرو اپنا چوچلا
تہ کر رکھو اپنی صورت تو غور سے دیکھو یہ تمنے سنا نہین شاید **مثل** حلوا خوردن را روئے باید جان عالم نے
کہا مین بیچارہ خستہ تن غربت زدہ دور از وطن مہنت پن کہا سنے لاؤن کیونکر ویسی صورت
بناؤن ایک ہنستا ہے ایک روتا ہے کفر و اسلام مین بڑا فرق ہوتا ہے تمھین ابھی تک موہن بھوگ کا
ذائقہ نہین بھولا ہے دم تقریر زبان پر حلوا ہے ہم نے آپکے واسطے جوگ لیا سلطنت کو تج دیا اب
مراد پوری ہوئی دور دوری ہوئی انجمن آرا تپے کی سنکر کھسیانی ہوگئی کہا چلو صاحب وہ ہوا
قربان کیا تھا اپنی جو بچ بند کرو کٹی چلی کی سی ہنسی اپنے گھر جا کر کرو سحر جادو زور وظلم مکر و فریب سے
انسان ناچار ہے ہمین کسی کا کیا اختیار ہے مگر خیر اور جو چاہیے کہہ لیجیے در پردہ کیا صاف صاف
گالیان دیجیے یہ باتین قسمت کی گردش سنواتی ہے دیکھون ابھی تقدیر آگے کیا کیا دکھاتی ہے
اگر خدا ہمارا گھر بار چھڑا موذی کے بس مین نہ پھنساتا تو ہر ایک راہ چلتا ہمین کاہیکو ایسی
باتین سناتا جان عالم یہ سنکر ڈر گیا رنگ زرد ہو گیا خجالت سے مرگیا سہمکر آبدیدہ ہوکے کہنے لگا
میری کیا مجال جو آپ کو کچھ کہون مین تو خانمان آوارہ مسافر ہون انصاف تو کرو تم کتنی ہٹ دھرم
احسان فراموش ہو ہنسی مین رو دیا ہمین دونون جہان سے کھو دیا انجمن آرا نے دیکھا
اسکے آنسو جاری ہیں چپکی طاری ہے مسکرا کر کہا ایک بات مطلب کی کہی مگر سنا تیرے اوپٹے کا بھی

[illegible]

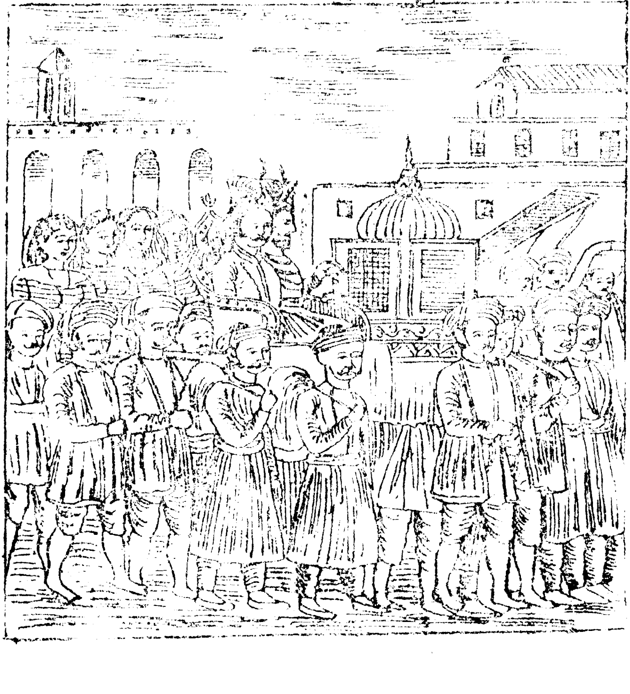

انجمن آرا منہ چھپا کر بیٹھ گئی جان عالم پاس سے سرکی بادشاہ تخت سے اُترا جان عالم کو گلے لگا لیا
جرأت کی تعریف کی ہمت پر تحسین و آفرین کی بیٹی کو چھاتی سے لگا شگھپال نے بڑھ کر لیا
شہزادے کو برابر تخت پر بٹھا لیا تو خیر خواہان دولت ملازمان قدیم نزدیک آئے زر سرخ و سفید
تخت اور شگھپال پر نثار کیا اسقدر اشرفی روپیا تصدق کیا کہ آجتک جو محتاج مسافر اودھر جاتے
ہین چاندی سونا پاتے ہین نصیب جاگ جاتے ہین بادشاہ کے پھرتے پھرتے جلوس
سواری نوبت نشان فوج سب سامان آ پہونچا اہل شہر نے خبر سنکر شہر آرایش کی شادیانے بجنے
مبارک سلامت کا غل مچا سر شہر مین داخل ہوئے ملکہ کی دلی مراد بر آئی خلقت نے
جان تازہ پائی محل مین انجمن آرا رونق افروز ہوئی سب بادشاہ زادیان محل کی اولیان نے کہرام
مچایا بادشاہ نے فرمایا یہ خوشی کا وقت ہے نہ ہنگام غم ہر طرح سب کی تسلی کی ...
باہم ہوئی انجمن آرا کی ماں کہ دیوانی تھی دم بدم بیٹی کو دیکھتی گلے لگاتی ...
اللہ نے پھر سے گھر بدولت جانعالم انجمن آرا جب یہ نام سنتی خوش ہو کر جان عالم کو سنا کر
تجاہل عارفانہ کرکے یہ سناتی صاحبو یہ کیا بار بار لیتے ہو جو میرا مقدر سید تھا ہونا تھا وہ کون تھا
جو دن پھیرتا مصیبتین مزا جو ان اسی کہانی سے ناز کرتی کہ آپ کی ہی انکھ پڑی طبیعت لڑی
جب اُسکی بات پرکی وہ سب پاس آ بیٹھیں تب تیری مفارقت میں مردے سے زندگی کے
دن گھڑیان گن گن بھرتے تھے یہ صورت اللہ نے دکھائی یا جانعالم کی جو تیری صورت سے نظر آئی
جس طرح ہمارے مطلب کی بات خالق اُسکے جی کی مراد دے انجمن آرا غصے کی شکل بنا تیوری
بھون چڑھا کہنے لگی تم سبھون کی شامت آئی ہے کیا بیہودہ بک بک لگائی ہے جو چلے کی خوبی
بزرگی خردی سب ڈبوئی واہ واہ تم نے میری چھیڑ نکالی اپنی اُلفت مین دیوانی بنالی خدا جانے
یہ کون ہے اور کہان سے آیا ہے سبھون نے میرا مغز کھایا ہے اُسے تو کیا کوسون وہ تو مسافر
بیچارہ ہے جی مین آتا ہے اُسکا منہ نوچون جس جس نے یہ نخرا ابھارا ہے اور کبھی مجھے چھیڑو گی
تو رو دونگی اپنا سر پیٹ لونگی یہ کہکر مسکرانے لگی ہونٹ چبانے لگی آپس مین رمز و کنایے سے کام
ملازمان بادشاہ شمع رو سارے ترتیب وار نذرین لیکر حاضر ہوئے شہر مین منادی ہوئی کہ جتنے ساکنان
شہر بادشاہ ... ... آدمی ... ...

خوشی کرین اور جیسے متعدد رنہ ہو سرکار سے لو تمام شہر مین عیش و نشاط راگ رنگ کی مجلس با فرحت
و انبساط ہوئی بادشاہ نے جشن جمشیدی کیا تمام شب بادہ گلگون کا دور رہا ناچ گانا صحبت
رنگ کا لطف بے طور رہا دم صبح بادشاہ کیوان جاہ دیوان عام مین رونق افزا ہوا اسقدر زر و جواہر
محتاج فقیر دل کو عنایت و امداد ہوا کہ کاسۂ گدائی اُنکا جام صراحی سے مبدل ہو گیا محل مین
بر محل رت جگے صحنک جابجا کونڈے حاضری دوگانے چڑیان منتون کی جس جس نے
مانی تھین کرنے بھرنے دینے لگین اور ڈومنیان تڑاق پڑاق پریوش خوش گلو باانداز مع
سامان ساز حاضر ہوئین مبارک سلامت کہکر شادی مبارک گانے چھپے بجانے نئی مبارکباد
سنانے لگین مولف شادی و جشن سزاوار مبارک ہووے + آج شہزادی کا دیدار مبارک
ہووے + صد وسی سال سلامت رہے با امن و امان + حسن کی گرمی بازار مبارک ہووے
وہ بھی دن آئے جو سہرہ بندھے سر پر اسکے + سب خوشی سے کہین ہر بار مبارک ہووے
بعد شادی کے خدا دے کوئی فرزند رشید + ہم کہین آکے یہ دلدار مبارک ہووے
خار کھاتے رہین کمبخت جو دشمن ہو سر دربار + دوستون کو گل و گلزار مبارک ہووے

بیان جلسۂ شادی اُس وطن آوارہ کا انکار کرنا اُس مہر سیما ماہ پارہ کا اور مانکا سمجھانا اُسکا شرما کے سر جھکانا پھر سامان برات کا مزا لوٹنا پہلی رات کا

کدھر ہے تو اے ساقی گلعذار + مرا غم سے دل ہو گیا داغدار + پلا دے کوئی ساغر لالہ رنگ
جوانی کی لائے جو دل مین ترنگ + سہے کتنے صحرانوردی کے رنج + بھلا کہہ تو شادی کا ہون
نغمہ سنج + نثر و دسرایان بزم شادی و نغمہ پردازان محفل عروسی و دامادی انجمن بیاعین یون
زمزمہ سنج ہوئے ہین کہ جب جلسۂ عیش و طرب سے فرصت سبکو ہوئی ایک روز بادشاہ
جمجاہ محلسرائے خاص مین جلوہ بخش تھا بی بی سے خلوت مین فرمایا کہ حقوق اور احسان جیسے
جان عالم کے ہمارے ذمہ ہمت پر ہین تمام عالم جانتا ہے اور یہ بھی نزدیک و دور مشہور ہے کہ
عشق انجمن آرا مین نادیدہ مبتلا ہو سلطنت کھو یہان آیا ہے اور کس مردانگی سے جادوگر کو
مارا اور اُسکے پھندے سے چھڑایا ہے اسکے قطع نظر صورت سیرت خلق و مروت ہمت جرأت

یہ جتنی صفتیں ہیں سب خالق نے عطا کی ہیں حسب عالی نسب والا حسن میں مہر و ماہ سے نرالا
مناسب کیا ضرورت ہے کہ جلد سامان شادی درست کر منعقد کر و خدا جانے آج کیا ہو کل کیا ہے
کار امروز بفردا مگذار اُسنے عرض کی جو رائے اقدس میں گذرا یہی میرا مطلب عین تھا بادشاہ نے
فرمایا آج انجمن آرا سے یہ مقدمہ اظہار کر کے جواب باصواب حصل کر لو کل سے سرگرم سامان شادی ہو
یہ کہکے بادشاہ دیوان عام میں رونق افزا ہوا انجمن آرا کو ماں نے طلب کیا اور دو چار مغلانیاں
آتون سن رسیدہ محلداریں جہاندیدہ قدیم جو تھیں انھیں بلایا شہزادی کہ یہ باتیں بھی یہ
سن کر نیچے بالے آئین اُس نے پہلے بیٹی کو گلے سے لگا یا پیار کیا پھر کہا سنو پیاری
دنیا کے کارخانے میں یہ رسم ہے کہ بادشاہ کے گھر سے فقیر تک بیٹی کسی کی ماں باپ پاس ہمیشہ
نہیں رہتی اور غیرت دار کے گھر میں لڑکی جوان ہر وقت رنج کا نشان خفت کا سامان ہے
اور خدا اور رسول کا حکم بھی یہی ہے کہ جوان کو بٹھا نہ رکھو شادی کر دو وراے ان باتوں کے
ایک شخص نے تمھارے واسطے گھر بار چھوڑا سلطنت سے ہاتھ اٹھایا کسی آفت سے منھ نہ موڑا
جی پر کھیل گیا کیا کیا بلائیں جھیل گیا سر کھپی اور جان جوکھوں کی جب تم ایسے ہم کو دیکھا ہے
تمھاری صورت دیکھی شکل میں رہی شمائل فرخندہ و خو فرشتہ خصائل تمام شہر عاشق زار ہے
چھوٹا بڑا اُس پر فریفتہ اور نثار ہے ہر چند تم پارۂ جگر نور نظر ہو مگر واری جو انصاف ہاتھ سے
نہ دو تو تم میں اُس میں بڑا فرق ہے تمھیں اللہ نے عورت بنایا ہے وہ مرد میدان نبرد ہے
رنڈی مرد کا بہت تفاوت مشہور ہے آگاہ و ناداں و ذی شعور ہے اللہ جانتی ہماری کہنا آرسی
مصحف میں نظر پڑیگا دیکھیے گا جو دکھائی دیگا انجمن آرا نے یہ سن کر سر جھکا لیا رونے لگی کہا
حضرت صورت شکل کا بیان مذکور کیا ضرور تھا یہ اللہ کی قدرت ہے کسیکو بنایا کسیکو بگاڑا بہت سے
لولے لنگڑے کانے کھدرے گونگے بہرے ہیں وہ چاہیے نہ جیسیں کہیں نوبت کہیں ناز ہے
نگل کے پہلو میں عقاب ہے یہ سب صنعت پروردگار ہے دنیا میں کون سی شے بیکار ہے بڑوں سے
اچھوں کی تمیز ہے یوں تو بادشاہ مصر غلام عزیز ہے اور جو بار احسان سے دب کر فرماتی ہو
کہ ایسا کرو تو دنیا عالم اسباب ہے ایک کا کام دوسرے سے ہوتا آتا ہے یہ شخص نہ آتا اور میرے
مقدر میں رہائی ہوتی کچھ ایسا سامان نکل آتا اور کوئی اللہ کا ولی پیدا ہو جاتا میری بند چھڑاتا

للمؤلفہ نیک و بد زمانہ نہین اختیار مین ہوتا وہی سر در ہے جو سرنوشت ہو + میری قسمت
کمبخت بڑی ہے ایک مصیبت سے چھڑا دوسری آفت مین پھنسا یا ہر دم کے طعنے اپنے بیگانے سنکے
سُننے پڑے کہ یہ کیا تجھے قید سے چھڑایا خدا جانے وہ کون ہے کہان سے آیا ہے اسنے مشہور
میان مٹھو شہزادہ بنایا ہے آپ کی لونڈی ہون بہر صورت فرمانبردار اگر کنوئین مین جھونک دو
چاہ سے گر پڑون اُف نکرون مگر جو آپ اُسکی شکل پر ریجھ محبت و شفقت کو کچھ لو کسی سے مقدمہ
کیا چاہتی ہین تو ہم راضی نہین اگر مزدوری کی اُجرت خدمت کا انعام منظور ہے کہ بادشاہ کے
نزدیک احسان کسی کا اُٹھانا بہت دور ہے تو روپیہ اشرفی جاگیر عنایت کرو کہ اُسکا بھلا ہو کام ہم
آپ کا نام ہو یہ فقرہ سُنکے وہ بہت ہنسی کہا شاباش بچی اُسکی جانفشانی کی خوب قدردانی کی
واقعی وہ بیچارہ تمھارے ملک کا یا روپیہ پیسے کا محتاج ہے اری نادان وہ تو خود صاحب گنج
و آج ہے اس بات پر ہمسنون نے قہقہہ مارا کہا حضور بس انکا یہ شعور ہے انکے نزدیک وہ
شہزادہ نہین مزدور ہے انجمن آرا نے جھنجھلا کر کہا کہ روپیہ وہ شے ہے کہ اسکے واسطے سکندر ایسا
روئین تن مارا گیا فریدون و افراسیاب کا سر اُتارا گیا وہ جو دائی دوا اَتون مغلانیان پُرانی
پرانیان حاضر تھین بولین قربان جائین واری مان باپ کی عدول حکمی مین خدا و رسول کی
نافرمانی ہوتی ہے تمھین انکار مناسب نہین اور خدانخواستہ یہ کیا تمھاری دشمن ہین جو راہ چلتے کے
حوالے کسی کے کہے سنے سے بے دیکھے بھالے کر دینگی آدمی روز بروز عقل و شعور سیکھتا ہے
نشیب و فراز بات کا محل و موقع سوچتا سمجھتا ہے تم سلامتی سے ابھی تک وہی بچپنے کی باتین کرتی ہو
کھیلنے کودنے کے سوا قدم نہین دھرتی ہو انجمن آرا نے جواب نہ دیا سر زانو پر رکھ لیا لیکن وہ جو
امیرزادیان اُسکی ہمنشین جلیسین تھین جنھے اس بات کے روز مشورے رہتے تھے بولین
نہین ہے لوگو تمھین کیا ہوا ہے آتون جی صاحب نے ادبی معاف کیجئے دھوپ مین چونڈا سفید کیا ہے
خیر سے صاحبو دُلہن سے صاف صاف کہوایا چاہتے ہو دنیا کی شرم و حیا نگوڑی کیا اُڑ گئی
آج تو سمجھو بھلا مان باپ کا فرمان کسی نے ٹالا ہے جو یہ ٹالینگی انکا خاموشی نیم رضا بوڑھے
بڑون سے کہدو پروانہ لکھنا کیا یہ سُنکے آتون قدیم جسنے انجمن آرا کو پالا پڑھایا لکھایا تھا اُس نے مبارکباد
کہکے انجمن آرا کی ماں کو مژدہ دی محل مین تہلکے اچھے شہزادی بنا دیئے ملے۔ دسنے لگی نواب ناظر

بیگم کی نذر لیکر بادشاہ کے حضور میں حاضر ہوا نذر دی خلعت مرحمت ہوا یہان تو ارکان سلطنت
اسی دن کے روز منتظر رہتے تھے یہ مژدۂ فرحت افزا دریافت کرکے اُٹھے بمراتب نذرین گذرین
توپخانون مین شلک کا حکم ہوا نوبت خانون مین شادیانے بجنے لگے مبارک و سلامت کی صدا
زمین و آسمان سے پیدا ہوئی مصرع فلک پر یہ مبارکباد ہے آپس کے ملنے کی + یہ ایسا کون بختاور ہے
جسکا بخت یگانہ ہے + بادشاہ نے وزیر اعظم سے ارشاد کیا جانعالم یہان مسافرانہ وارد ہے
تم ضرورات محل مین مستعد ہو ہم اُسکا سامان سرانجام کرین وزیر آداب بجالایا خلعت فاخرہ بلا ہاتھی
پالکی سے سرفراز ہوا جانعالم کا یہ نقشہ تھا چہرے پر بشاشت سے سرخی باچھین تابناگوش کھلین فرحت کے
باعث بند قبا ٹوٹے جاتے تھے مگر شرم کے باعث آپ سر نہ اُٹھاتے تھے بادشاہ نے رمال نجومی
جفت جفر دان جو جو علم ہیئت اور ہندسہ اور نجوم مین طاق شہرۂ آفاق تھے طلب کیے ور ساعت
سعید کا سوال کیا کسی نے تو زائچہ کھینچا شکلین کھینچین کسی نے پوتھی کھولی کوئی حرف مفرد
لکھکر حساب کرنے لگا کوئی تارا [illegible] وحسن [illegible] مین [illegible] کرک [illegible] گنتیان گنکر
حساب کرنے لگا کوئی مشتری مریخ شمس زہرہ عطارد قمر زحل کا حال مع گردش برج کہکے حمل ثور
جوزا سرطان اسد سنبلہ قوس عقرب جدی دلو حوت میزان کی میزان دیکے گرشمار کرنے لگا
کہا بعد [illegible] قمر اور مشتری کا بطرز خلاف حمل مین قران ہے اس ہفتے کا دن رات سعد اکبر ہے
اور باتفاق ایک روز مقرر کیا حضور سے لیکر علم و کمال خلعت و انعام عنایت ہوا اور بعد جلسہ
شادی با سید [illegible] امداد وافر امیدوار کیا القصہ بموجب احکام اختر شناسان بلند بین فلک سیر
ماضی مستقبل کے حال دان بارک [illegible] اور نجومان [illegible] نشین مسند گنشت و دید حکم روایان
خوش [illegible] اٹھے کا جو [illegible] لوگون نے گھر سے چلا [illegible] نشین [illegible] زمرد فرد فرد بالباس رنگین
[illegible] مین زعفرانی ہو شہر سے خوانون مین پنڈیان مقوی مفرح ذائقہ ٹپکتا
[illegible] اشرفیون کے گیارہ توڑے طلائی [illegible] کی جواہر [illegible] از مرد [illegible]
[illegible] مین گلستان کی تھی
[illegible] اور تیل [illegible] کشمیر [illegible] دماغ انجمن ہو [illegible] ان مین عطر سہاگ
[illegible] حیدری [illegible] چار سو زعفران کا تختہ کھلا

کوسون تک سخوان سے خوان ملا نوبت نشان گھوڑون پر جھنا نواز نقارچی جوان شکھپال با
اور جینڈ ولون مین زنانی سواریان اُنکے بناؤ کی تیاریان کہاریان پر تی جھم برق درخشان کا
عالم باہم قدم بقدم اُس سامان سے وہ سب اٹھنا لیئے درِ دولت نوشاہ پر جو پہنچ گئے شہر کے
کوچہ و بازار لپٹنے وہان دولھا نے یہان دُلہن سے مانجھے کے جوڑے پہنے شادی سے ندا کی
[illegible] پوش نو آئیگا [illegible] خون سے سرخ ہوگا یعنے گردن مارا جائیگا پادشاہ نے خلعت ملبوس
خاص رنگین زیب جسم کیا رنگ کھیلنے لگا تمام خلقت ہولی کی کیفیت ہوئی شہر مین شہاب
اور زعفران کے سرخ و زرد نالے بہنے گلیون مین عبیر گلال کے ٹیلے دکھائی دیتے کوچہ و بازار کا
زعفران زار [illegible] تھا [illegible] تک [illegible] با امیر و فقیر تھا تاکید تمام خاص و عام کو حکم ہوا کہ
آج سے جو [illegible] اہل حرفہ اپنے امورِ ضروری موقوف کر گھرون مین ناچ دیکھو جشن کرو
جو [illegible] احتیاج ہو سرکار سے لو اور سر رشتہ [illegible] سردار قوم سے فرمایا جو جو تم سے متعلق ہون
انکی فرد درست بحضور مین گذرا تو اُن کے کھانے پینے کا سامان خواہ ہندو ہو یا مسلمان حضور
سے ملیگا اور ارباب نشاط کے واسطے حکم ہوا جسکو جیسی لیاقت ہو یا جسکا جو شائق ہو بشرطیکہ
اُسکے لائق ہو پڑھنا [illegible] طرفین وہ [illegible] ہان بھیجدو دکانداروں کو ارشاد ہوا دوکانات
دکانین کھلی رہین قریب قریب ناچ ہون کھانے کا صرف تصرف باورچیخانے مین ٹھہرا
ہے [illegible] پوری کچوری مٹھائی اچار مسلمانون کو پلاؤ قلیہ زردہ قورمہ ایک آبی دوسری
شیرمال [illegible] مشتری کباب کی بہت آب و تاب کی شہر مین گلی گلی عیش و نشاط خوشی مین
چھوٹے بڑے سب نہ کسیکو کسی سے غرض نہ مطلب پکا پکایا کھانا دکانون پر بیٹھے ہر وقت
ناچ دیکھنا سرکار کا کام بنانا بغلین بجانا بلیت بہشت تھا کہ آراستہ بنا شہر [illegible] گئے کارے
نبا [illegible] اور اس سے پہلے تعیین تاریخ روز شادی [illegible] بادشاہون کو فرمان راجہ بادہ کو
[illegible] ان کو [illegible] عاملون کو پروانے جا چکے تھے دو چار منزل گرد و پیش سر راہ [illegible]
[illegible] باورچی اور حلوائی کھانا مٹھائی گرما گرم تیار کیے رہتے تھے کہ اس عرصے مین
جو [illegible] یا طلبیدہ بادشاہ آئے [illegible] کھانا کھائے اور [illegible] شادی کی راہ چلتون کو شامل
شہر مین بھیجدیتے تھے کہ یہ جلسہ قابل دید ہے غرض کہ دو منزل چار منزل بلکہ دس بیس دن کی

راہ سے تماشے مین بیٹھکرے لکھنؤ والون سے سیر دیکھنے کو آئے اور ساچق کا دن آیا اگر سب
سامان بیان کرون کہانی نا تمام رہجائے مگر تھوڑی سی مشتے نمونہ از خروارے پچاس ہزار جو گھڑے
روپیلے سنہرے جواہر نگار نقل اور میوے سے لبالب لا کر خوانچون مین خوبی کیساتھ رکھکا ئے سب
پچاس ہزار مین مصری کے کوزے باقی مین میوہ اور قند کی چھبڑیان مرصع کاری کی بڑی
تیاری کی نقرئی طلائی کی مٹکی گگرے مین پھلیان تاڑے … کمن آرائش کے تخت بیحساب
اس روش کے بنکے دیکھنے سے صناعی صانع حقیقی کی یاد آئے گل بوٹہ اس طرح کا جو
نقل کو اصل کر دکھائے آتشبازی کے ٹوکرے قطار در قطار رنگلے پانی سرو جھاڑ درخت میوہ دار
ہزار در ہزار لا بیان بہت تزک بڑا سامان آرائش … سے … وہان ساتھ لیا
سردست یہ بات ہاتھون ہاتھ تھا اس انداز سے ساچق کی مہندی کی … شب ہوئی وزیر زادی کی تیاری بہت
خوب تیاری کی نارنول کی مہندی ہزار ہا من لایا اس مین دلہن پن رنگین جسکی دید سے ہاتھ
مثل پنجہ مرجان رشک عقیق یمن اور لعل بدخشان ہوجائے ایکبار لگائے لال ہو تا عمر لطف مہندی
کا … رہے نہ ہاتھ لگنے کا ایسا ملال ہو جڑاو سینیون مین حنا شمع مومی و کافوری اسپر … ملمع کے
خوانون پر بعین آرائش اور آتشبازی ہمراہ سب کے لب پر واہ واہ بہت چہک تک سے مہندی لایا
اور یہ رنگ ڈھنگ حسن تدبیر سے دکھایا کہ تمام چشمون مین سرخرو ہو برات کی رات کا حال
سنو دیوان خاص سے دلہن کا مکان پانچ کوس تھا یہانسے وہان تک دونون طرف بلور کے
جھاڑ آدمی کے قد سے دوچند سو سو بتی کے سر بلند پانچ پانچ گز کے فاصلے سے روشن اور
دس گز جدا نقرئی طلائی نخلستان بلند ان سے کچھ دور ہزار ہا … مزدور تھا ٹھے … پر روشنی
کیے تھے جھاڑ رشک سرو چراغان جگمگاتے جل جاتے … اور توپچیان لئے بیٹھے کہ تھک تھک … تھے نوبت
بجتی منزل شامیانے تنے اسکے قریب دو رویہ آتشبازی کی روشنی یہ روشن تھی کہ جیونٹی
سوار کو بہیئت مجموعی مفصل معلوم ہوتی تھی غرض کہ دولہا سوار ہوا شور غل یکبار ہوا کسی نے
کہا سواری جلد لانا کوئی پلیتا شعلہ سنبھال کر پکارا خدمتگار کو بلانا ملتی ہین آگے بڑھیں باجے
بجنے لگے کوس دکوز گرجنے لگے نوبت نشان ماہی مراتب جلوس کا سامان سوارون کے رسالے
اور نو یہ باگین سنبھالے خود اپنے آگے آگے بخشی قرار در ناپید دار بیجر ہزار بارہ سو تخت روان

تمام تمامی سے منڈھا اُن بیو زنڈیاں جوان جوان شادی مبارک گاتین سج دھج دکھا طبلے
پھر بجاتین بہت سے سانڈنی سوار تیز رفتار خاص بردار خاصیاں کندھون پر دولھا کے قریب

تصویر سواری برات مع جلوس فیلان وغیرہ

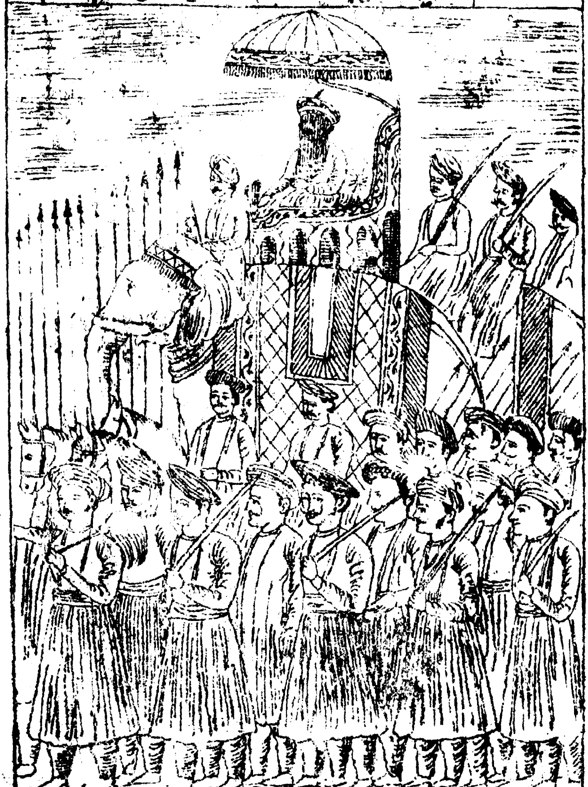

برچھی والے باندازِ جوید اور روشن چوکی والے شہنائیان پُرتکلف سر کرتے ہزار دن غلام
زرین کمر سُنہری رُوپہلی انگیٹھیاں ہاتھون مین جھولی مین عنبر سارا عود غرقی بھرا دشت مہکاتا
گرد ہزار ہا چھتا تھا چھلکتا سونے چاندی کی دستیان روشن قور مین چالیس بادشاہ پُر شوکت جلو
مین بارہ ہزار ہاتھیون پر امیر وزیر ارکان سلطنت تہنیت خواہ خواصی مین انجمن آرا کا بھائی
با نظام کا سالا بجائے شہ بالا آہستہ آہستہ قدم قدم خوش و خرم چلے کوچہ و بازار بو باس سے
معطر تھا چرخ گردان اس تماشے کو بچشم انجم نگران تھا دشت کا وحش و طیر حیران تھا پہر رات دے
دلہن کے دروازے پر پہونچے ماما اصیلین دو زرین پانی کا طشت ہاتھی کے پانون تلے پھینکا
کسی نے اور کچھ ٹوٹکا کیا دولہا اُتر کر مجلس مین داخل ہوا بارہ سے طائفہ رنڈیون کا سوا
بھانڈ بھگتے ہیجڑے زنانے کشمیری قوال بین کار رباب سرود یے کے حاضر تھا ناچ ہونے لگا قریب صبح
قاضی طلب ہوا اُسی ساعت مُعین کئی سلطنت کے خراج پر مہر بندھا طالب و مطلوب کو سلک ازدواج مین
منسلک کیا مبارک سلامت کا غل مچا میر سوز فلک شُتر کنی دیکھ اُسکی سوز یون بولا
تجھے یہ رات اے رشک مہ انور مبارک ہو + سب طائفے ساتھ کھڑے ہو ایک سُر مین مبارکباد

تصویر بزم نکاح جان عالم کی اور سامان محفل مع آرسی مصحف کے

گانے لگے کئی لاکھ روپے بادشاہ نے عنایت کیے ۔ دولھا زنانے مین طلب ہوا وہان رسمین
ہونے لگین وہ عجب وقت تھا آرسی مصحف روبرو محبوب دلخواہ دو بدو سورۂ اخلاص کھُلا آئینہ
رونمائی مین مزے لوٹنا سلسلہ محبت مستحکم ہونا ہاڑ دھنیون کا سٹھنیان گانا دولھا دُلھن کا شرمانا
کبھی ٹونے گا اچھے بنے سلونے مجولیون کا پوچھنا لونا لگانا دولھا کا ہنسکے کہنا عرصہ ہوا کوئی
دُلھن کی جوتی دولھا کے شانے سے چھوا گئی کوئی ہنسی کا کاجل پارا ہوا لگا گئی ہمسنون کی
چھیڑ چھاڑ اُن کے جوبن کی بہار فقط گل اور شبنم کے دو شیون کی آر جس دم یہ رسمین ہو چکین
نوبات کی نوبت آئی عجب سیر نظر آئی اس طرح جُٹی کہ دیکھی نہ سُنی میرحسن وہ جب بانو پیر کی
اُٹھانے آئی ۔ نہین اور یہان کا عجب غل پڑا ۔ جب یہ رسمین ہو چکین ڈومنیون نے باتوہتی
گالی سب کی چھاتی بھر آئی کہرام مچا جب دُلھن سب سے رخصت ہونے لگی بد دو دو جی کھونے لگی
سواری تیار ہو درد اسے پر آئی دولھا نے سہرا سر سے لپیٹ دُلھن کو گود مین اُٹھایا سب کا دل
اُمنڈ آیا شور و غل مچا یا دنیا کے کارخانے قابل دید مین بلکہ دیدہین نہ شنیدہین شادی مین غم
ملعف سے توام ہے مگر ثبات بجز ذات باری کسی کو نہین مقدمات جہان گذران جو ہی یشان مین
اُنکا حال کیا کہین مؤلف اک وضع پر نہین ہے زمانے کا طور گاہ معلوم ہو گیا مجھے لیل و نہار سے
غرض کہ دُلھن کو سکھپال مین سوار کیا بادشاہ نے ملک و سلطنت خزانہ جہیز مین لکھ دیا برات
رخصت ہوئی وہ اہتمام تجمل سواری کا سامان ہر شخص خرم و خندان جہیز کا بڑھنا لوگون کا
دولھا پر دعائین پڑھنا نسیم سحر کا چلنا شمع کا جھلملا جھلملا کے جلنا شہنائین بھیرون بھاس الیا
للت رام کلی کا پھونکنا نقیب اور چوبدارون کا کوئل کی طرح کوکنا نوبت کی گھور جھل بجنہ کا
جھا بجھ سے شور بھٹ پٹا وقت نور کا تڑکا گرد کیتون کا سو میل کڑکا پچھ کچھ تارون کی چمک
نقارون کی صدا دھونسون کی گمک چاند کے منہ پر سفیدی دُلھن والون کی یاس و نا امیدی
عطر کی ہر سو لپک پھولون کی مہک سب کو نیند کا خمار کوئی پیادہ کوئی سوار فرش
باسی ہار پھولون سے رشک صحن چمن کہین جھول کہین شکن کسی جا بکھرو کے اور پیڑون کے
پتے لٹے پڑے کہین لوگ حیران و ششدر کھڑے مجلس سُنسان فراق مین اہل محفل کے
اشتیاق مین شمع کی زاری اشکباری لگن مین پروانون کی بیقراری خاکساری دولھا کے

لوگون کی خوش بشاس تیاری دُلھن کے گھر مین نالہ وزاری کوئی کہین نیند کے جھونک مین پڑا
کوئی یہ سامان بچشم عبرت دیکھ تاسف مین کھڑا شمع فانوس مین گل گلگیر مین زیر انداز پر پروانون کے
پر فراش فرش اُٹھانے کی تدبیرین مین بیٹھی ہوئی ہر ایک کی آواز کہین سوز کہین ساز یہ وقت
دیکھنے کے قابل ہوتا ہے راہ چلتا بھی دیکھکر روتا ہے اِسکی لذت وہ جانے جسکی نظر سے یہ
ہنگامہ گذرا ہو کسی کی برات تو دیکھی ہو گو بیاہ نہ کیا ہو قصہ مختصر دولہا شگفتہ خندان چہرے
پر شباب کی چمک عارض تابان سے حسن کی بہار عیان ہاتھی پر سوار گرد شاہ و شہریار زر
سُرخ و سفید نثار ہوتا سر چوک ہوکے دیوان خاص مین داخل ہوا جو رسمین یہانکی تھین ہونے
لگین بکرا ذبح کیا انگوٹھے مین لہو لگا دیا پھر کھیر کھلائی رسومات سے فرصت پائی اب یہ منتظر
ہوئی کہ شام وصل کا سرانجام ہو اُسدن جانعالم کا گھبرانا گھڑی گھڑی گھریالے سے دن کی خبر
منگوانا دیکھنے کی گون مین تھا بدحواس پھرتا پھرتا کہ کہین جلد رات ہو بےتکلفی کی ملاقات ہو کبھی کہتا
تھا واہ قسمت کی خوبی پہر بھر ہوا گھڑی نہین ڈوبی ہوش کہان بجا تھا مگر پوچھتا تھا ابھی کیا بجا
تھا اُدھر انجمن آرا بھی جمائیان لیتی تھی تکیے پر سر دھر دیتی تھی جب اور کچھ تدبیر بن نہ آتی تھی لوگون
کے چونکانے کو اونگھ جاتی تھی غرض کہ خدا خدا کرکے وہ دن تمام ہوا نمود شام ہوئی عروس
شب نے مقنعہ مہتاب سے روپوشی کی مشتاقون کو فرصت ملی گرم جوشی کی لوگ آنکھ بچاکر
جابجا کنارے ہوئے دولہا دُلھن چھپر کھٹ مین ہمکنار بیتابی کے مارے ہوئے شادی کا روز

تصویر جانعالم اور انجمن آرا کی مع پلنگ

شباب کا عالم شتاقون کا بیٹھنا باہم آنکھون مین خمار نیند کا دل مین اشتیاق دید کا عطر سہاگ اور
فتنے کی خوشبو بٹنے اور تیل کی عجب میل کی مہک ہر سو پھولون سے پلنگ بسا اوچھہ کسا خود
نشاء عشق سے باختہ حواس تمنائے دل پاس نہ کچھ دغدغہ نہ وسواس ہنگامۂ صحبت طرفین
سے گرم اُدھر شوق ادھر شرم ایک طرف ولولۂ گرم جوشی ایک سمت حیا سے مُنھ پر مُہر خموشی
بیان کرنا گذشتہ حال کا خیال لوگون کی دیکھ بھال کا یہ معمول ہے اُس روز ہمنشینین
تاکتی جھاکتی ہین لیکن ان ڈرون پر جُپ نہ ہے آہستہ آہستہ دونون نے شرح
کہے جان عالم نے توتے سے ذکر سُنکر دربدر خراب خستہ ہوکر آنا توتے کا بیٹھ رہنا وزیرزادے کا
صدمۂ فراق سہنا پھر طلسم مین پھنس جانا جادوگرنی کا ستانا بعد اسکے نقش سلیمانی لینا وہان سے
چل دینا بکشادہ پیشانی وخوش بیانی بیان کیا مگر ملکۂ مہر نگار کی ملاقات جکت رنگی کے حرف
حکایات اُسکی طبیعت کا آجانا اپنے بے اعتنائی سے چلے آنا کچھ شرما بات کو مطلب کی جا سے
چبا چبا کے کہا یہ اکثر ہوتا ہے کہ معشوق کے روبرو جو اس پر کبھی کوئی عاشق ہوا ہے اُس کا
ذکر کرتا ہے شیخی بگھارتا ہے کچھ جھوٹ اپنی طرف سے جوڑتا ہے دل کے پھپولے توڑتا ہے
اِسکی شرح گو طول طلب ہی پر عاشق مزاجون پر منکشف سب ہے انجمن آرا نے جادوگرنی کے
قصے پر تاسف کیا ملکہ کے مذکور پر بناوٹ سے ہنس دیا پھر روکھی صورت بنائی ناک سمیٹی
تیوری چڑھائی مگر چلے آنے کے سہارے پر مُسکرائی اپنا بھی اشتیاق لیے دیے از روز
ملاقات محنت ومشقت کی قدردانی سے جادوگر کی لڑائی کی جانفشانی سے بیان کیا پھر دونون
بیساختہ ہو شرم وحیا کھو ہم آغوش ہوئے رنج درکنار غم و دردِ مہاجرت فراموش ہوئے
مؤلف یہ ہمکناری جانان سے تازہ لطف اُٹھا + گلے سے مل گئے سب رنج درکنار ہوا + سینے
سے سینہ لب سے لب ہاتھ پانون بلکہ جتنے اعضائے جسم ہین سب وصل تھے مثل ہے ایک
جان دو قالب وہ ایک جان ایک ہی قالب غالب ہے کہ ہو گئے اُستادِ ایامِ وصل مین ہم لپٹے ہین جیسے
اُس سے + یون وصلی کے بھی کاغذ چسپان بہم نہ ہونگے + خواہش کو اضطرار حیا مانع کار شرم بر سر کار
دونون کے دم چڑھ گئے تھے جنگ زرگری کا دُزدِ دریان کر رہے تھے شہزادی موقع پر ہاتھ لگانے
نہ دیتی تھی جب بے بس ہو جاتی تو چٹکیان لیتی تھی گاہ کہتی تھی اے صاحب تنا کوئی گھبراتا ہے

دیکھو تو کون آتا ہے کبھی خود اُٹھ کے دیکھتی بھالتی تھی کوئی دم یون ٹالتی تھی آخر کار غنچۂ سربستۂ
تمنائے دراز بحرکت نسیم وصل شگفتہ و خندان ہوا دُرِ ناسفتہ و دُرجِ شہریاری رشکِ عقیق مین
غیرت دہ لعل بدخشان ہوا بقول **فردوسی** چنان بُرد و آورد و آورد بُرد کہ ایزد ز حسرت بس پردہ
مرد + رشک و حسرت سے جگر صدف چاک ہوا دشمن کمبخت در پردہ ہلاک ہوا اقتضائے سن
الھڑ پنے کے دن اُس وقت دونون گھبرائے اور وہ کیفیت سب بھولی جب دامن شب مین
چادر رنگ برنگ پر شفق صبح پھولی غرضکہ شرما کے استراحت فرمائی دل بیتاب نے تسکین پائی ہنوز
پلک نہ جھپکی تھی نمود سحر ہوئی عام شب کی خبر ہوئی دم صبح ایک سرخرو دوسرا زرد ولیئے تو حمام مین
داخل ہوئے جو جو محرم راز شریک سوز و گداز تھین انھون نے رات کی باتون کے تپے رمز و کنایہ مین
دیے سب نے قہقہہ مارا جب روبرو نیچیری اور شیشے مین مقبول آیا شرما کے سر جھکایا غمزہ و ناز ہر انداز مین
رہا نہا دھو خاصہ نوش فرمایا جہان العالم بادشاہ کے حضور مین آیا خلعت فتح پایا امور سلطنت مشورۂ
شاہزادہ ہونیلگے بعد رسم چوتھی چالے کے لب دریا ایک باغ بہت تکلف کا نشاط افزا نام بادشاہ
نے رہنے کو عنایت کیا اگر اُس باغ کی تعریف رقم کرون شاخ زنبق و نرگس کی ٹہنی کو لاکھ بار
قلم کرون الاخضر کی حیات رضوان کا ثبات درکار ہے ہنوز ناتمام رہے لکھنا بیکار ہے سو بار
خزان جائے بہار آئے ایک پٹری کی روش صفا تحریر ہو سکے خامۂ مانی پھسل جائے رشک
گلزار جنان ایک تختۂ فردوس سا کئی کوس کا باغ بے پایان برگ و بار و گل اُس کے جو خزان سے
آزاد بالکل نہ بلبل پر ستم باغبان نہ خوف صیاد عجائب و غرائب چہچہے نئے رنگ ڈھنگ کے
ترانے یاد جتنے دنیا کے میوے ہین تر و تازہ ہمیشہ تیار سر سبز پتے خوشرنگ پھول پھل
مزے دار گل تکلیف خار سے بری جہان کی نعمت ہر تختے مین بھری روش کی پٹریون پر مہندی
کی ٹٹیان کتری ہوئی برابر چمن مین وہ درخت پھلے پھولے جسے دیکھ کر انسان کی عقل بھولے پھولون
کی بو سے خوش سے دل و دماغ طاقت پائے جو پھل نظر سے گذرے بار خاطر ہو ذائقہ زبان پر
منھ مین پانی بھر آئے نہرین ہزار در ہزار پر از آبشار گرد چرند و پرند خوش صورت قطعہ دار باغبانیان
پریزاد حور وش کمسن مہ لقا بیلچے جواہر نگار ہاتھون مین ہر ایک آفت کی پرکالہ دلربا مہ سیما
کنوئین پختہ چرخی رسی کلابتون کی ڈول وہ کہ عقل دیکھ کر ڈانوان ڈول ہو چرسے پر

نزاکت بر سے بیل کے بدلے نیل گا ے کی جوڑیان آہو جنکے رو برو جٹکارہ باغبانیان مہ پارہ زربفت کے لہنگے قیمت کے مہنگے شبنم کے نفیس ڈوپٹے مغرق مصالح کی کرتی انگیا جھڑے پانوئین طلائی چھڑے کان کی لوین ہیرے کی بجلی برق دم سب کی آنکھ جسپر پڑی ڈول سکو سنبھال پٹا خیال گاتی کوئی شعر برجستہ یا ہندی کا دوہا اسمین ملاتی چھیڑ چھاڑ مین جٹکی لیکے اچھل جاتی ایسے باغ پر بہار مین جانعالم اور انجمن آرا ہاتھ مین ہاتھ پر وین کا اکھاڑا سا تھتن دین و دنیا فراموش ہر دم نوشا نوش باعیش و نشاط اوقات بسر کرنے لگا جہان کا ساز و سامان ہر دم مہیا شراب و کباب چنگ و رباب کا جلسہ خدمتگزارین پری پیکر ماہ طلعت سب کام کو حاضر جیسے کنہیا شام و عشرت سحر کرنے لگا نہ خیال اپنے شہر و دیار نہ خوف گردش روزگار کا

نہ کچھ دھیان اُس جگر فگار کشتۂ انتظار ملکہ مہر نگار کا

پھر مذکور اُس مہجور کشتۂ فراق سوختۂ آتش اشتیاق کا وہ کون خستہ و محزون جگر برشتہ دل خون ملکۂ مہر نگار شہزادے کے آنے کی اُمیدوار اور حکایات ضرب المثل

ادھر ہے تو اے ساقی بخیر + نہ کی لطف سے غمزدون پر نظر + ہوا حال شادی کا سب اختتام + اگر غم کا قصّہ ہے وہ نا تمام + تپش سے تڑپ سے تو کر دے بہم + کہ لکھتا ہون پھر داستان الم + یہی سے مجھے رنج مرغوب ہے + یہ مونس ہی ہمدم بہت خوب ہے + یہی ساتھ دیتا شب و روز ہے + یہ غم عاشقون کا غم اندوز ہے + نالہ نوازان بزم ماتم و تفتہ جگران کلبۂ غم حاکیان حکایت اندوہ و ملال و نثاران دل خون آشفتہ حال لکھتے ہین کہ اُس بے سر و سامان کشتۂ ہجران دور از دلدار و ہمقرین غم رو نادیدہ شادی حجلہ نشین ماتم دلریش سینہ فگار یعنی ملکہ مہر نگار کا فرقت مین یہ حال ہوا **اُستاد** یان تک کہ اٹھانے کا وقت اپنے قریب آیا + اسپر مرے بالین پر تم اُٹھ کے نہ آ بیٹھے + مین نام ترا لے دن رات جو چلاؤن + اور سنتے ہوئے بہرے کیونکر نہ گلا بیٹھے + جو کوئی کہتا کہ خیر ہے ملکہ گھلی جاتی ہو کیون اتنا رنج و غم کھاتی ہو تو یہ کہتی **مصحفی** غم کھاتی ہون لیکن مری نیت نہین بھرتی + کیا غم ہے مزیکا کہ طبیعت نہین بھرتی + **مؤلف** نہ پوچھو کچھ مری حالت کہ اس دل کے لگانے سے + پریشان سینہ سوزان منفعل سر در گریبان ہون

ایسی باتین درد آمیز وحشت انگیز کرتی کہ سننے والون کی چھاتی پھٹتی وہ کہتین ملکہ نظر بخدا رکھو
حسن اُسے تفضل کرنے نہین لگتی یار + نہ ہوا اُس سے مایوس امیدوار + **سوز** پھر بہار
آتی ہے تجھ مین اے گلستان غم نہ کھا + وہ چلی آتی ہے فوج عندلیبان غم نہ کھا + گو کہ شب
آخر ہوئی اے شمع تو زاری نکر + پھر وہی محفل وہی تیرا شبستان غم نہ کھا + وہ سنکر یہ کہتی کہ مین
چراغ سحری ہون یقین ہے کہ تا صبح جلکر بزم جہان سے سفری ہون **خسرو** بس از انکہ من نمانم
بچہ کار خواہی آمد + **مؤلف** ہماری جان کے جانے مین جب عرصہ رہا تھوڑا + تب اُسکے
دل مین آیا دھیان میرے پاس آنے کا + آج تک اُس غفلت شعار فراموش کار کی کچھ خبر
نہ آئی ہم نے غم جدائی مین جان گنوائی **مؤلف** تپ جدائی سے اس طرح اب نزار ہون مین
اجل کے مُنھ سے بھی غالب ہے شرمسار ہون مین + کیا ہے رنج جدائی نے ایسا کاہیدہ
نظر مین خلق کی رشک خط غبار ہون مین + جو تو وہ گل ہے کہ عالم کے دل مین ہے تری
جا + تو سب کی آنکھ مین کھٹکا کیا وہ خار ہون مین + قرار می برد از خلق آہ وزاری ما +
سُرور رنج مین کسکے یہ بیقرار ہون مین + یہ معمول تھا جب چار گھڑی دن رہتا سوار ہو کر اُن
درختون مین جہان جان عالم سے ملاقات ہوئی تھی جاتی اور جو جو شریک رنج وراحت تھین
اُن سے مخاطب ہو یہ کہتی **اہلی شیرازی** خوش آنکہ تو باز آئی و من پائے تو بوسم +
در سجدہ فتم خاک قدمہائے تو بوسم + ہر جا کہ تو در رفتنے جائے گرفتی + آنجا روم وگریہ کنان
پائے تو بوسم + روئے تو تصور کنم و لالہ وگل را + در حسرت رخسار دل آرای تو بوسم + ہر جا کہ
الیست چو مجنون سر و چشم بیش + در آرزو نرگس شہلائے تو بوسم + من اہلی درویش تو آن
شاہ بتانی + دستیکہ ببوسم بتمنای تو بوسم + اور کبھی صبح سے پھرتے پھرتے قریب شام با دل ناکام
اُٹھی جنگل مین پھر آتی یہ غزل زبان پر لاتی **جرأت** لشکل مہر ہی گردش ہے ہمکو سارے دن +
جو تم پھر آؤ تو پیارے پھرین ہمارے دن + نہین ہے تیرے مریضان ہجر کا چارہ + اب
اپنی زیست سمجھے بھرتے ہین یہ بچارے دن + بوصل کیونکہ مبدل ہون ہجر کے ایام + مگر خدا ہی
یہ بگڑے ہوئے سنوارے دن + رہے تھا جبکہ ہم آغوش مجھ سے وہ پیارا + عجب مزے کی
تھین راتین عجب تھے پیارے دن + کب اُس سے ہوگی ملاقات مین یہ پوچھون ہون

ذرا تو دیکھ نجومی مرے ستارے دن + لگا یار وگ جوانی مین کیون میان جرات + ابھی تو کھیل تماشے کے تھے تمھارے دن + رات کو بحال بیقرار وہ سوگوار ناچار گھبرآتی تمام شب کراہ کراہ سب کو جگاتی اور یہ سُناتی - **استاد** حرام نیند کی اقرار وصل جانان نے + الٰہی کوئی کسی کا امیدوار نہو + وہ رات جسے شب فرقت کہتے ہین جسمین سے پہاڑ ہو جاتی تو وہ غم کی ماری سخت گھبراتی یہ لب پہ لاتی **اُستاد** جیسا شب عشرت کو فلک تو نے گھٹایا + کی جلد نہ فرقت کی سحر ایسی + ہے ہے آج نہ صدائے مرغ سحر آئی نہ موذن نے ندائے اللہ اکبر سُنائی نہ خواب غفلت سے پاسبان کمبخت چونکا اور نیند کی جھونک مین گھڑیالی بھی گجر کا بجانا بھول گیا **جرأت** تھے شب وصل مین سب جان کے کھانیوالے + آج کیا مر گئے گھڑیال بجانے والے + شب کو نالہ تھا دن کو زاری تھی دن رات اُسپر سخت بھاری تھی لوگ کہتے تھے ملکہ اللہ کو یاد کرو کبھی تو دلکو شاد کرو شافی مطلق تمھارے مرض مفارقت کو بصحت وصل بدل کرے اب روز وصال عنایت ذوالجلال سے قریب ہی تو اُس وقت بحسرت یہ کہتی **مؤلف** شب وصال جو قسمت مین ہے تو ہووے گی + دعا کرو شب فرقت تو یہ سحر ہووے + **سہ** مریض ہجر کو صحت سے اب تو کام نہین + اگرچہ صبح کو یہ بچ گیا تو شام نہین + رکھو و یا نہ رکھو مرہم اسپہ ہم سمجھے + ہماری زخم جدائی کو التیام نہین + کیا جو وعدہ شب اُسنے دن پہاڑ ہوا + یہ دیکھیو مری شامت کہ ہوئی شام نہین + وہی اُٹھائے مجھے جسنے مجکو قتل کیا + کہ بہتر اِس سے مرے خون کا انتقام نہین + اُٹھایا داغ گل افسوس تمنے دل پہ **سرور** + مین تم سے کہتا تھا گلشن کو کچھ قیام نہین + **اُستاد** آخر شب وصال کی جانشین کی وہی + ہر دن تھا اے فلک مجھے جس رات کا خیال + معاملات عشق دیکھیے وہان شہزادے کو غم سے فراغ کیفیت باغ گلعذار بغل مین راحت و آرام یہان ملکۂ آتش فراق سے بادل پر داغ خار غم جگر مین گرفتار رنج و آلام لیکن درد دل بیقرار نالہ جگر افگار رائیگان نہین جاتا جب تڑپ بلبل کے دل مین زیادہ ہوتی ہی موسم گل آتا ہے اسی طرح سوز دل عاشق جو حد سے فزون ہو معشوق رحم کھاتا ہی بھولا ہوا یاد آئے وگرنہ ہجر مین پھڑک کر مر جائے مطلوب کو نعش پر لا کے اُسکی بھی جان گنواتا ہی حضرت عشق دشمن جان عاشق و معشوق ہین انکے حال کیا کہین چنانچہ یہ نقل ضرب المثل ہی اور حقیقت مین اصل ہی بغور سُنکر تامل کرو

نقل سوداگر کی بیٹی کی انگریز کا آنا فریفتہ ہو جانا آخر کو جان دینا دونون کا

کلکتے مین ایک سوداگر تھا عالیشان متاع ہر دیار تحفہ جوار جوار دُکان مین فراوان اُسکی بیٹی تھی حسین مہر طلعت ماہ جبین سیمین تن کافر فرنگ غارتگر لندن غرضکہ اور تو اسباب سب طرح کا دُکان مین تھا مگر گھر مین وہ زر در قم طرفہ توم تھی فرنگ سے ہند تک اُسکے حُسن کا چرچا تھا روم سے شام تک اور بمبئی سے صورت تک اُسکی صورت کی دھوم تھی اُستاد

ہے رخنہ ساز ایمان وہ زادۂ فرنگی + اسلام اب کہان ہے عاصی فرامشن ہے +

ہزارون انگریز بریز کرتے اُس پر شیفتہ و بیتاب تھے لاکھون مسلمان سرگردان خستہ و خراب تھے جب ہوا کھانے کو سوار ہو کر آتی تھی دور دیہ خلقت کی جان اُسکی ہواخواہی مین برباد جاتی تھی گبر و ترسا اُس کا کلمہ پڑھتے تھے یہود و نصاریٰ اُسکا دم بھرتے مسلمان دل و جان نذر کرتے تھے مؤلف اُس لعبت فرنگ کو دکھلا کے قاش دل + کہتا ہون چکھو یہ دل بریان کا توس ہے + اتفاق زمانہ کوئی انگریز لندن سے تازہ وارد ہوا جلیل القدر ذیشان خوبصورت نوجوان سوز عشق سودا خیز سر مین سوز دل مین مزاج بے شر بیقراری آب و گل مین میسر تھا طرحدار آپ بھی لیکن + رہ نہ سکتا تھا اچھی صورت بن + قضارا وہ آفت کا مارا کچھ اسباب لینے اُس کی کوٹھی مین آیا اور اُس غارتگر دین و ایمان ہر گبر و مسلمان سے دوچار ہوا عشق گلے کا ہار ہوا دیکھتے ہی متاع عقل اساس ہوش و حواس گرہ سے کھو بیٹھا دل سے ہاتھ دھو جان کو رو بیٹھا اسباب خریدنے گیا تھا سودا مول لیا اُسنے مشتری سمجھ میزان محبت مین تول لیا ہاتھ پانون نے ست دل نے ہمت ہار دی دن دھاڑے لٹ گیا عشق کا بیوپاری جب اور کچھ تدبیر بن نہ آئی خرید و فروخت کے حیلے مین آمد و رفت بڑھائی پھر تو یہ حال ہوا جراءت دن مین سو سو بار اب ہم اُنکے گھر جانے لگے + منہ چھپانے وہ لگے ہم اُنپہ مرجانے لگے + سلف سے عشق آجتک چھپا نہین مشہور رہے اِس مقدمے مین انسان مجبور ہے میر عشق بے پردہ جب فسانہ ہوا + مضطرب کد خدلے خانہ ہوا + جب یہ امر مفصل سوداگر کے گوش زد ہوا پاس نام و نشان خوف ذلت و رسوائی از حد ہوا پہلے دونون کو نصیحت کی پند کیا پھر سلسلہ آمد و رفت قطع دیکھا بھائی کا رخنہ بند کیا ادھر شعلۂ عشق نے

تصویر دختر سوداگر اور عاشق ہونا پسر انگریز کا اسیر مع اسباب دکان

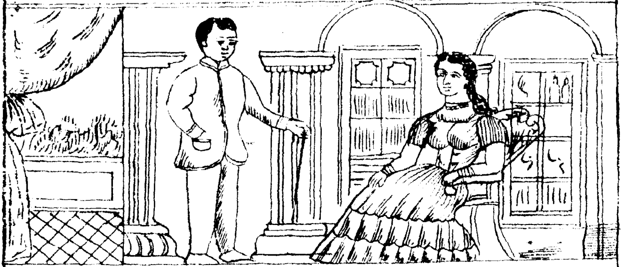

پھڑک کر صاحب کو سلامت نہ رکھا تاب و توان صبر و تحمل کو ہیزم خشک کیطرح جلا صبر کا قافلہ لوٹ لیا میر بستر خاک پر گرا یہ زار + درد کا گھر ہوا دل بیمار + خاطر افگار خار خار ہوئی جان تمنا کش نگار ہوئی + دل نہ سمجھا اور اضطراب کیا + شوق نے کام کو خراب کیا + رفتہ رفتہ سخن ہوئے نالے + لگے اڑنے جگر کے پرکالے + یہان تک تپ مہاجرت اور درد مفارقت سے حال درہم و برہم ہوا کہ صاحب بہادر شکست فاش اٹھا کے صاحب فراش ہوئے دل و جگر سینے مین پاش پاش ہوئے حس و حرکت کی طاقت نہ رہی لینے کے دینے پڑ گئے

استاد مرض یہ پھیل پڑا ہے تپ جدائی سے + کہ پیٹھ لگ گئی یارون کی چارپائی سے + جو جو اسکے دوست دلی محب قلبی تھے نصیحت و پند و قید بند کرنے لگے عورتون کی بیوفائی تونکی سنگدلی معشوقون کی کج ادائی بہت مشرح سمجھائی سودمند نہوئی خاطر مین نہ آئی ایک دوستدار اسکا غمخوار تھا کہنے لگا کیون جویاے مرگ ہوا ہے ظالم یہ کیا کرتا ہے اسکا انجام ذلت ہے حاصل اس کا خفت ہے یہ خیال محال اپنے دل سے نکال زورق زندگانی سفینۂ نوجوانی دانستہ ورطۂ ہلاکت مین نہ ڈال اپنے کس و کو پر نظر کر للہ دل خود رفتہ کو سنبھال تو نے پسر محسبٹن کی حکایت نہین سنی کہ اس پر کیا گذری آخر کار کیسی خفت ہوئی اس نے کہا کیونکر

حکایت پسر محسبٹن بیٹے کا پیدا ہونا سفر کی کیفیت جہاز کی

تباہی شہزادی کا ملنا بعفت رقت محبشن کا ساتھ جانا

وہ بولا اسی شہر مین ایک شخص تھا محبشن نام نہایت اہل دول مرفہ حال صاحب علم و فضل جامع ہر کمال طبیب اور ادیب بے بدل سخن سنج لطیفہ گو مجمل کمالات مین یگانہ روزگار تجارت مین نامور ہر دیار سو سو جہاز ایک بار تجارت کو جاتا تھا نصیب ایسا تھا مٹی کو چھوتا سونا ہاتھ آتا تھا کسیطرحکا خواہشمند بجز فرزند ارجمند نہ تھا شب و روز اسکا خیال تھا مدام فرحت مین یہ ملال تھا خوش قسمتون کی دعا جلد قبول ہوتی ہے تمناے دل حصول ہوتی ہے پچھتر برس کے سن مین اللہ نے بیٹا عنایت کیا حسب دلخواہ صورت مین غیرت ماہ بہت شادان سرگرم پرورش تھا جب بارہ برس کا ہوا بسبب طبع رسا و تعلیم استادان باذکا جمیع علوم اور فنون مین کامل ہوا درس دینے لگا مطب کرنے لگا چودھوین سال باپ سے سفر کی اجازت چاہی کہ تجارت مین کوئی دقیقہ باقی نہ رہجاے محبشن نے کہا اپنا بھی یہی قصد تھا مگر چندے توقف شرط ہے اُسنے عرض کی حضور مین عمر طبیعی کو پہونچے سن مین خردی کے سیاحت کے دن مین چاہتا ہون کہ آپکے بقید حیات سفر کو جاؤن جودت طبع دکھاؤن آخر محبشن نے دس بارہ جہاز پر متاع و مال پندرہ بیس رفیق قدیم دیانت دار امانت شعار ہمراہ کر رخصت کیا جہاز ایک سمت روانہ ہوئے دو مہینے کے بعد ہواے جور گردون سے جہاز تباہ ہو گئے محبشن کے بیٹے کا بھی جہاز ڈوبا یاران ہمراہی عالم بقا کو راہی ہوئے یہ ایک تختے پر ڈوبتا اچھلتا بہ ہلا حیات مستعار باقی تھی ساتوین دن تختہ کنارے پر لگا اسکو غش سے جو افاقہ ہوا تختے سے اترا اور گھانس کی رسی بنا وہ تختہ پتھر سے اٹکا دیا پھر آپ تبلاش آب و دانہ روانہ ہوا چند قدم بڑھا تھا کہ شہر نمودار ہوا آہستہ آہستہ بیٹھتا اٹھتا شہر مین داخل ہوا وہان عجب سانحہ طرفہ ماجرا نظر آیا ہو کان ہر ایک کھلی اشرفی روپیے کا ڈھیر اسباب ہر طرحکا موجود مگر آدمی کا پتا مفقود اس قرینے سے ثابت ہوا کہ عرصے سے یہ بازار جنس بشر سے خالی ہے شہر کا وارث ہے نہ والی ہے پھرتا پھرتا قلعے مین آیا دیکھا باغ سرسبز پر میوہ بیچ مین بنگلہ زرنگار کے نفیس پردے پڑے پردہ اوٹھا بنگلے مین آیا پلنگ جواہر نگار گسترہ اوسپر کوئی بشکل مردہ دوپٹہ تانے نہ کوئی پائینتی نہ سرہانے پڑا ہے اُسنے دوپٹہ سرکایا صورت نے چونک کر سر اوٹھایا اِسکی

صورت دیکھکر کہا اے عزیز اپنی جوانی پر رحم کر یہ مکان نہین سیل فنا ہے تو ناآشنا ہے اس سے
در گذر ورنہ آفت کا مبتلا ہوگا خدا جانے ایک دم مین کیا ہوگا اِسنے کہا ایسا ماجرا کیا ہے
بیان کوکر عورت نے کہا تو پہلے اپنے آنے کا حال سُنا کیونکہ آپھنسا اُسنے کہا سات دن سے
بھوکا پیاسا ہون جو کچھ کھاؤن تو داستان پریشان سناؤن عورت بولی مدت کے بعد کھانیکا
نام تیرے منھ سے سُنا ہے سو کھانا یہان کہان بجز غم کھانے اور پانی سوا اشک بہانے کے آنسو
پینے کا نام ہے اس سے نہین پیتی ہون اور کھانے کی قسم سے قسم تک نہین کھاتی متحیر ہون کیونکر جیتی ہون
مگر تنہائی مین جان حوف کھاکے روز دن بھرتی ہون ہر شب کہ شب اولین گور ہے جاگتی رہتی
ہون سخت جانی کی بدولت نہین مرتی ہون **جرائت** یہ غلط کہتے ہین بے آب و خورش جیتے ہین
سخت دل کھاتے ہین اور خون جگر پیتے ہین تو اس باغ مین جا جس میوے پر رغبت ہو
کھا محسن کے بیٹے نے جاکے میوہ کھایا نہر سے پانی پیا گونہ رنج فاقہ کشی سے افاقہ ہوا پھر عورت
کے پاس آکے حسب نسب اپنا اور باعث سفر اور جہاز کی تباہی مفصل سرگذشت سنائی پھر اسکا
ماجرا پوچھا وہ بولی اے شخص اس شہر بیچراغ کی مین شاہزادی ہون باپ میرا والی ملک تھا
مجھکو سوائے سیر دشتکار کسی امر سے سروکار نتھا ایک روز لب دریا مصروف تماشا بیٹھی تھی دفعۃً
ایک سانپ نمود ہوا اور میری طرف بڑھا مین نے تیر مارا معلوم نہین لگا یا خطا کر گیا پھر جو دیکھا
تو اژدھا مہیب بہ شکل عجیب جھپٹا آتا ہے مین تو گھوڑے پر چڑھ کر بھاگی جو جو ہمراہ رکاب تھے وہ
طعمۂ دہن مار خونخوار ہوئے کہان تک بیان کرون ساکنان شہر مع بادشاہ انسان سے تا حیوان
کوئی نہ بچا فقط مین سخت جان باقی ہون اور یہ صحبت ہے کہ قریب شام وہ مار خون آشام اگر اِس
بنگلے کے نیچے بیٹھتا ہے دو گھڑی کے بعد غائب ہو جاتا ہے مجبر جب بھوک پیاس کا غلبہ
ہوتا ہے اسی باغ سے میوہ کھا پانی پی لیتی ہون اس خرابی سے جیتی ہون کوئی غمخوار بجز
ذات پروردگار نتھا آج تجھے دیکھا خوف خدا آیا مطلع کر دیا پسر محسن نے کہا خاطر پریشان
جمع رکھو اگر فضل الٰہی شریک حال ہے تو اس آفت سے جلد نجات ہو جائیگی یہ کہکر جہان سانپ کے
بیٹھنے کا نشان تھا وہان گڑھا کھودا قلعے سے بارود لاکر اُسمین بچھائی اور دور تک نقب سی
بنائی پھر گھانس ہری اوسپر چھائی شہزادی نے کہا اب وہ آتا ہی ہوگا یہ سُنکر سر نقب جا

پوشیدہ ہو کر بیٹھ رہا کہ دفعتہً وہ افعی پر زہر خد کا تھر آیا اور اپنی جگہ پر اوس سبز قدم نے

تصویر مجستن کے بیٹے کی مع عورت و مکان و نقب و سانپ

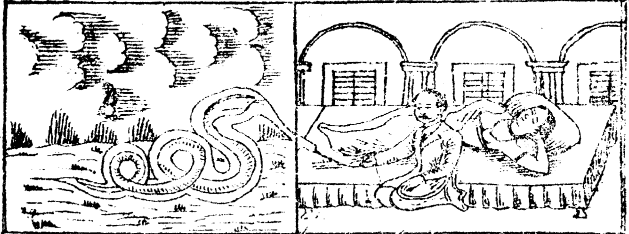

فرش زمردین پایا بہت خوش ہو کر بیٹھا یہ تو تاک مین تھے پھر سے آگ نکال اوس نقب مین ڈال دی فوراً ایک دھماکا پیدا ہوا اور ٹکڑا زمین کا مع سانپ آسمان پر پہونچا دونون نے شکر کا سجدہ بدرگاہ واقع البلیات کیا باہم بے اندیشہ و غم رہنے لگے سات برس تک دونون ساتھ رہے اِس عرصے مین دو لڑکے بھی پیدا ہوئے ایک دن رنج تنہائی کی شہزادی نے شکایت کی کہ اکیلے طبیعت نہین لگتی صائب بہار عمر ملاقات دوستدار انست ۔ چہ حظ برد خضر از عمر جاوداں تنہا ۔ کوئی ترکیب ایسی نکالو کہ پھر یہ شہر آباد ہو خاطر غمگین شاد ہو وہ بولا کہ اگر وطن جاؤن اور مجستن کو یہان لاؤن تو یہ بستی بسے عورت نے کہا اکیلی مین کیونکر بسر کرونگی مین بھی ساتھ چلونگی آخرش ایک ایک لڑکا دونون گود مین لیکے چل نکلے قضا را وہان پہونچے جہان تختہ بندھا تھا ذہن مین آیا اسی پر سوار ہو کھول دین تو جا نکلو گے یہ سوچکر دونون سوار ہوئے وہ تختہ کھول لنگر اٹھا شہزادی بہت مال و اسباب تو اسقدر ہو کہ بیان تمام رہے مگر ایک ناریل اکسیر سے بھرا ہے دولت لاتا ہے جو تو اجازت دے تو وہ بھی لے آؤن محض بھروسہ وضع طبع دیدہ ہوشمند مجستن کے بیٹے نے کہا جیسا وہ تختہ پہر کھلا کچھ بندھا یون ہی رہا شہزادی لڑکا لیے اوتری اسکے اوترتے ہی ایسی تند ہوا چلی کہ رسی نکان سے ٹوٹ گئی تختہ بہ چلا ہر چند بہتیرے ہاتھ پاؤن مارے وہ ساحل نہ لگا کنارے سے ہوا کنارے پر شہزادی بیحال دریا مین وہ اوٹ گیا یہ بیکل دل سے کہتا تھا دیکھیے ہمنی ناخدائی کشتی بادبان شکست

کیا ہے یہ جھونکا ہوا سے قوم عاد کا ہے اس سوچ مین تھا کہ ایک جہاز نمودار ہوا اہل جہاز نے
دیکھا تختے پر کوئی جوان گود مین لڑکا نادان لیے بہا جاتا ہے رحم کھا کشتی کو دوڑا جہاز پر لیا اتفاق
زمانہ مالک جہاز محبشن کا دوست و آشنا تھا اسکو پہچانا بہت تعظیم و تکریم سے پیش آیا برس روز
مین جہاز کلک مین داخل ہوا جہاز کا حاکم محبشن کی ملاقات کو آیا بچھڑے بیٹے کو باپ سے
ملایا یہان جبدن سے جہاز کی تباہی محبشن نے سُن پائی تھی غریق بحر غم تھا بارے بیٹے کو دیکھکر
سجدہ بدرگاہ باری کیا پوتا گلے مین ملا اور کلمات شکریہ اوس سے کرنے لگا اُس سے
کہا بندہ پرور خیر ہے دنیا اسی کا نام ہے جسکا کام جس سے نکلے وہ فخر و سعادت سمجھے بعد ختم
محبشن نے بیٹے سے روئداد سفر پوچھی اوسنے ابتدا سے انتہا تک سرگذشت سب بیان کی
یہ سُنکر سمجھا مشکل پیچ پڑا مگر سہل سا یہ جواب دیا الخیر فیما وقع خیریت اسمین تھی جو ہوا مصرعہ
ہر سر فرزند آدم ہر چہ آید بگذرد ✤ بیٹے نے کہا مناسب یہ ہے کہ اب جلد چلیے ایسا ملک مالا مال
یہ دولت لازوال ہاتھ سے نہ دیجیے محبشن نے کہا خیر ہے یہ بھی ایک فسانہ تھا جو مین نے سُنا
اور خواب تھا جو تو نے دیکھا واللہ اعلم ایام وصال و صحبت سیم تنان ✤ در عالم خواب احتلام شد
در رفت ✤ اوسنے کہا آپ سا عقلمند ایسا کلمہ فرمائے تو نہایت بعید ہے دنیا مین تین معرکے مین
زر زمین زن یہ سامان جمع ہین اگر آپ نہ جائینگے فدوی تنہا جاونگا محبشن نے کہا افسوس
ہم سمجھے وانا جانتے تھے الا ہماری نادانی تھی حمق کی مقتضی تمھارے نوجوانی تھی اسے بھائی
کسو کی نادان سے نادان عورت کی بات کا دھیان نہین کرتا یہ باتین جبتک تھین جو تم اور وہ
باہم تھے وہ مونس تھی تم ہمدم تھے اب خیریت ہے سعدی کا زن دوست بود ولے زنانہ
تا خبر تو نیا منت مہربانے ✤ چون در بر دیگرے نشیند ✤ خواہد کہ ترا دگر نہ بیند مصرعہ
اسپ و زن و شمشیر وفادار کہ دید ✤ ہر چند اُسنے مغز خالی کیا یہ مقدمہ او سپر جالی کیا وہ
نہ سمجھا مصحفی مصحفی سود نصیحت کا یہین عاشق کو ✤ مین نہ سمجھون تو بھلا کیا کوئی سمجھائے مجھے ✤
ناچار محبشن نے کہا تم جبتک ذلت نہ اوٹھاؤگے اور ہمین خراب نکرو گے اس حرکت بیجا سے باز
نہ آؤگے نہ چین لوگے اُسی دن سامان سفر درست کیا بہت سے جہاز مع اسباب اور چند مشیر خوش تدبیر
ہمراہ لے روانہ ہوا چند روز مین وہ جزیرہ ملا جہاز دن کو لنگر ہوا محبشن کا بیٹا اوترا گمر جستان

ویرانہ بوم و غول کا آشیانہ تھا وہان بستی دیکھی اور جس جگہ بہتر تھا وسے ہموار پایا بلندی نظر آئی
نہ پستی دیکھی آدمی ہر سمت سرگرم کار شہر پناہ تیار اسے متعجب ہوا سمجھا کہ مین بھول گیا کسی سے
پوچھا اس شہر کا نام کیا ہی والی ملک کونسا ہے وہ بولا مدت سے یہ ملک بسبب آفت آسمانی
ویران ہو گیا تھا رعایا برایا بلکہ بادشاہ بھی نہ بچا تھا فقط بادشاہ کی بیٹی باقی تھی اب برس دن
اوسنے شوہر کیا ہے شہر از سر نو آباد ہوا نیا طرز ایجاد ہوا یہان مفسد ہے نہ ڈنڈی ہے نام
اسکا شہزادی منڈی ہے محسن نے یہ ماجرا سنکر بیٹے سے کہا خوش تو بہت ہوئے ہو گے
یہ سے پھر چلو اوسنے کہا اتنی صعوبت سفر کی اوٹھائی اوسکی صورت بھی نظر نہ آئی مع
باتین کرلون تو پھر چلون محسن نے کہا یہ مصیبت کچھ نہ تھی جو بات کرنے مین ایذا اوسکی
وہ کب مانتا تھا اونھین لوگون سے پھر پوچھا شہزادی کبھی سوار بھی ہوتی ہے وہ بولے روز
چونکہ سواری کا وقت دریافت کر لڑکے کا ہاتھ پکڑ کے سر راہ کھڑا ہوا کہ شہزادی شبدیز کو
مہمیز کرتی آ پہونچی یہ پکارا ہمنے ایفای وعدہ کیا حاضر ہوئے اور لڑکا بھی فضل الٰہی سے
سلامت موجود ہے کیا ارشاد ہوتا ہے اوسنے بیگانہ وار جیسے کسی اجنبی کو کوئی دیکھتا ہے ملاحظہ
کیا مگر جواب کچھ نہ دیا چلی گئی یہ خفیف گھر پھر آیا محسن نے حال پوچھا بولا ملاقات ہوئی کل پھر جاؤنگا
اوسنے کہا صبح کا جانا روز الم شام غم دکھائیگا بعد [illegible] اوسنے دوسرے دن بیٹے کو سکھلایا کہ
جب سواری قریب آئے گھوڑے سے لپٹ جانا [illegible] پر [illegible] کا لو سفید ہو گیا
مہر مادری سے محبت پدری مین لطف زیادہ پایا [illegible] آرام [illegible] بھی
پیش کرتی ہو [illegible] جب سواری قریب [illegible] کا اصل [illegible] پکڑ لیا
شاہزادی باگ کو روک وہ خود تو [illegible]

بام کر لفرت تھی زمانے سے مجھے
آنکہ تھا یاد نہ تھی نہ بہانے سے مجھے

[illegible]

کبھی چوٹی کی خبر تھی تھا کنگھی کا خیال
مجھکو افسوس یہ آتا ہو کہ گذرا میں
کبھی لگاوٹ بھی مجھ کو یاد غلط سب

[illegible]

بھکو لگ لگ کے کبھی ہنسے نہ دیکھا سب
شکر صد شکر ہوئی جلد رہائی تجھ سے
نہ ملین پر جو کھیے ساری خدائی تجھ سے
اپنے ہم کیا آیا ہون لوٹ اٹھاؤنگا کبھی
برا ہوا کیا ہے ... مین اس ... ہوا
زیر بان یار ... گھر ... باد
سب شکے گئے سب یہ ... نہا

اتنو ٹھی مین کیا چھید غضب تونے کیا
اتنو نا حشر مکدر ہے صفائی تجھ سے
نجا ... سے ہم ہاتھ ترے دھو بیٹھے
ذلت ... نہ ... اٹھاؤنگا کبھی
... ل ... کا ... کا جانا ...
گو کہ عاشق تھا مگر تھا بڑا عزت دار
کر نہ معشوق کسی سے تو وفا ایسی کر

کھل گیا سب پہ ترا بھید غضب تونے کیا
وضع اپنی یہی کیا کیجیے برائی تجھ سے
خوش رہو تم کہ ہمین مکو ... دل رو بیٹھے
گر طرحدار بھی اس ... یاد رکھا بھی
ربط کیا خاک کرین ہم وہ زمانہ نہ رہا
دیکھ بد وضع کیا ... ایسا انکار
... کی بات کی عاشق تو بھلا ایسی کرے

یہ شکر و ... ہوئی ... لڑکا ... سے لپٹ گیا بیچارہ نادان ... آدون کا سود و زیان کچھ نہ سمجھا جو کچھ
باپ نے سکھلایا تھا کہنے لگا جب کہہ چکا شہزادی نے تیغہ تیور سے کھینچ لڑکے پر جھونک دیا

تصویر شہزادی ... اسکی ... مع پسر ... اور ... مارنا شہزادی کا لڑکے کو اور ... لانا

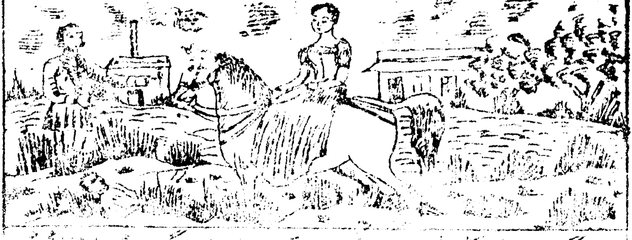

... گرا ... حالت ... نہ ... دیکھ ... مع ... ... جانا ... ... اپنی ... محسن
... ... اٹھائی بیٹے کی لاش ... باپ ... ...
... آیا ... ... دل میں انقلاب ... ... ہوا ... محسن ... تو ... حال
ایسا ہی ... ... شہزادی کی ...
پاس آ کی ... پکڑی ... ... شہزادی ... کہا ... ...
... ...
... لاا ... رہا ... ...

گذر وید م ٭ اس پیرانہ سالی مین تجھپر ہزار سانحے گذرے ہونگے کچھ الم و رنج کا مزا پایا فرحت و خوشی کا
نشا باقی ہے اے نادان دنیا مین کس بات کو یاد کیجیئے کسکا غم کس سے خاطر شاد کیجیئے اگر عقل رسا
یا کچھ فہم و ذکا ہو تو دنیا مین کافی ہے یہ بات گذشتہ را صلوات مصحفی اے مصحفی مین روؤن
کیا پچھلی صحبتون کو ٭ بن بن کے کھیل ایسے لاکھون بگڑ گئے ہین ٭ یہ کہکر گھوڑا چھیکا را کہ پھر
سلسلہ جنبانی اس امر بیمعنی کی موجب مضرت جان جانا مجتنبن نے بیٹے کو سلام کیا اور نہ کچھ
سلام کیا وہ بھی نطفہ ضعیف کا پیدا بوڑھے باپ کا بیٹا تھا محجوب وطن پھرا جیتے جی باپ سے آنکھ
چار نکی پھر اوس انگریز نے کہا مطلب اس حکایت سے یہ ہے کہ آدمی وہ بات نکرے جسکا حصول
ذلت و خفت ہو کہو اب کیا کہتے ہو یہ قصہ سنکر وہ فرہاد بیستون عشق بشیرین زبانی سے کہنے لگا
بقول استاد کب تلک جیونگا مین موت اکدن آتی ہے ٭ ہجر مین جو آجاوے عین مہربانی ہے
سب جلسہ سر ٹیک کر اوٹھ کھڑا ہوا کہا جب یہ جان گنوائیگا تب جھگڑا جائیگا آخرکار جب اوسکا
حال ردی ہوا دوستون کو چٹھیان لکھکر جمع کیا کہا کل اس مقام سے ہمارا کوچ ہے اگر ہماری وصیت
بجالاوگے دنیا مین نام حشر کو بخیر انجام ہوگا سب نے قبول کیا اونسے کہا بعد انتقال روح ہمارا جنازہ
تکلف کا بناکر بجرے کی چھت پر صندوق مین نعش دھر باجے بجاتے ہمارے معشوق کی کوٹھی جو
لب دریا ہے اوسکے نیچے سے لیجانا اور دلمین یہ تھا استاد ساتھ وہ میرے جنازہ کے لحد تک
آئے ٭ اے اجل تیرا قدم مجکو مبارک ہووے ٭ غرضکہ رات کو اوس مریض فرقت کا ہجر
مین وصال ہوا اس جہان سے انتقال ہوا گویا مرنے کو بھی لوگ کہتے ہین وصال ٭ یہ اگر
سچ ہے تو مر جاتے ہین ہم مؤلف مرکے حاصل کیا فرقت ہی مین لو نام وصال ٭ جان دیجئے ہے
نا یا ہے نالش ہجران کا ٭ صبح کو یہ خبر عام ہوئی کہ سوداگر بچے کے عاشق محروم ناکام کا کام تمام
ہوا مر گیا شدہ شدہ سوداگر اور اوس ماہ پیکر کو یہ حال معلوم ہوا گو جذب محبت سے حال تغیر ہوا مگر
ضبط سے کام لیا دل بیقرار کو تھام لیا انگریز جمع ہو لیے بعد پریشانی وصیت بجا لائے جنازہ درست
بجرے کی چھت پر دھر لباس شب سیاہ کیا بلند نالہ و آہ کیا سر ننگے نل مچاتے باجے بجاتے چلے
عجب سانحہ تھا ہزارہا زن و مرد کنارے کنارے گریان چلا آتا تھا جسنے صندوق کیطرف دیکھا فریاد
مچاتا تھا اوسی دن دریا دریا اشک ہر یک کی چشم سے رواں ہے مثل سیلاب بیقرارانہ رواں

اور جیسے احباب حباب کہتے ہین یہ زہر طاقلق سے ہر محیط کی چھاتی مین پھپھولا پڑتا ہے پھوٹتا ہے موجون سے تلاطم نہین چھوٹتا ہے ماہیان دریا کا خنجر الم سے خنجر بہ سینہ گلا زخمدار ہے سنان غم سینے کے پار ہے ساکنان دریا کو بسکہ شمشیر عشق کا خوف و خطر ہے اس ڈر سے سنگ پشت کی پیٹھ پہ سپر ہے خلاصہ یہ کہ کسی صورت سے جنازہ اوسکی کوٹھی تلے آیا او رصندوق سے اوس زندہ جاوید نے بہ آواز بلند سنایا استاد ہی ملک اخری پھیرا ہے نہو تجھ سے گراور + اوسکے کوچے مین جنازہ مرا سنگین تو ہو + اوسیوقت وہ مہ پارہ آتش دل او رتپش متصل سے مطلع ہو دیوانہ وار کوٹھے پر چڑھی او ربتیابانہ پوچھا کہ یہ لاش دل خراش کس جگر پاش پاش کی ہے کہا جیان بارگاہ عشق ہے سداے دور باش دور باش کی ہے وہ بولے یہ کشتہ تمہارا ہے رنج مفارقت نے تپ کر اسے بے اجل مارا ہے افسوس کہ اس بیکس نے جان دی اور تمکو مطلق خبر نہوئی اور کسی شخص نے عمدا اوسے سنا کر یہ شعر پڑھا جرأت مگر جانیکا قاتل نے نرالا ڈھب نکالا ہے + ہر اک سے پوچھتا ہے کسنے اسکو مار ڈالا ہے + یہ سنتے ہی نعرہ جانسوز آہ دلدوز سینہ بریاں سے کھینچکر کود پڑی عشق کا نشانہ

تصویر جنازہ مع صندوق زیر مکان معشوق لانا اور معشوق کا اوس پر گرنا

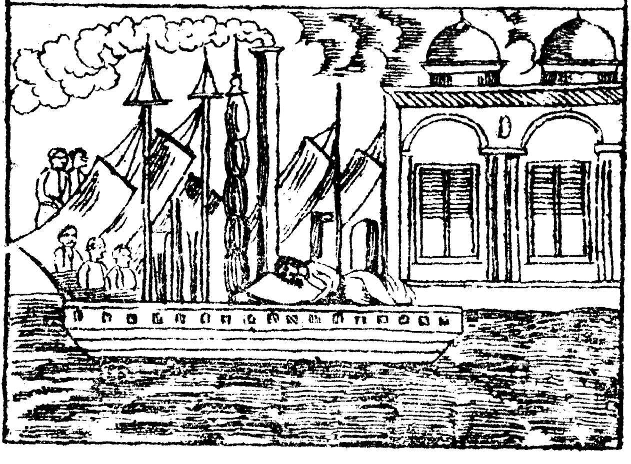

دیکھی صندوق نعش پر گر کر ٹکڑے ٹکڑے مثل جگر عاشق زار ہو خواب مرگ میں سو رہی [illegible] آتش عشق بجھا یا
نقش محبت نے بچھڑوں کو اس طرح ملایا دیکھنے والے تھرا گئے نظارون کو غش آ گئے شہر میں یہ
چرچا گھر گھر ہوا شہزادون پہ اخبار مشتہر ہوا اسکے ماں باپ نے بہتیری خاک سر پر اڑا دو نون کو
پیوند زمین کیا اس عشق فتنہ انگیز نے کیا کیا نہیں کیا [illegible] ہجر کے مارے [illegible]
آیا ہزار یا شخص دیکھنے کو سر مزار آیا مطابق قول شہر لیلی حیرت کا عشق [illegible]
تصویر [illegible] ہوں [illegible] اپنے عشق کا ہے + ہاں [illegible] [illegible]
[illegible] چند روز [illegible] ایسی تقریب [illegible] [illegible]
کون مردم دل یہاں سے گیا + کہ جب یاد اسکی آئی اس جہاں سے گیا + پھر یہاں سے [illegible]
خیال ملکہ زار [illegible] کار رہی تنگ ہوا تب دوری سے یہ [illegible]
اب سب اتارے پھرتے ہیں + یہ دن دکھائے تھے انتظار نے ہم کو + فراق نے ترسایا [illegible]
تڑپ تڑپ کے دل سے قرار نے ہم کو + جب اپنا آہ دم نزع کشتہ بیٹھ گیا + تم آئے [illegible]
ہم کو + صبح سے تا شام ٹکٹکی جانب در دست تاسف بر سر اور ہر دم یہ کلمہ زبان پر استادہ
رہتا ہے آنے کا اسکے دھیان لگا + صدا کے در پہ سے در پردہ اپنا کان لگا + [illegible]
آہ سب پہ گذرے + میں منہ پہ اسلئے رہتا ہوں پچھوان لگا + ہزار شور مچے [illegible]
یہ ثبات چمن ہے نہ آشیان لگا + آخر کثرت انتظار سے نظر کمی کرنے لگی اور جانفزا [illegible]
دل نے قرار سے برہمی کرنے لگی یہ نوبت ہوئی کہ گئے دن ٹکٹکی کے باندھنے کے اب آنکھیں
رہتی ہیں دو دو پہر بند + اس وقت کشش محبت ملکہ مہر نگار نے جانفشانی کے دل کو ستایا یہ
خیال آیا کہ خدا جانے صدمۂ فرقت سے اسکا کیا حال ہوگا دل نے کہا جینا وبال ہوگا گھبرا کر
دست یاس ہوا عیش و نشاط بھولا یہ تازہ گل پھولا انجمن آرا سے کہا زیادہ طاقت مفارقت
احباب و وطن مجھ خستہ تن کو نہین آج بادشاہ سے رخصت خواہ ہونگا وہ بہر حال اطاعت اور
رضا اسکی جمیع امور پر مقدم جانتی تھی کہا مجھے بھی تمنائے سیر کوہ و بیابان بے پایان ہے
شہزادہ موافق معمول دربار میں حاضر ہوا اور سلسلۂ سخن بطلب رخصت وطن کھولا بادشاہ
محزون و غمناک ہو فرمانے لگا یہ کیا کہا جو کلیجہ منہ کو آنے لگا جان من تاب جدائی نہین

رخصت بادیہ پیمائی نہین اگر خواہش سیر ہے تو فضا اس نواح کی جابجا مشہور ہے خزانہ موجود فوج فراوان حاضر اگر منظور ہے جانعالم نے دست بستہ عرض کی اے شہریار باوقار تین برس دن مین حضور کو ہم تمکین سے یہ محبت ہوئی کہ مال ملک سلطنت بلکہ جان تک دریغ نہین لیکن وہ بدحال مادر و پدر سوختہ جگر جنھون نے لاکھ منتون کرور مرادون سے دن کو دن نہ رات کو رات جانکر سولہ سترہ برس خاک چھانکر مجکو پالا دولہ طبیعت نے گھر سے نکالا اب مدت مدید عرصہ بعید گذرا انھین میرے جینے مرنیکا حال معلوم نہین انکے صدمے کو غور کیجیے رخصت بہر طور کیجیے آدمیت سے بعید ہے آپ عیش و نشاط کرے ماں باپ کو رنج و تعب مین چھوڑے امیدوار ہون اس امر مین حضور کد نکرین بکشادہ پیشانی اجازت وطن دین اگر حیات مستعار زیست ناپایدار باقی ہے پھر شرف آستان بوسی حاصل کرونگا نہین تو اس فکر مین گھٹ گھٹ کر مرونگا دین برباد ہوگا اور دنیا مین عزت و آبرو نرہیگی خدا ناخوش ہوگا خلقت تن پرور رحمت طلب کہیگی بادشاہ سمجھا یہ اب نہ رکیگا آنسو آنکھون مین بھر کر کہا خیر بابا مرضی خدا جو تیری رضا مگر تیاری سامان سفر کو چالیس دن کی مہلت چاہیے جانعالم نے یہ بات قبول کی یہ تو رخصت ہو کر گھر آیا خبردارون نے اس حال کا خاص و عام مین چرچا مچایا خلاصہ یہ کہ شدہ شدہ غلغلا گھر گھر ہوا خورد و کلان بوڑھا اور جوان شہر کا اس خبر سے باخبر ہوا

عزم جانعالم زرنگار سے سوے وطن تیاری سامان رخصت انجمن آرا کی عزیز و اقربا سے فرقت اور پہونچنا ملکہ پاس پھر نکاح کرنا

مولف چل اے توسن خامہ چالاک دست + کہ اب بیٹھے بٹھائے بہت جی ہے سست + یہ جگہ جی لگا رہنے کی دنیا نہین + یہان خاک بیٹھے کوئی دل حزین + سفر ہر نفس سکو ۔ ہتا ہے یان + سرا سے فنا ہی عجب ہے مکان + نہ بیٹھا کبھی جسکے اک جا سرور + قریبون سے اپنے رہا دور دور + طے کنندگان مسالک معانی و سیاحان اقلیم خوش بیانی بادیہ پیمایان بے توشہ بار محنت بر سر راہ نوردان ہوش باختہ سے راہبر یاد دلدار و دل و دین و دنیا فراموش الم ہمراہ ہر گام نالہ و آہ تصور یار ہم آغوش لکھتے ہین کہ اس عازم سمت معشوق عاشق خصال کو چلے وہین گذرا سامان سفر تیار ہوا اب صبح کو اس چلہ نشین حجرۂ محبت کی رخصت ٹھہری سر شام بادل ناکام بادشاہ دامن سحر کی صورت

گریبان چاک کر کے ارکان سلطنت دو کوس شہر سے باہر سر راہ دامن کوہ پر جا بیٹھا وزیر خوش تدبیر
سے فرمایا تم شہزادے کو رخصت کرو ہم یہان سے دس کوس سواری سامان سفر دیکھ لین گے
خبر اہل شہر کو معلوم ہوئی تمام خلقت پانچ برس کا لڑکا بچا نوے برس کا بوڑھا رنڈی مرد [illegible]
پر [illegible] جمع ہوا جس وقت بادشاہ عالم نے سواری طلب کی ہرکارون نے عرض کی بادشاہ راہ
کی طرف متوجہ ہوا دشت منور ہوا [illegible] آئین [illegible] تو بچا نہ گذرا پھر بارہ ہزار ہاتھی سواری
کا ہودج عماری کا ہزار بارہ سو جنگی بارہ مست چار دن پھنیان شکستین بان پیچ سونڈون مین
چرخ [illegible] سونے کے طلائی نقرئی زنجیرین جھنکتین جھولین زربفت کی ننھے ننھے دستے کلابتون
کے سیکلین جڑاؤ معرق بنگالہ مین پڑین دور رہے اس انداز کی کہ اگر اصحاب فیل انھین دیکھتے
خوف کھاتے [illegible] زربفت کی قبا یا کمخواب کی پہنے چوڑیدار پگڑیان
باندھے [illegible] باکنا [illegible] مین گیا کہ جواہر نگار مستون کے ساتھ دو بوڑی
[illegible] دو برچھی والے دیکھے بھالے آگے پیچھے تریل قریب ساٹھ مار
برابر دو سوار [illegible] سوارون کے پرے ہاتھیون سے پرے پرے سر سے تا پا لوہے
کے دریا مین ڈوبے [illegible] برس کا ہر ایک شخص کا سن شباب کی راتین جوانی کے
دن خود و بکتر زرہ پہنے باہمین [illegible] چار آئینہ فولادی بین ہر دم روے مرگ معائنہ کرتے
ہاتھون مین داستانے خانہ جنگون کے باندھے دو تلوارین ایک قاش زین مین دوسری ڈاب
مین تیغچے کی جوڑیان قربوس مین سرور بہادری سے سر در مین کمر مین قرولی یا کٹار آبدار سپر پشت
پر چھپا ہاتھون مین [illegible] ہر بات مین مثل نہنگان بحر ہیجا دشیران کنام وغا موچھو ناؤ تاؤ دیتے
ہر بار نوک کی اپنے گھوڑے سے وہ غنچہ [illegible] سبز فام جس کا قدم دیکھ کے آج تک چال بھول
[illegible] دیکھنے والے [illegible] روان گیا پھلا پھولا ہے [illegible] صفین باندھے ہوئے بیچ مین نقارخانے
روشن گھوڑے کراسے جوبن دکھاتے چلے گئے پھر ہزار بارہ سو سانڈنی سوار [illegible] رفتار زرہ
زر دوزی [illegible] سرخ پگڑیان سر پہ آبی بانات کے پاجامے پاؤن مین ہتھیار لگائے [illegible]
ستارون کی چھاؤن مین سانڈنیون مین دو دو سو کوس کا دم [illegible] فلک اب تک جھلاتا
ہے جب ان کا دھیان آتا ہے قدم قدم پہ جب بڑھے تو سواری کے خاص خاصے نظر آئے

عربی ترکی تازی عراقی یمنی اور کاٹھیاواڑ کا دکھنی وہ وہ گھوڑا جو ابلق لیل و نہار کی نظر
نہیں گذرا اڑانہ موتڑانہ رس کا خلل زنگ اجاڑ نہ کھونٹا اکھاڑ سا ہن نہ ناگن عقرب نہ
اڑیل شکل رنجیں منہ زور نہیں کم خور نہ میٹھا نہ کھوٹا بال بھوری سے صاف حشری گری
کہنہ لنگ نہیں سیتے دانتگ نہیں چار ہم تن او صاف کسی پر پٹھا اوزین بند ھا کسی پر چار جامہ
ڈالا کوکبا کسی کی فتراک دنی الٹی گندہ پیشانی ریراق جواہر نگار پوزی دمچی طرہ دار رسالی
کلغی لگی پاکھر پر تکلف پٹھوں پر پڑی وہ نگا ما کام شہ کام مرغولہ بیدار ڈونگی کا نعل ایل کرتا
جلوہ دار خورسند مشغول ملس راتی بینچ ہر کاب بتاتی یا جا مشغول سرگرم جانفشانی میں پائندہ و بیرق
... نکلے اُن کے نوبت نشان ماہی مراتب علم اژدہا پیکر جلو میں نصرت و ظفر جیب
جلوس باز دو قریبا نوبت کی ندا بھانگھ کی جھنکار شور و غل شہنائی دھیرے دن
... ترتیب اور چوبداروں کی آواز پر سوز عجب کیفیت کا عالم تھا
شہری اہلیان سے گوش کرو بیان کر ہو جاتا تھا ایک طرف شہر کے لڑکوں کا غل
غل مچاتا چلا آتا تھا میر سو نکے تو مہر و مہ لیکر جھاسے نور ہاتھوں میں یہی کہتے تھے کہ دو بیر
ادب سے اور نقاوت ہے پھر شکار کا سامان میر شکار لائے باز اجیں چنگل تیز بال بحری باشہ
شاہین شقاب قاب سیر چہان کے بلیں اُنکے قریب تازی ولایتی کتے بودار گلڈانک تازی جانبازی
کرنوالے چیتے جو شکار پر لپکتے بلکہ لوچیتے سیاہ گوش دراغوش چنچولے خانہ زاد گھر کے پالے لیکے
ہزارہا سقہ خواجہ خضر کا دم بھرتا چھڑکاؤ کرتا کمر میں کمارے کی لنگیاں شانوں پر بادلے کی جھنڈیاں
مشکوں میں بید مشک بھرا ہوا سے میں ہزاروں کا فوارہ چڑھا متعدد غلام بادلہ پوش حلقہ بگوش
ہاتھوں میں ہیرے کے کڑے بڑے مشعل انگیٹھیاں سونے چاندی کی لیے عنبر و عود جھونکتے تھے پھر تو
کوسوں تک مشکل رشک تاتار شمال طبلۂ عطار ہو گیا اُنکے متصل دو ہزار لالٹین والے کمر بستہ
کی صاف صاف شفاف لالٹینیں لیے شمع مومی و کافوری روشن وہ سب غنچہ دہن سے انجمن بڑھتے
پھر صادرے اہتمام نقیبان خوش گلو کا شور بلند ہوتی اور صبح صادق نے جلوہ دکھایا ہاتھ کو ہاتھ
نظر آیا شاہ خاور بھی دریچۂ مشرق سے سر نکال کر مشغول نظارہ ہوا حسرت میں وطن آوارہ ہوا
دم سحر نسیم و صبا کی فرفر شمع کا جھلملا جھلملا اداس جلنا سواری کا آہستہ آہستہ چلنا پہاڑی جانوروں کی

ذکر حق مین وحش و طیر سرسبز درخت لہلہے پھول رنگ برنگ کے ڈنڈ ہے ہوئے ستون کی آب پاشی صدائے
نالۂ مرغان خوش الحان سے دلخراشی خسرو انجم کا شمع ثابت و سیارہ چھپتے جانا سورج کی کرن کا جگمگانا
پھولون کی بو باس چشمہ سرد و شیرین اُس پاس خلق کا مجمع دامن کوہ پر سب کی نگاہ کبھی اُس
کیفیت پر نگاہ اُس انبوہ پر اِدھر مسافر نوحہ کی کثرت اُدھر بادشاہ پر ارمان خلق خدا باحسرت چشم انتظار
اُمیدوار آمد پیادہ و سوار و تماشائے عجیب روز کا ہنگامہ یکایک غول خاص برداروں کا آیا انتخاب
کی میرزائی انگرکھے گجراتی مشروع کے گھٹنے دلی کی ناگوری پاؤن مین سر پر گلنار چھینٹ طرحدار خاصے کے
غلاف باناتی سقرلاتی باغ و بہار گردپوش مخمل کے سینگرے ساز مُطلّا جھلا جھل ہے قتل چقماق توڑے دار
قرابین شیر بچے جس سے شیر زندہ نہ بچے جواہر نگار اور برچھی بردار باندار گتے والے بیک پیش قرار رہا ہے دار رکھ
دمرکب جھکو نکا عالم گرد اگرد بیچ مین شہزادہ جان عالم سپ بادرفتار پر سوار برابر انجمن آرا کا سکھپال پری
تمثال ہزار پانسو کہاریان پیاری پیاریان کمر مین جھم گدرایا شباب چھپایا زربفت و اطلس کے لہنگے
مصالحہ ٹکا مخمل کے دوپٹے باریک بنت گوکھرو کی کرتی انگیا کاشانی مخملی کرتیاں کمر میں … کچھ
سکھپال اُٹھائے باقی پرا باندھے اِدھر اُدھر … کرشمے لاٹھم ہاتھوں مین … پاؤن مین …
کے تین تین چھڑے کانون مین سادی سادی بالیان نشۂ حسن مین متوالیان کسیکا کان جو آلا
تھا تو حسن کی دکان مین ناردوا کا رنگ دوبالا تھا انداز و ناز نرالا تھا وہ آہستہ تیوری چڑھا کے
پاؤن رکھنا کبھی سسکی جھجکی بڑی سیر تھی کیسی سو سواری کا دوڑنے والا خواجہ سرا عجیب طرح کا
نسکٹا قلماقنین ترکنین سرگرم اہتمام خواجہ سرایان ذی لیاقت جلو گھوڑون پر سوار بستہ و بستہ
مین مشغول جب دمین پر پڑی کوس کا پہیہ ساتھ زمین کی پیمائش سواری کی آرایش پراتوک بہر جیسے
گرد فرہنگ دھوم دھام بادشاہ کے پاس آپہونچے جان عالم نے دیکھا قبلۂ سبحانی کے چشمہ چشم سے
ہوئے خون جاری ہچکی لگی ہے بیقراری طاری ہے گھوڑے سے کود کر آداب بجالایا بادشاہ نے
بہ تبسم فرمایا اسوقت ہمارے پاس نہ آؤ خدا کو سونپا چلے جاؤ شہزادہ مجبور ہوکے سوار ہوا جسدم جان عالم
نے گھوڑا بڑھایا تمام خلقت کا جی بھر آیا علی الخصوص بادشاہ کی بیقراری جان عالم اور انجمن آرا
کی گریہ و زاری دیکھکر تماشائی تمام واویلا مچا کہنے لگے آج رونق شہر کی رخصت ہے زینت
سلطنت کی فرقت ہے ایسے مہر و ماہ کے جانے سے شہر مین غدر پڑیگا اندھیر ہوجائیگا الٰہی الم جدائی سے نج

تصویر جان عالم مع سامان سفر و ملکہ مہر نگار انجمن آرا و وزیر زادہ [illegible] لوگ [illegible] اور سواری کی روانگی

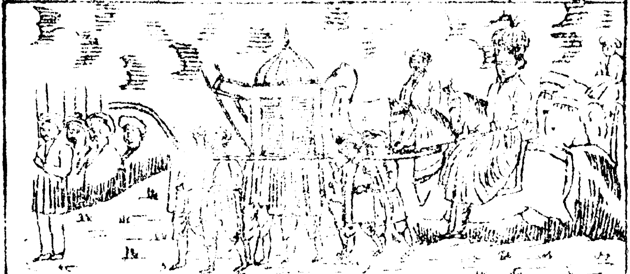

دست [illegible] ہزاروں [illegible] ہمراہ ہو کے
غریب الوطنی اختیار کی وہاں [illegible] بعد [illegible]
زادہ نکلا اور افسوس جلیسوں کی [illegible] دو منزل سوسوار
ملاقاتوں محلداروں کا ہجوم [illegible] پہنچانے کو
بیل جو ڈرفلک نے دیکھے تھے اتنا [illegible] بار [illegible] ا عدان [illegible] قطار
قطار گذر گئے اور چھکڑے اونٹ ہاتھی [illegible] اور باب [illegible] سامنے
چکڑے نظر آئے غرضکہ تماشا بہم لگا بازاری سرکاری [illegible] لوگ چلے [illegible] اور [illegible]
کی دم رخصت اتنی آئین کہ تمام راہ سیہ مسافروں [illegible] حال [illegible]
کلیجے تھے اور اہل لشکر کو بانٹ دیے کھجوریں [illegible] راہ [illegible] رو [illegible]
کم تھے اُسیدن سے جنگل ہو گئے اُس وقت بادشاہ [illegible] حال [illegible] دولت سرمین آیا
وہ بسا بسایا شہر اُجڑا ویران نظر آیا بازار مین [illegible] باغ گل [illegible] اہل [illegible]
دیکھا لوگ تھے ماندے پھر کر [illegible] بازار مین [illegible] مفارقت [illegible]
بند جو جان پڑا تھا شہزادے کی رخصت کا ذکر کرتا تھا دو شخص [illegible] باہم تھے بادل پر غم تھے کوئی
سوتا تھا کوئی چپکا چپکا روتا تھا بستی سنسان بازار مین [illegible] بادشاہ کو
دونا قلق ہوا رنگ فق ہوا محلسرا مین آیا وہاں بھی [illegible] جیسے [illegible] پایا لوگوں کے عزیز جدا ہو گئے

سب اُس یوسف رفتہ کے زندان فراق میں اسیر مبتلا ہوگئے علی الخصوص انجمن آرا کی مان جسکی نظر سے وہ چاند سورج چھپ گئے زمانہ آنکھ میں تیرہ و تار دل غم سے خار خار حیرت میں نقش دیوار ہو رہی تھی آنکھوں پر زرد رہتا رو رہی تھی بادشاہ نے سمجھایا ہاتھ منھ دھلوایا کچھ کھلایا یہ تو سب بنالہ بلب آمدہ دل بجا تھا عالم اور انجمن آرا و بمنزل پانچ پانچ کوس کا کوچ دو چار دن کے بعد ایک دو مقام برحمت و آرام کرتے چلے فوج ظفر موج ساتھ آرد وسے معلے کا عجب عالم تھا ایک عالم روز ہمراہ ہمالی نعمت تیار شاہ و گدا و صراف بزاز جوہری روپیہ پیسا اشرفی ڈھاکے کا ریزہ بنارس کا فلکپدن گجرات کا کمخواب الماس زمرد یاقوت احمر جو چاہو سو لو ایک طرف قصاب اور نان بائی کبابی پکا ہی لیے ہوئے میوہ فروش خانہ بدوش حلوائی ہر طرح کی مٹھائی بنا بازار باغ و بہار ہمہ انجم آہر فتنج کا جھنڈا گڑا جونہی کا بازار پڑا جلوہ جانے کے رو برو نصف شب گذرنے تک دکانین کھلین رکاسی یا جلتا ہو لا پھر اسکی روشنی میں آملتا کوتوال سرگرم پاسبانی بازاریون کی نگہبانی نرسنگا رونا مین پھکتا غرضکہ سب خرم وشادمان روان تھے مگر جان عالم جذب محبت ملکہ سے کبھی یہ کہتا **شعر** بساماں سفر با خود دل رنجیدہ دارم

بکف چیزیکہ دارم دامن رچیدہ دارم

ورود لشکر فیروزی اثر دیار ملکہ مہر نگار مین پھر مردی ملاقات اور انجمن آرا اور ملکہ مہر نگار کی دو بدو گفتگو پھر جانعالم کا نکاح

مشاطۂ خامہ نے عروس سخن کو بصد زیب و زینت حجلۂ بیان مین یون جلوہ آرا کیا ہے کہ جس روز وہ لشکر فیروزی اثر ملکہ مہر نگار کے باغ سے قریب ہوا خبرداروں نے یہ مژدۂ جان بخش فوراً ملکہ کو پہونچایا کہ مبارک ہو شہزادہ تشریف لایا بسکہ غم مفارقت سے تاب و طاقت طاق تھی سنتے ہی غش آیا پھر سنبھل کر فرمایا بخت خفتہ کب بیدار ہوتا ہے ایسا پاؤن پھیلائے سوتا ہے او جو میرا دل بہلانے کو کہتے ہو تو سن لو مؤلف تفریح کا گفتگو کی ترغیب ہے لاحاصل + بہلانیکی باتین ہین ہم دل بھی بہلتے ہین + چندے جو یہی لیل و نہار رہے تو قصہ فیصل ہے تدبیر خلاف تقدیر سر اسر کیا ہے مؤلف گر اُسکے ہجر مین یونہیں اندوہگین رہے + تو ہوئیگا وصال ولا یہ یقین رہے + ہے احتیاط شرط کہ اس چشم تر پہ آہ + دامن لگے رہے نہ ہے آستین رہے + مدفن کا اپنے ہمکو تردد ہو کسلیے + ملا چہ کی تیرے یار سلامت زمین رہے تو گلشن وصال کی کر سیر عندلیب + ہم خرمن فراق کے کس خوشہ چین رہے

جو چوکہ [illegible] گئے کہ [illegible] نہیں تھے [illegible] کہانی سنی
لیا [illegible] جیال اسکا سلسلہ شروع
[illegible] دل آرام [illegible]
[illegible] گئے [illegible]
[illegible] پایان سپاہ قزاقان [illegible]
[illegible] شہزادہ [illegible] سوار [illegible]
[illegible] آکر [illegible]
[illegible] روز تماشا [illegible] آیا
[illegible] چہرہ [illegible]
[illegible] شہزادہ خوشی سے آکر سیدھا ملکہ کے باپ پاس گیا
[illegible] سے لگایا کہا [illegible] عافیت [illegible]
[illegible] کی پیرمرد نے فرمایا شہزادہ [illegible] حال پر کرم کیا
[illegible] کی صفت [illegible] جہانی کی زبانی [illegible] کرتی تھی
[illegible] حاصل ہوئی دو گھڑی بیٹھی پھر التماس کیا اگر اجازت
[illegible] ملکہ کی ملاقات سے [illegible] فرمایا [illegible] تکلف خانہ
[illegible] ملکہ کے مکان کا رستہ لیا [illegible] ملکہ کو ہوچکی تھی

[illegible] اور ملکہ مہرنگار [illegible] باہم گلے ملتے ہیں

ہمراہ [illegible] کا درست ہوا تھا جب سواری اُتری لب فرش لینے آئی فراشی سلام کیا شہزادے انجمن آرا کے لگا یا ملکہ آبدیدہ ہو کر بولی تم نے مجھے محجوب کیا میں فقیر کی بیٹی تم شہزادی ہر چند شاہ و گدا دونوں بندۂ خدا ہیں الا تمہارے قدم آنکھوں پر رکھوں تو بجا ہے آپکے آنے سے مجھے فخر و افتخار حاصل ہوا ہے انجمن آرا بولی تم نے خوب کیا رنڈی یہ چوچلے کی باتیں بیگانہ وار کرتی تو کیا ہوتا اپنے صاحب ہمارے تمہارے تو رشتۂ ہمسری برابری ہے او حساب کی راہ سے پہلے تو سلامتی سے تمہیں ہو سرکاری اُلغرض ہمیں بلا ہے پہلے فرا آپ نے چکھا ہے جوبن لوٹا ہے غرضکہ دو دو نوکیں ہو گئیں اختلاط صرف حکایات دمزد کنایہ شب بھر رہے جس وقت عروس شب نے مقنعۂ مغرب میں منھ چھپایا اور نوشاہ روز مشرق سے نکل آیا انجمن آرا جان عالم کے پاس آئی دیر تک اخلاق و محبت ملکہ کا مذکور کیا کہ ایسی صفت کی عورت آجتک نہ دیکھی تھی دوسرے دن جان عالم نے ملکہ کے باپ سے عرض کی کہ الکریم اذا وعدہ وفا اُس سالک راہ حق نے ارشاد کیا ہم اس لایق کہاں ہیں لیکن مصرعہ شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را تم قول کے پورے ہو اقرار کے سچے ہو بسم اللہ اپنے زمرۂ کنیز و نیں سرفراز کرو شادی کا نام لینا منہ چڑانا ہے بندہ وہم ہیں عہ ہمارا زمانہ ہے آخر ش بطور شرع شریف ملکہ کا نکاح جان عالم کیساتھ ہوا اب یہ معمول ہوا ایک شب انجمن آرا کی دوسری رات ملکہ کی ملاقات ٹھہری اور اُن دونوں میں وہ راہ و رسم محبت و اُلفت کی بڑھی کہ شہزادے کی عاشقی نظر سے گر گئی نظری ہوئی او سچ ہے جو طرفین سے نجیب الطرفین ہوتے ہیں اُنہیں رشک و حسد بغض و ملال دخل نہیں پاتا گئی جلی ذات بغض عداوت کج بحثی دانتا کلکل روز کی تو تو میں میں چھوٹی اُمت پر ختم ہے لاکھ طرح اُنہیں سمجھاؤ نشیب و فراز دکھاؤ لیکن اِن لوگوں سے جو نتک جھانسا نہیں رہا جاتا دو دن ایک طرح پر صحبت برابر نہیں آتی ہے زندگی انسان کی تلخ ہو جاتی ہے لاکھ طرح کا غم ہوتا ہے ناک میں دم ہوتا ہے مؤلف عشق میں طرفین سے

اُلفت برابر چاہیے ✤ جو بدل بندہ ہو اُسکو بندہ پرور چاہیے ✤

داستان حیرت بیان رخصت جان عالم پیر مرد کا عمل بتانا چلتے وقت وزیر زادے کا بچھلا انجمن آرا کے میلانے شہزادے کو بند رہنا تا اُس بیچارے کا ہزار دن مصیبت تھا تا مع آخر رخصت پانا مصیبت نگار و مصائب رقم ✤ جگر چاک و مغموم میرا قلم ✤ زمانے کے مدد لکھتا ہے ہمان ✤ عجائب غرائب داستان ✤ مری بامعدا مدہ کرنا یقین ✤ کسی کا کوئی دوست مطلق نہیں ✤ جو یہ دوست ہیں ایسے

دشمن کہین + نہین ہین نہین ہین نہین ہین نہین + کیا امتحان مین نے اُنکی
کی کچھ دوستی بے ضرور + قصہ کوتاہ چندے شاہزادہ والا جاہ وہان رہا ایک روز یہ سب صحبت و
باہم بیٹھے تھے جانعالم نے کہا ہمین وطن چھوٹے عزیزون سے جدا ہوئے عرصہ ہوا ہنوز دلی دور ہے اب چلنا ضرور ہے
وہ دونون نیک خو رہنے جو بولین بہت خوب اُسی روز حرف رخصت ملکہ کے باپ سے درمیان آیا اُسنے
بھی روکنا مناسب نجانا سفر کی تیاری ہوئی دم رخصت اسقدر مال و اسباب نقد و جنس کی قسم سے
شہزادے کو ملا کہ انجمن آرا کا جہیز بھول گیا اور وقت وداع پیر مرد نے بادل پردرد جانعالم سے کہا فقیر کے
پاس کچھ نتھا جو پیشکش کرتا مگر ایک نکتہ بتاتا ہون جب امتحان ہوگا خدانخواستہ تو دلسے نیا وہ کام آئیگی
اگر احتیاط کرو گے پھر چند فقرے تنہا لیجا کر بتاکید سے کہا اگر یہ بھید حقیقی بھائی سے اظہار کرو گے
یاد رکھو حضرت یوسف سے زیادہ صدمے سہوگے زمانہ کے اخوان الشیاطین پر از کید آمادۂ کین ہین
اسی سبب سے دنیا مین راز کہنا برا ہے چپ رہنا بھلا ہے یہ نکتہ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے سبکو یاد
ہے دنیا مین برادر حقیقی دشمن مادرزاد ہے فرد بھاگ ان بردہ فروشون سے کہان کے بھائی + یہ سچ ہی
ڈالین جو یوسف سا برادر ہووے + پھر انجمن آرا پاس آیا فرمایا شہزادی فقیرزادی کنیز کو عزیز جان کر
نظر الطاف و کرم ہر دم رکھنا یہ بھی خدمتگذاری مین قصور نکریگی اسے تمکو سونپا تمھین حافظ حقیقی کے سپرد
کیا لو خدا حافظ سواری دیر سے طیار تھی لوگون پر ثابت تھا کہ کوئی امر پوشیدہ درویش باوقار شہزادے
پر بہ تکرار اظہار کرتا ہے اتفاق زمانہ اُسی روز وہ وزیرزادہ جو وطن سے ساتھ نکل ہرن کے پیچھے
گھوڑا پھینک دشت ادبار مین شہزادے سے جدا ہوا تھا سرگشتہ و پریشان پھرتا پھرتا پیادہ پا ادھر
آنکلا اُسنے جو یہ لشکر جرار و قافلہ تیار دیکھا پوچھا کسکی سواری ہے کہان کی تیاری ہے لوگون نے
تمام جانعالم کا قصہ سُنایا یہ خوش ہوا جیمین جی آیا پوچھا شہزادہ کہان ہے وہ بولے پیر مرد جو یہان
کا مالک ہے فقیر سالک ہے کچھ کہنے کو جدا لے گیا ہے اس عرصے مین جانعالم رخصت ہو سوار ہوا
وزیرزادے نے مجرا کیا شہزادے نے گھوڑے سے کود کے گلے لگا لیا دیر تک چمٹا رہا اُسیدم لباس فاخرہ
پہنا ہمراہ سوار کیا راہ مین سرگذشت تفرقہ پوچھتا کہتا چلا جب خیمے مین داخل ہوا وزیرزادے کو محلسرا مین
طلب کیا انجمن آرا کو اور ملکہ کو تمر دلوا کہا یہ وہی شخص ہے جسکا اظہار مفارقت مدام دل مین کانٹا سا
کھٹکتا تھا جو سینے مین بیٹھا تھا مجھکو جب آپسے دن آتے تھے تو مجھکو ستاتے ہین ایکدن گردون نے

پکڑ لائے جو سامنے آتا بغور دیکھ سر توڑواتا تھوڑے عرصے مین بہت بندر ہلاک اُس سفاک نے کیے
جب بندر کم ہوئے دام بڑھے بعد یکہ فی بندر سو روپے مقرر ہوئے دو کوس چار کوس گرد و پیش نام
و نشان [illegible] ہنا ہو گیا چنانچہ وہین کے بھاگے ہوے آجتک متھرا اور بندرابن اور اودھ بنگالے
مین خستہ [illegible] اُس زمانے مین بندرابن بالفتح تھا اب عرصہ دراز گذرا وہ بندرون کی
کثرت [illegible] رہی اِس سبب سے یہ لفظ بالکسر خلقت کہنے لگی غرض کہ شہر مین ہر طرف غلغلہ ہو سبکی یہی
مساعی ہوئی ہر شخص کو بندر کی تلاش ہوئی ایک چڑیمار زیر دیوار سرا اُس بستی مین بستا تھا مگر
محتاج مفلوک بہزار جستجو و تگاپو تمام دن کی گردش مین دس پانچ جانور جو ہاتھ آجاتے دو چار
پیسے کو بیچ کر جورو خصم روٹی کھاتے اگر خالی پھر آتے سے پیٹ بھرا ایک روز اُسکی جورو کہنے لگی تو
سخت احمق ہے دن بھر جانورونکی تلاش مین در بدر خاک بسر آوارہ دیوانہ ہر ایک ویرانہ جھانکتا
پھرتا ہے اسپر جو روٹی ملی تو بدن پر لتا ثابت نہین کسی طرح اگر ہنومان کی دیا سے ایک بندر بھی ہاتھ
آئے تو ہر سونکی فراغت ہو جائے لالچ تو بُرا ہوتا ہے وہ راضی ہوا کہا کہین سے آٹا لا روٹی پکا
اور جسطرح سبنے تھوڑے چنے بہم پہونچا صبح بندر کی تلاش مین جاؤنگا نصیب آزماؤنگا
اُسنے مانگ جانچ وہ سامان کر دیا دو گھڑی رات سے چڑیمار جال پھندا پھینک لاسا کمپا چھوڑ سٹی
جو دھوکے کی تھی وہ توڑ روٹی چنے اور رسی لیکر چل نکلا شہر سے چھ سات کوس باہر نکل درختونمین
ڈھونڈھنے لگا وہان کا حال سُنیے شہزادہ جو بندر بنا تھا اُسنے جسدن سے بندر پکڑتے لوگون کو دیکھا
تھا اور سر توڑواتے کا حال سنا تھا بدحواس پریشان سراسیمہ زیست سے یاس حیران ہر طرف چھپا پھرتا تھا

تصویر چڑیمار کے بندر پکڑنے کی مع شگاف درخت

کہ مبادا کوئی پکڑ لیجائے زندگی مین خلل آئے اُس روز کئی دن کا بے دانہ و آب خستہ و خراب
ضعف و نقاہت سے ایک درخت کے کول مین غش ہو کر پڑا تھا چڑیمار نے دیکھا دبے پاؤن آکر
گردن پکڑ لی اُسنے آنکھ کھولی گلا دست قضا مین پایا جینے سے ہاتھ اُٹھایا یقین ہوا زیست
اتنی تھی آج پیمانۂ بقا بادۂ اجل سے لبریز ہو کر چھلکا پکار اُٹھے گردون گردون انا للہ و انا الیہ راجعون
چڑیمار نے کمر سے رسی کھول مضبوط باندھا پھر شہر کا رستہ لیا تھوڑی دور چل بندر نے کہا افسوس مل
کھالے شخص کیون خون بیگناہ راندۂ درگاہ اپنی گردن پر لیتا ہے مصیبت زدے کو اور دکھ دیتا ہے
وہ بولا کیا خوب تو باتون سے مجھے ڈراتا ہے اگر دیو بھوت جن آسیب جو بلا ہے بلا سے مگر تیرا چونچلا روا
ہے آج قسمت آزمائی ہے نعمت غیر مترقبہ ہاتھ آئی تجھے بادشاہ کو دونگا سو روپے لون گا چین کرونگا یہ
سُنتے ہی سُن ہو گیا ہی ہی جان قالب سے نکل گئی ہر چند منت سماجت سے کہا لالچ کا کام بُرا ہوتا ہے
کچھ کام نہ آیا چڑیمار نے جلد جلد قدم بڑھایا قریب شام شاد کام گھر آیا جورو سے کہا اچھی ساعت گھر سے
گیا تھا طائر مطلب بے دام و دانہ خواہش کے جال مین پھنسا یہ کہکر خوب ہنسا دو گلے پینے جسدن
شہزادہ گرفتار بلائے تازہ ہوا یعنی چڑیمار کے دام حرص مین گرفتار ہوا ملکہ دل گرفتہ خود بخود
گھبرائی رو رو یہ بیت زبان پر لائی اُستاد ہوئی کیا وہ تاثیر لے آہ حیری + تھی آگے تو کچھ پیشتر آزمائی
انجمن آرا سے کہا تمنے سُنا وہ کمبخت بندر پکڑوا سر کھلواتا ہے یقین جادو جانا عالم اسی ہیئت مین
ہے اور آج خدا خیر کرے صبح سے بے طرح دل ناکام کو اضطراب ہے جان زار کو پیچ و تاب ہے گھبراتا ہے
غم کلیجا چاٹتا ہے معلوم ہوتا ہے شہزادہ پکڑ گیا یا کوئی اور آفت تازہ و ستم نو بے اندازہ چرخ کہن
دکھائیگا ہنسی کے بدلے رُلائیگا میر جس سے جی کو کمال ہو اُلفت + جس کی جانب درست ہو
نسبت + جنبش اُسکی پلک کی گردان ہو + دل مین یان کاوش اک نمایان ہو + یار کو درد چشم گر ہووے
چشم عاشق لہو سے تر ہووے + وان دہن تنگ یان ہے دلتنگی + حسن اور عشق مین ہے یکرنگی +
انجمن آرا نے جھلا کر کہا اس سے اور فزون کیا دنیا مین تباہی اور خرابی ہوگی شہر چھٹا سلطنت
گئی مان باپ اور عزیز و اقربا کی جدائی نصیب ہوئی زخم دل و جگر آنے پڑے ہین جان کھلا
رہے ہین مصحفی مرض الموت سے کچھ کم نہین آزار اپنا + دلمین دشمن کے بھی یارب نہ چبھے خار اپنا
اور جسکے واسطے آوارہ و سرگشتہ ہوئے یہ صدمے سہے غربت نحوست بخت نافرجام گردش ایام سے لٹے گھر بیٹھے

وطن سے ہاتھ دھو بیٹھے اب رضینا بقضا مرضی مولے از ہمہ اولے نا سنج مجھے فرقت کی اسیری سے رہائی ہوتی + کاش عیسی کی عوض موت ہی آئی ہوتی + ابمد حمت سے تو محرم رسی گشت مری کوئی بجلی ہی فلک تونے گرائی ہوتی + ہون وہ غم دوست کہ سب اپنی ہی دلمین بھرتا + غم عالم کی اگر اسمین سمائی ہوتی + یہان تو وہ باتین تقین اُدھر حیرت یار کی جورو چراغ لیکر بند کو دیکھنے آئی بند رسوچا وہ کمبخت مرد بر سر رحم نہ ہوا کیا عجب یہ رنڈی ہے اگر زمزبانیسے اسکو آفت آسمانی سنے اور مہربانی کرے اس خیال سے پہلے سلام کیا وہ ڈری تو یہ کلام کیا کہ نہ بخت خوف نکرو دو باتین

تصویر حیرت یار کی بند ر لیے ہوے اور اسکی جورو کا چراغ سے دیکھنا اور بندر کا سلام کرنا

میری کوش دل سے سن لے کنواریان جی کی کڑی بھی ہوتی ہین بندر کا بولنا اچنبھا سمجھا کہا کہ وہ بولا ہم غریب الوطن گرفتار رنج ومبتلائے محن گھر سے دور قید سے مجبور ہین ہائے کس کس ناز ونعم سے پالا فلک نے کون کون سی مصیبت دکھانے کو گھر سے [illegible] پریشان کرکے بُرے دن دکھائے کہ تیرے پاس گرفتار ہو کر آئے اُستاد پیدا کیا [illegible] لایا مجھی کو یہان یہ جہان آفرین عبث اب صبح کو جب ہم گردن مارے جائین [illegible] روپے تمھارے ہاتھ آئینگے خون بیگناہ کی جزا حشر کے دن پاؤ گے نکلنا چھوڑ نرک مین جاؤگے مبیا زر و پیہ ہاتھ کا میل ہے پھر حوصلہ کرتے ہو کتنے دن کھاؤگے جب جیتے جی مر چھوٹ کا دھوتے دھوتے مر جاؤگے اگر ہمارے حال پر رحم کرو خدا اور کوئی صورت نکالے سو روپیے کے بدلے تمہارا گھر اشرفیون سے بھر دیگا ہمارے قتل مین گناہ بے لذت یا ایک [illegible] ذمی کی حسرت نکلنے کے سوا اور کیا فائدہ ہے اگرچہ ایسا جینا مرنے سے بُرا ہے لیکن خدا جانے ارادہ ازلی مشیت ایزدی کیا ہے ہماری

تقدیر مین کیا کیا لکھا ہے چونکہ اسکے ام پر شاہت اثر اسکا ہر حال مین مدومددگار ہے تو سنا بادشاہ یمن کا قصہ سنا نہین ایک سلطنت لٹرو سی دو بیاہن لاکھون کی قضا آئی جاتی ہین تو نہین رنڈی موم کی ناک ہوتی ہے عجب گہ گئی جدھر پھیرا پھر گئی بندر کی باتون پر کچھ تعجب کچھ تاسف کرکے کہنے لگی ہنومان جی وہ کہانی کیسی ہے سناؤ مہراج

فسانہ شاہ یمن سلطنت سائل کو دینا اور بی بی کو مع بیٹون لیکر شہر سے نکلنا راہ مین سوداگر کا فریب پھر فرزند کی جدائی آخر کو سلطنت ہاتھ آئی

بندر نے کہا سرزمین یمن مین ایک بادشاہ تھا مالک اسکا مالامال دولت لازوال بخشندہ تاج و تخت نیک سیرت فرخندہ بخت جسدم سایل کی صدا گوش حق نیوش مین در آئی وہین محتاج پکاری مین برآئی یہانتک کہ لقب اسکا نزدیک و دور خدادوست مشہور ہوا ایکروز کوئی شخص آیا اور سوال کیا کہ اگر تو خدادوست ہے تو للہ تین دن مجھے سلطنت کرنے دے بادشاہ نے فرمایا بسم اللہ اور ارکان سلطنت مسند نشین حکومت حاضر تھے بتاکید انھین حکم ہوا کہ جو اسکی نافرمانی کرے گا مورد عتاب سلطانی ہوگا یہ فرما وہ فرمانروا تخت سے اٹھا سایل جا بیٹھا حکمرانی کرنے لگا چوتھے روز بادشاہ آیا کہا کیا قصد ہے سائل بولا پہلے تو فقط امتحان تھا اب بادشاہت کا مزہ ملا ہے خدا تاج و تخت یک لخت مجھے بخش دے بادشاہ نے فرمایا یہ حکومت آپکو مبارک ہو بادشاہت دیکر کچھ ... کو لکا ہاتھ مین ہاتھ بی بی کو ساتھ لیا محل کو کھایا اتنے دنون سلطنت حکومت ... کیفیت فاقے کی لذت دیکھے گر جاہ و حشم مفقود ہے مگر شاہی ہر کیف

... کے تخت پر بیٹھنے کی اور بادشاہ کا بی بی اور لڑکون کو ساتھ لیکر چل نکلنا

تاکید اکید کی لڑکے آداب بجالا کے سوداگر کے مکان پر گئے باغ مین خیمہ رہا تھا در خیمہ پر کرسی بچھا
دونون بیٹھے لوگ گرد کھڑے ہو گئے جب آدھی رات گذری ایک کو نیند آنے لگی دوسرے نے کہا سونا
مناسب نہین ایسا نہو کوئی فتنہ خوابیدہ جاگے خیمے سے کوئی چونک بھاگے وہ بولا تو ایسا فسانہ
کہو جو نیند اُچٹنے کا بہانہ ہو اُسنے کہا خیر آج ہم اپنی سرگذشت کہتے ہین اگر غور سے سنو گے نیند کیا
کئی روز بھوک پیاس پاس نہ آئیگی اے عزیز باتمیز مین بادشاہ یمن کا بیٹا ہون میرا باپ للّٰہ سلطنت
سائل کو دے مجھے اور ایک میرا چھوٹا بھائی کہ وہ تجھسے بہت مشابہ تھا اُسکو اور اپنی بی بی کو ہمراہ لیکر
غریب الوطن ہوا تھا راہ مین ایک سوداگر فریب سے شہزادی کو لیگیا ہم دونون بھائی ساتھ رہے
آگے چلکر دریا ملا ناؤ بیڑا کچھ نتھا بادشاہ مجکو کنارے پر بٹھا چھوٹے کو کندھے پر اُٹھا پار چلا مجھے بھیڑیے
پکڑا میرے چلانے سے بادشاہ جو بدحواس ہوا بھائی دوش سے آغوش دریا مین کھسک پڑا خود
غوطے کھانے لگا پھر نہین معلوم کیا ہوا مجھے تیرانداز نے دہن گرگ سے چھڑایا اب فلک اس بادشاہ
پاس لایا وہ رو کر لپٹ گیا کہا بھائی دریا مین ہم گرے تھے مچھلی والون کے باعث ترے تھے
پھر تو دونون بغلگیر ہو ایسے چلائے کہ وہ عورت چونک پڑی پردے کے پاس آکے حال پوچھنے لگی
اُنھون نے ماجرائے گذشتہ بیان کیا وہ پردہ اُلٹ لڑکون سے لپٹ گئی کہا ہم اب تک سوداگر کی قید مین
ہین اُسیدم یہ خبر بادشاہ کو پہونچی سواری بھیجی طلب کیا اُسوقت سب نے پہچانا فوراً سوداگر کو قید
کیا اُسیدم جب جلاد سپہر مہر شمشیر شعاع کھینچکر ہنگامہ پرداز عالم ہوا سوداگر کو کاروان عدم
کا ہم سفر کر بار ہستی سے سبکدوش کیا یمن مین اخبار نویسون نے حال لکھا وہان یہ رنگ
مچا تھا وہ سائل ستم شعار بدرجہ ظلم پیشہ جفا کار نکلا رعیت نالان ارکان سلطنت ہراسان رہتے
تھے ہزارون رنج رات دن سہتے تھے جب یہ خبر وہان پہونچی وزیر نے زہر دیکر اُسے مارا تلخکامی
سے نجات پائی اور عرضداشت اپنی بادشاہ کو تمنائے قدمبوسی تمام شہر کی تحریر کی بادشاہ کو بھی
محبت وطن دل مین جوش زن ہوئی سفر کی تیاری ہونے لگی قطعہ حب الوطن از ملک
سلیمان خوشتر + خار وطن از سنبل و ریحان خوشتر + یوسف کہ بمصر بادشاہی میکرد + میگفت گدا بودن
کنعان خوشتر + القصہ یمن مین آیا دونون سلطنتین قبضے مین ہین جب بندر نے یہ فسانہ تمام کیا پھر کہا کہ
اے نیکبخت مطلب اس کہانی سے یہ تھا کہ جو بادشاہ عاشق اللہ خدا پرستی کرتا تھا ایک سلطنت دی

دو پائین یہ دونون بدبخت جو لالچی تھے اُنھون نے جانین گنوائین قیامت تک مطعون خلائق رہینگے
جتنے نیک ہین یہ قصہ سُنکر بد کہینگے رنڈی اِن باتون سے بر سرِ رحم ہوئی بندر کی تسکین کی کہا تو خاطر جمع رکھ
جب تک جیتی ہون تجھے بادشاہ کو نہ دونگی فاقہ قبول کرونگی پھر اُسے روٹی کھلا پانی پلا کمنڈری
مین لٹا سو رہی صبح کو چڑیمار اُٹھا بندر کے لیجانے کا قصد کیا عورت نے کہا آج اور قسمت آزما
پھر جانور پکڑنے جا جو روٹی میسر آئے تو کیون اسکی جان جائے ہم پر ہتیا لگے بدنامی آئے نہین تو
کل لیجانا وہ بولا تو اِسکے دم مین آگئی بندر نے کہا ماشاء اللہ رنڈی تو خدا پر شاکر ہے تو مرد ہوکر
مضطر ہوتا ہے پاجی تو زن مرید ہوتے ہین پھر وہ ٹپک جھٹک جال چھنگی اُٹھا لاسا کمپا لے ٹٹی
کندھے سے لگا کر گھر سے نکلا یا تو دن بھر خراب ہو کر دو تین جانور لاتا تھا اُس روز دن بھر مین پچاس
ساٹھ ہاتھ آئے جھولی بھر گئی خوش خوش گھر پھرا اُنکی روپے کو جانور بیچے آٹا دال لون تیل لکڑی خرید
تھوڑی مٹھائی لے بستی پر جانکے کا ٹھرا پیا ہاتھ پاؤن پھول گئے جھومتے گیت گاتے گھر کا رستہ لیا
مفلسی کا غم بھول گئے جورو سے آتے ہی کہا اری ہنومان جی کے قدم بڑے بھاگوان ہین بھگوان
نے دیا لی آج روپیا دلوائے اِتنے جانور ہاتھ آئے وہ گھر بسی بہت ہنسی پہلے مٹھائی بندر کو کھلائی
پھر روٹی پکا آپ کھا کچھ اُسے کھلا پڑ رہی بندر بچارا اچھا چند سے پھر جان بچی جو فلک نہ خلل کرے
اور اِس کار رشک نہ کرے مؤلف کیا شاخ گل پہ پھول کے منشی ہے عندلیب + ڈرتا ہون نہین
نہ چشم فلک کو بُرا لگے + جب لایا بار یا س ہی لایا یہ لے سُرور + کاہے نہ خلل غم مین فراہن ہو لگے
اب روز چڑیمار کی ترقی ہونے لگی تھوڑے دنون مین گھر بار کپڑا لتا گہنا پاتا درست ہو گیا قضارا
کوئی بڑا تاجر سرا مین اُس بھٹیاری کے گھر مین اُترا جسکی دیوار تلے چڑیمار رہتا تھا ایک روز بعد
نماز عشا سوداگر وظیفہ پڑھتا تھا ناگاہ آواز خوب صدا مرغوب جیسے لڑکا پیاری پیاری باتین کرتا ہو
اُسکے کان مین آئی بھٹیاری سے پوچھا یہان کون رہتا ہے وہ بولی چڑیمار سوداگر نے کہا اسکا
لڑکا خوب باتین کرتا ہے بھٹیاری بولی لڑکا بالا تو کوئی نہین فقط جورو خصم رہتے ہین سوداگر
نے کہا ادھر آ یہ کس کی آواز آتی ہے بھٹیاری جو آئی لڑکے کی آواز پائی وہ بولا اس صدا مین
بھید دریپردہ ہے اِسکو میرے پاس لا باتین کرونگا کچھ لڑکے کو دونگا اور تیرا بھی منھ میٹھا
کرونگا بھٹیاری چڑیمار کے گھر گئی دیکھا بندر باتین کرتا ہے اِسے دیکھ چپ ہو رہا وہ دونون

بھٹیاری کے پاؤن پر گر پڑے منت کرنے لگے کہا ہمنے اسے بچونکی طرح پالا ہے اپنا دکھڑا لاہے شہر آشوب ہو رہا ہے بندر کش بادشاہ اُترا ہے ایسا نہو یہ خبر اُڑتے اُڑتے اُسے پہونچے بندر چھن جائے ہمپر خرابی آئے وہ بولی مجھے کیا کام جو ایسا کلام کرون سرا مین آکے سوداگر سے کہا وہان کوئی نہ تھا اُسنے کہا دیوانی ابھی وہ آواز کس کی تھی بغور سُنیے کہ کیا معقول جواب وہ نامعقول دیتی ہے بلیان لون بھلاتے مجھے کیا غرض جو کہون بندر بولتا ہے سوداگر خوب ہنسا پھر کہا مُنہ سے اری بندر کہین بولتا ہے پھر بولی جی گریبان پر ور صدمے کے گئی اسی سے تو مین بھی نہین کہتی بندر بولتا ہے سوداگر کو سخت خلجان بمرتبہ خفقان ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے مکان قریب تھا خود چلا گیا اور دیکھا تو فی الحقیقت ایک عورت دوسرا مرد تھے تیسرا بندر ہے یقین کامل ہوا یہی بندر بولتا تھا بھٹیاری سچی ہے وہ سوداگر کو دیکھ بندر کو چھپانے لگی اسنے کہا بھید کھل گیا اب پوشیدہ کرنا لاحاصل ہے مصلحت یہی ہے بند آہین وجو احتیاج ہو لیکے جلد وہین لو نہین تو بادشاہ سے اطلاع کرونگا یہ بیچارہ مارا جائیگا تمھارا کیا جائیگا دونون رونے پیٹنے لگے بندر سمجھا اب جان نہین بچتی اتنی ہی زیست تھی جو یہ اسے کہا اے شخص فلک کج رفتار گردون دوار نے اتنی جفا پر صبر نہ کیا یہان بھی چین نہ دیا مناسب یہی ہے رضاے الٰہی پر راضی ہو مجھے حوالے کرو قضا آئی ٹلتی نہین تقدیر کے آگے کبھی تدبیر چلتی نہین فرد بشر کو حکم قضا و قدر سے چارہ نہین اس کے ٹال دینے کا یارا نہین اذا جاء اجلہم لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون چڑیمار نے کہا دیکھو بندر کی ذات کیا بیوفا ہوتی ہے ہماری محنت مشقت پر نظر نہ کی توتے کیطرح آنکھ پھیر لی سوداگر کیساتھ جانے پر راضی ہو گیا ارا آدمی جو دیکھا ہمارے پاس رہنے کا مطلق پاس نہ کیا بندر نے کہا اگر نہ جاؤن اپنی جان کھوؤن تم پر خرابی لاؤن آخر کار بزار گریۂ وزاری سوداگر سے دونون نے قسم لی کہ پادشاہ کو نہ دینا اچھی طرح پرورش کرنا یہ کہکر بندر حوالے کیا سوداگر نے اسکی عوض بہت کچھ دیا بندر کو سرا مین لا پیار کیا بدلداری و نرمی حال پوچھا بندر نے یہ چند شعر حسب حال سوداگر کے روبرو پڑھے مرزا رفیع نے بلبل چمن مین نہ گل نو دمیدہ ہون * مین موسم بہار مین شاخ بریدہ ہون * گریان بشکل شیشہ و خندان بشکل جام * اس میکدے کے بیچ عبث آفریدہ ہون * مین کیا کہون کہ کون ہون سودا بقول درد * جو کچھ کہ ہون سو ہون غرض آفت رسیدہ ہون * اے عزیز آتش کاروان نقش پاے یاران رفتگان ظاہر ہون مگر پنہان ہون بلبل دور از گلزار گم کردہ آشیان

صیاد در پے آزار گھات مین باغبان کیونکر نہ سرگرم فغان ہون حضرت عشق کی عنایت ہے زمانے
کی شکایت بے حاجت روا ہے عالم محتاج ہے تخت ہے نہ شمشیر ہے نہ وہ سر ہے نہ تاج ہے غریب دیار
چرخ موجد آزار شفیق و مہربان نہین حال زار کا کوئی پرسان نہین حیرت کا کیون نہ مبتلا ہون
اپنے ہاتھ سے اسیر دام بلا ہون خود گرفتار پنجۂ ستم ہون ابھی مجھے جسکا الم تھا اب انھین میرا غم ہوا ہمنے
سے ہم اسلیئے جی چھپاتے ہین کہ ہمدم میرے فراق مین موے جاتے ہین مجھے دام مکر مین الجھایا دوستون
کو میرے دشمن کے پھندے مین پھنسایا گردش چرخ سے عجیب سانحہ پیش آیا میر تقی سخت مشکل ہے
سخت ہے بیداد ✦ ایک مین خون گرفتہ سو جلاد ✦ کوئی مشفق نہین جو ہووے شفیق ✦ بیکسی عجب
نہین ہے کوئی رفیق ✦ آہ جو ہمدمی سی کرتی ہے ✦ اب تو وہ بھی کمی سی کرتی ہے ✦ اب ٹھہرتا نہین
ہے پاے ثبات ✦ ایک مین اور ہزار تصدیعات ✦ مصرعہ گویم مشکل وگرنا گویم مشکل ✦ مگر آج خوش
قسمتی سے آپ سا قدردان ہاتھ آیا ہے انتشار طبیعت برطرف ہو تو بہ جمعی تمام آغاز سے تا انجام
اپنی داستان غم سانحۂ ستم گذارش کرونگا سوداگر کے اس مضمون دردناک سے آنسو نکل پڑے سمجھا یہ
بندر نہین کوئی فصیح بلیغ عالی خاندان والا دودمان سحر مین پھنس گیا ہے کہا اطمینان خاطر رکھ
تیری جان کے ساتھ میری جان ہے اب زیست کا یہی سامان ہے بندر کو تسکین کامل حاصل ہوئی
نظمین پڑھین نقل و حکایاتین سرگرم رہا اپنا حال پھر کچھ نہ کہا تمام شب سوداگر نہ سویا اسکے بیان
جانکاہ پر خوب رویا اب بہت تعظیم و تکریم سے بندر رہنے لگا مگر امر شدنی بہر کیف ہو رہتا ہے راز فاش
ہو اگر خدا چاہے سوداگر کا یہ انداز ہوا جو شخص نیا اسکی ملاقات کو آتا اُسے بندر کی باتین سنواتا وہ استعجاب
سے غرق بحر فکر ہوتا ہر جلسہ ذکر ہوتا آخرش اسکی گویائی کا چرچا کوچہ و بازار مین مچا اور یہ خبر
اُس کور نمک محسن کش کے گوش زد ہوئی سنتے ہی سمجھا یہ وہی ہے بعد مدت فلک نے
پتا لگایا اب مطلب ہاتھ آیا فوراً چوبدار بندر کے لینے کو سوداگر کے پاس بھیجا یہ بہت گھبرایا اور کچھ
بن نہ آیا بصد عجز و نیاز عرضداشت کی کہ غلام صاحب اولاد نہین اس اندوہ مین دل مضطر
شاد نہین طبیعت بہلانے کو اِسے بچہ سا سمجھکر فرزندون کی طرح پالا ہے رات دن دیکھا بھالا ہے
بندر ہے مگر عنقا ہے مفارقت اسکی خانہ زاد کی جان لے لیگی آیندہ جو حضور کی مرضی چوبدار یہ سنتے
خالی پھرا وہ ظالم ظلم غضب مین بھرا وہان کے بادشاہ کو لکھا اگر سلطنت اور آبادی مملکت اپنی

منظور ہو سوداگر سے جلد بندر لیکر بیان بعید و نہین تو اینٹ سے اینٹ بجادونگا نام و نشان مٹا دونگا یہ
خبر وحشت اثر سنکے غضنفر شاہ متردد ہو مشیران خوش تدبیر امیر وزیر سمجھانے لگے کہ خداوند نعمت
ایک جانور کی خاطر آدمیون کا کشت و خون زیبا نہین ہے حکم ہوا کہ کچھ لوگ سرکاری وہان جائین
جسطرح بنے سوداگر سے پکڑ کر بندر لائین ڈیوڑھی پر پہونچائین جب بادشاہی دستہ سرا مین آیا بندر
دست بستہ زبان پر لایا کہ اے مونس غمگسار و فا شعار اس اجل رسیدہ کے باب مین کد و کوشش بیکار
ہے سراسر بیجا ہے قضا کا زمانہ قریب پہونچا در ناکامی وا ہے مبادا کسی طرح کا رنج میری دوستی مین
تمھارے دشمنون کو پہونچے تو مجھے حشر تک حجاب و ندامت رہے خلق خدا اثر بھلا کہے سوداگر نے کہا استغفر اللہ
یہ کیا بات ہے جو کہا دوسرے کے ساتھ ہے جب بادشاہ کے لوگون کا تقاضائے شدید ہوا اور دن کم
رہا بعد رد و قدح بمعذرت بسیار و منت بیشمار ہزار دینار دے کے اُس شب مہلت لی اور صبح
کیوقت چلنے کی ٹھہری بموجب مثل مصرع ؏ زر بر سر فولاد نہی نرم شود ۔ اس عرصے مین یہ حال تباہ
و ماجرائے جانکاہ گلی کوچے مین زبان زد خاص و عام ہوا کہ ایک بندر کسی سوداگر کے پاس باتین
کرتا تھا وہ بھی کل مارا جائیگا بحدیکہ اُس کشتۂ انتظار مایوس دلفگار یعنی ملکہ مہرنگار کو بھی معلوم ہوا
وہ شیدائے جانفعالم سمجھی کہ یہ بندر نہین شہزادہ ہے افسوس صد ہزار افسوس اب کوئی تدبیر نہین جو اُس
بیکس کی جان بچے دل کو مسوس وزیرزادے کو کوس پوچھا دم سحر کدھر سے وہ سوداگر جائیگا یہ
تماشا ہمارے دیکھنے مین کیونکر آئیگا لوگون نے عرض کی حضور کے جھروکے تلے شاہراہ ہے یہی ہر
سمت کی گذرگاہ ہے یہ سنکے تمام شب تڑپا کی نیند نہ آئی دو گھڑی رات سے برآمدے مین برآمد ہوئی
اور ایک توتا پنجرے مین پاس رکھ لیا گجر سے پیشتر بازار مین ہر تماشائی کا میلہ سا ہو گیا جسوقت
تاجر ماہ نے متاع انجم کو نہانخانۂ مغرب مین چھپایا اور شحنۂ چرخ چارم خونخواری کو مشرق سے نکل
آیا سوداگر نماز صبح پڑھ ہاتھی پر سوار ہوا کمر مین پیش قبض رکھ گود مین بندر کو تھام رسے پکڑ مضبوط
باندھکر چلا بندر نے کہا پریشان نہ ہو جب تقدیر سے اور اصرار کثیر سے کام نہ نکلیگا جو بن پڑیگا
وہ کرونگا اپنے جیتے جی تجھے مرنے نہ دونگا قول مردان جان دارد ؏ بعد از من
کن فیکون شد شدہ باشد ۔ سوداگر کا مارا سے سراسیمہ آگے بڑھنا کہ خلقت نے چار طرف سے گھیر لیا بند
لوگون سے مخاطب ہو کر یہ کہنے لگا میر سوز برق طپیدہ و یا شرر بر جہیدہ ہو ان دنون جس رنگ مین

ہون مین غرض از خود رسیدہ ہون + اے اہل بزم مین بھی مرقع مین دھر کے + تصویر ہون سے
لب حسرت گزیدہ ہون + صیاد اپنا دام اُٹھا لے کہ جون صبا + ہون تو چمن مین پر گل عشرت
نچیدہ ہون + اے آہ و نالہ مجھ سے نہ آگے چلو کہ مین + بچھڑا ہون کاروان سے مسافر جریدہ ہون +
غم ہون الم ہون درد ہون سوز و گداز ہون + سب اہل دل کے واسطے مین آفریدہ ہون + صاحبو
دنیائے دون عیر نگی زمانۂ سفلہ پرور بوقلمون عبرت دریدہ کی جا ہے گرما گرم آیند و روند کا بازار ہے
کس و ناکس جنس ناپائدار لہو و لعب کا خریدار ہے اپنے کام مین مصروف قضا ہے جو شے ہے فنا ہے
معاملات قضا و قدر سے ہر ایک ناچار ہے یہی مسئلہ جبر و اختیار ہے کوئی کسیکی عداوت مین ہے کوئی کسی کا
شیدا ہے جسے دیکھا آزادنیا یا کسی نہ کسی بکھیڑے مین مبتلا ہے ایک کو اتنا سوجھتا نہین کیا لین دین ہو رہا ہے
سو کی امید مین سراسر زیان ہے بڑی ہونیکا سودا ہے اسکی قدرت ناطقہ دیکھو مجھ سے بے زبان
ناچیز کو یہ تکلف گویائی عنایت کیا تم سب کا سامعون مین چہرہ لکھدیا باتین سُننے کو ساتھ چلے آئے
ہو جدائی میری شاق ہے جو ہے مشتاق ہے حال زار پر رحم کھا آنسو بہاتے ہو یہ رحیمی کی صفت ہے
شان تمہاری دیکھو اُسی تقریر کی دھوم سے ایک ظالم شوم سے مجھ مظلوم کا مقابلہ ہوتا ہے یقین کامل
ہے وہ قتل کریگا بیگناہ کے خون سے ہاتھ بھریگا سوادالوجہ فی الدارین ہوگا تب اُسے آرام و
چین ہوگا یہ گویائی گویا پیام مرگ تھا دنیا جائے آزمایش ہے سفیہ جانتے ہین یہ مقام قابل آرام
آسایش ہے دو روزہ زیست کی خاطر کیا کیا ساز و سامان پیدا کرتے ہین فرعون بے سامان
ہو کر زمین پر پاؤن نہین دھرتے ہین جب سرکہ اُٹھا آنکھ بند کر چلتے ہین غمگسارون کے سر
پچھلتے ہین آخر کار حسرت و ارمان فقط لیے کر مرتے ہین جان اُسکی جستجو مین کھوتے ہین جو شے ہاتھ
آئے ذلت سے جمع ہو پریشانی و شتمت سے پاس رہے خست سے چھوٹ جائے یاس و حسرت سے
پھر سر پر ہاتھ دھر دھرتے ہین ناسخ دنیا اک زال بیوا ہے بے مہر و وفا بے حیا ہے + مردو کے لیے
یہ زن ہے رہزن + دنیائی عدو ہے دین کی دشمن + رہتی نہین ایک جا یہ جگر + پھرتی ہے
برنگ نرد گھر گھر + انجام شاہ و گدا دو گز کفن اور تختۂ تابوت سے سوا نہین کسی نے ادھر پانو گھسوٹے
کا دیا یا تحریر کربلا کسی کو گڑھی کا ڈھا میسر ہوا بعد کرب و بلا اُسے صندل کا تختہ لگایا اس نے
بیر کے چھلون مین چھپایا کسینے بعد سنگ مرمر کا مقبرہ بنایا کسی نے مر مرکے گور گڑھا پایا کسی کا مزار

مطلا منقش رنگا رنگ ہے کسی کی مانند سینۂ جاہل گور تنگ ہے حسرت دنیا سے کفن چاک ہوا بستر دونون کا فرش خاک ہوا نہ امیر سمور و قاقم کا فرش بچھا سکا نہ فقیر پھٹی شطرنجی اور ٹوٹا بوریا اسکا بعد چند سے جب گردش چرخ نے گنبد گرایا اینٹ سے اینٹ کو بجایا تو ایک نے نہ بتایا کہ دونون مین یہ گور شاہ ہے یہ لحد فقیر ہے اسکو مرگ جوانی نصیب ہوئی یہ استخوان بوسیدہ پیر ہے سو یہ بھی خوش نصیب نیک کمائی والے گور گڑھا کفن پاتے ہین نہین تو سیکڑون ہاتھ رکھکر مرجاتے ہین لوگ در گور کہکر چلے آتے ہین کتنے چیل کوے بوٹیان نوچ نوچ کر کھاتے ہین دامن دشت عریان کفن گور بے چراغ صحرا کا صحن ہوتا ہے یاس و حسرت کے سوا کوئی نہ سرہانے روتا ہے کتنا چھت کوئی پائینتی نہ ہوتا ہے سا کہا مقبرونکی عمارات عالی اور ساز سامان کی دیکھا بھالی مین سریع اسیر رہے ہزارون رنج گور بے چراغ غریبان کی دید مین بیٹھے بٹھائے سہے طرفہ نقل ہے کہ والی وارث اُنکے سریر سلطنت مسند حکومت پر شب و روز جلوہ افروز ہین مگر تنبیہ غافلونکو قدرت حق سے گنبد و نہین آشیانہ زاغ و زغن مینارون پر مسکن بوم شوم قبرون پر کتے لوٹتے دیکھے میسر مزار غریبان تاسف کی جا ہے ✦ وہ سوتے ہین پھرتے جو گل جا بجا تھے ✦ رنگ چمن صرف خزان دیکھا ڈھلا ہوا حسن گلرخان دیکھا اگر گل خندان پر جوبن ہے بہار ہے غور کیا تو پہلو سے نازنین مین نشتر سے زیادہ خلش خار ہے سینہ فگار ہے دنیا مین دن رات ذق ذق بق بق ہے کوئی چہچہے کرتا ہے کسی کو قلق ہے نوش کے ساتھ گزند نیش ہے ہر رہرو کو کڑی منزل درپیش ہے مولف بلبل کو خزان مین جان کھوتے پایا صیاد کو رشک کے روتے پایا ✦ گلچین کی بھی نیند اُڑ گئی ایک سرور ✦ جو اہل دل تھے اُن کو سوتے پایا ✦ مدتون صداے مرغ سحر کے رنج اُٹھائے کبھی دم نہ مارا شکوہ و لب پر نہ لائے برسون صداے اللہ اکبر کے صدمے سہے شکر کیا چپ رہے مہینون گجر کی آواز نے دم بند کیا قلق جی پر لیا نالہ نہ بلند کیا سہپے تو وصل مہرویان تھا اب شب تھا لطف اُن کا عین غضب تھا تمام عالم کی خوب سیر کی کبھی حرم محترم مین مسکن رہا گاہ دھونی رمائی گنگشت دیر کی عالم سے آیۂ حدیث وعظ و پند سُناتا تو مس برہمن سن سر دھنتا وہ بدکیش مانع ملت صنم لطف زیست حظ نفس کا دشمن تھا یہ کوتہ اندیش رخنہ پرداز اہل ایمان و دین کا رہزن تھا تامل کیا تو ان دو نوشے دو حسد بغض بیر ہوتا معلوم اپنے نزدیک انکا انجام بخیر ہوتا معلوم واللہ اعلم یہ لوگ کیا سمجھے خود اچھے ٹھہرے

اور کو بُرا سمجھے مطلب کی بات بہات دونون کی سمجھ مین نہ آئی ہاین دانائی اُنسے خدا سمجھے مؤلف
اچھے کو بُرا بُرے کو اچھا سمجھے + کتنی یہ بُری سمجھ ہے اچھا سمجھے + دنیا فقط راہگذر ہے ہر دم مثال تار نفس
در پیش سفر ہے تا زیست ہزارون مفسدے ہین در پے مرنیکے بعد باز پرس کا خطر ہے کسی طرح انسانکو
مفر نہین کونسا نفع ہے جسکی تلاش مین ضرر نہین حاصل کار یہ ہے کہ دنیا مین جینے کی خوشی مرنیکا غم
کرے تا مقدور کسیکی خاطر نہ برہم کرے دگرنہ شعر نیم شبے آہ زند پیر زال + دولت صد سالہ کند پایمال +
دل شکستہ کی دلداری پا فتادہ کی مددگاری کرے ہوا و ہوس جو دل سے دور ہو جاے تو مال سے
یا کمال سے عجب و نخوت نزدیک نہ آئے عنایت ایزدی پر قانع ہو شکر ہر نعمت سپاس خدمت کرکے منہیات کا
مانع ہو رنج کا حال رہے سب رنگ مین شامل رہے زمانیکے مکروہات سے گھبرائے نہین صحبت غیر جنس
سے نفرت کرے تو بدنامی پاس آئے نہین دولت کا اعتبار کیا مفلسی سے ننگ و عار کیا ایکدن مرنا ہے
جینا مستعار ہے اسپر کسکا اختیار ہے نیک عمل کا خیال رکھے کہ قید ہستی زیست کا نام ہے رہائی یہان
سے انجام ہے شعر کسیکے مرگ پر اے دل نہ کیجے چشم تر ہرگز + بہت سا رو دیئے اُنپر جو اس جینے پہ مرتے ہین +
عمر خضر کی تمنا اور حشمت خسرو اور خزانہ قارون کی فکر مین ہر ایک صباح و مسا ذلیل و خوار ہے تحصیل
لا حاصل کوشش اس امر مین سراسر بیکار ہے بقول ناسخ ہاتھ آتی ہے کب علم و ہنر سے دولت +
ملتی ہے قضا و قدر سے دولت + جو علم و ہنر رکھتے ہین وہ ہین محروم + مانوس ہے بل احمق و خر
سے دولت + روپے کا جمع ہونا جواہر کی تلاش مین ٹکا جاگنا چاندی سونے کی امید مین رات کا
نہ سونا سیمین تن لعل لبون سے بہم ہونا جنھین میسر ہر بار ہے اُنھین مفارقت دنیا ناگوار ہے اور یہ
کلام ہے مؤلف یان کے جانے سے جی اُلجھتا ہے + کیا ہی دلکش سراے فانی ہے + سلف سے
اہل کمال دنیا کے مال سے محروم رہے جو ہنر دار حکومت تھے وہ محکوم رہے شعر اسپ تازی شدہ مجروح
بزیر پالان + طوق زرین ہمہ در گردن خر می بینیم + لیکن کبھی ہیچ عشرت ہے گاہ الم کی شام ہے
دنیا عجب مقام ہے نہ امیر ہوتے عرصہ نہ فقیر ہوتے کچھ دیر ہے اس کارگاہ بے ثبات مین عجب اندھیر ہے
سودا سے ہے چرخ جب سے ابلق ایام پر سوار + رکھتا نہین ہے ہاتھ عنان کا بیک قرار + جنکے طویلے بیچ
کبھی دن کا ذکر ہے + ہرگز عراقی و عربی کا نتھا شمار + اب دیکھتا ہون مین کہ زمانیکے ہاتھ سے +
موچی سے کفش پا کو گٹھاتے ہین وہ اُدھار + اور جب وعدہ آپہونچا تو نہ روپیہ کام آتا ہے نہ فوج

ظفر موج سے کچھ ہو تےتھمتن جبرار بجا تا ہے نہ کوئی آشنا دوست آڑے آئے نہ عزیز واقربا پنجۂ ملک الموت سے
چھڑائے اگر یہی امر مانع قضا و قدر ہوتے تو جمشید و کاؤس دارا و سکندر ہمہ حسرت و افسوس جان نہ
کھوتے نیک عمل کرے تو وہ ساتھ جاتا ہے احتیاج کسی کی بر لائے یا اللہ کچھ دے یہ البتہ کام آتا ہے گرنہ
دنیا سراب زندگی بدتر از حباب ہے پابند اسکا خراب ترک کرنیوالا نایاب ہے شعر ترک دنیا کا سوچ
کیا نا سخ + کچھ بری ایسی کائنات نہین + شعر اس گلشن ہستی مین عجب سیر ہے لیکن + جب آنکھ
کھلی گل کی تو موسم ہے خزان کا + قطعہ دنیا خوابیست کش عدم تعبیر است + صید اجل ست گر
جوان و رپیر ست + ہم رہ سے زمین پر ست و ہم زیر زمین + این صفحۂ خاک ہر دو رو تصویر ست +
الا مقتضائے عقل یہ ہے کہ عالم اسباب مین کسی اسباب کا پابند نہو تعلق خاطر نرکھے ہمیشہ اُسنے پہلے سے برائی
کی ہے جو گیا یہانسے یعنی جہان گذرانسے اسکا شاکی تھا بادشاہ سے فقیر تک جو اسنے پر تک حقیقت مین
نفس امارہ سخت ناکارہ ہے اسکو بہرکیف بچھاڑے گرد ہوا و ہوس سے دامن جھاڑے شعر دیوانہ باش تا غم تو
دیگران خورند + آنرا کہ عقل بیش غم روزگار بیش + آدمی کو لازم ہے وہ بات پیدا کرے تا صفحۂ دنیا پر چندے
بہ نیکی نام یاد رہے شعر اسطرح جی کہ بعد مرجائے + یاد کوئی تو گاہ گاہ کرے + دنیا مین کسی سے دل نہ لگائے
کہ یہ کارخانہ بہت بے ثبات ہے وصل سے فرحت ہجر کی مصیبت اپنے سر پر نہ لائے کہ مرنیکی بات ہے معشوق
باوفا عنقا کیطرح ناپید ہے اور پر دغا ہرجائی ہر جا مہیا ہے خواہش کا انجام کاہش ہے تمنا دلسے
دور کرنے مین جان کی آسائش ہے مؤلف کبھی نہ چین سے رہنے دیا تمنا نے + خراب و خستہ مین اسیا
دل کی آرزو سے رہا + مگر وائے غفلت ہائے نادانی کہ جب نشائے جوانی کا موسم پیری مین خمار اُتار رہا
ہے اُسوقت آدمی سر پر ہاتھ دھر کر روتا ہے و اقف از دست رفتہ و تیر از شست جستہ کب ہاتھ آتا ہے
ناچار ہو کف افسوس ملکر پچھتاتا ہے گذشتہ را صلوات لکھکے دلکو سمجھاتا ہے آدمیونکو بندر کی تقریر دلخراش
پر اثر سے عبرت و حیرت حاصل تھی کبھی نصیحت و پند گاہ گلام رنگین و دلچسپ با دل دردمند
کبھی سخنان وحشت افزا سنتا ہوا چلا جاتا تھا اہل دل طبیعت کے گداز سے روتے ساتھ آتے تھے ہر فقرہ پر درد
پر ضبط نہو سکتا تھا چلاتے تھے خلق خدا جنازے کی طرح ہاتھی کے ہمراہ تھی ایک عالم کے لب پر نالے تھے فغان و
آہ تھی اسی سامان سے ملکہ کے جھروکے تلے پہونچے وہ منتظر تمام شب نالہ بلب سوداگر سے بولی ایکدم ٹھہر جا
مین بھی اسکی تقریر کی مشتاق ہون سوداگر نے ہاتھی روکا ملکہ نے کہا اے مقرر بیزبان گم کردہ خانمان

اگرچہ اب ہم کس لایق ہین مگر تیری داستان ظلم و جور کے شایق ہین بندر نے آواز پہچانی پہلے تو خوب رویا
پھر جی ٹھہرا کر کہنے لگا شعر ہر کس از دست غیر نالہ کند ٭ سعدی از دست خویشتن فریاد ٭ میر کیونکہ
کوئی نہین آگاہ ٭ اک قیامت بپا ہے یان سرِ راہ ٭ کچھ چھپا اب نہین رہا یہ راز ٭ سب پہ حالت ہی
ت پر داز ٭ بس تغافل نکر ترحم کر ٭ گوش دل جانب تکلم کر ٭ شعر قسمت تو دیکھنا کہ کہان
ٹوٹی ہے کمند ٭ دو تین ہاتھ جبکہ لب بام رہ گیا ٭ افسوس یار نے عیاری کی دغا سے یہ نوبت
ہماری کی جسکا رونا ہمین ناگوار تھا وہ ہمارے لہو کا پیاسا قتل کا روادار تھا یہ مثل سچ ہے تیرھوین صدی ہے
نیکی کا بدلا بدی ہے مجبور ہونگی تمنا دل مین رہی وطن جانیکی حسرت آب و گل مین رہی دوستو نکا
کھانا مارہ آگے آیا پچھتانا پڑا اب اجل جلاد کے فریب سے ذبح ہوئے طالب و مطلوب جان جوکھون مین پھنسے
زندہ درگور ہوئے الحق دنیا دم مارنے کی جا نہین راز کسی سے کہنا اچھا نہین منصور حلاج نے کلمۂ حق کہا
تھا ناحق لوگون نے دار پر کھینچا غرض جو بولا مارا گیا جانتے بچار گیا کہتے تو کہا پر سوچ کر بات بنائی
جی مین دہشت آئی کہ مبادا یہ خبر اُس الفر کو پہونچے تو یقین ہو کہا اے ملکہ کوئی کسی کمال
سے دنیا مین نہال ہوتا ہے یہ بیگناہ گویائی کے سبب ناحق حرامزادے کی بدولت حلال ہوتا ہے
مولف کمال شے زوال شے ہے اُس پر لا کہ حاسد ہون ٭ بھلا نازان ہون کیونکر مین اپنی
بے کمالی کا ٭ خدا جانے ہے دیکھا دیکھکر یہ چاند مُنھ کسکا ہوا ہے عید غیرونکو ہمین ہے چاند خالی کا
مین نے اپنے ہاتھ سے پانون مین کلھاڑی ماری فلک نے بنا کر بات بگاڑی مصرع اے روشنی طبع تو
بر من بلا شدی شعر گل و گلچین کا گلہ بلبل خوش لہجہ نکر ٭ تو گرفتار ہوئی اپنی صدا کے باعث ٭
اب سردست کچھ تدبیر بن نہین آتی ہے صورت مرگ آئینۂ چشم مین مد نظر ہے ہماری ہمین کو خبر ہے
کوئی گھڑی مین مفت جان جاتی ہے جو جانتا ہے وہ دیکھتا ہے جسے خبر نہین اُس سے کہدو تمھارے
واسطے غریب بیار ہوئے اور تمھارے سبب سے قتل کے سزاوار ہوئے شعر بجرم عشق تو ام می کشند و
غوغائیست ٭ تو نیز بر سر بام آکہ خوش تماشائیست ٭ ان باتون سے بیشک ملکہ کے ہر طرف
ہوئے سمجھی جانعالم یہی ہے جو ادیا کہ جو جانتے تھے اُنسے کیا ہو سکا انکو تکلیف دینے سے کیا فائدہ اور
توتے کی گردن مروڑ پنجرا باہر نکالا بندر کی نگاہ پنجرے پر پڑی سمجھا ملکہ پہچان گئی یہی فرصت کا
وقت ہے ہنگامہ و تلاطم تو مچا تھا کسی نے دیکھا نہ بھالا بندر سوداگر کی گود مین لیٹ کر توتے کے

قالب میں پرواز کرآیا تو تاپھڑکا ملکہ کا خوشی سے دل دھڑکا پنجرا اندر کھینچ لیا سوداگر نے دیکھا

تصویر سوداگر مع بندر ہاتھی پر سوار اور ملکہ کا توتے کے قالب میں لانا بندر کو اور مرنا بندر کا

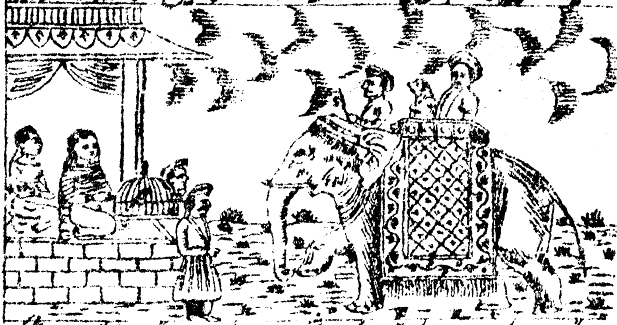

بندر مرگیا چاہا ہلاک ہو بندر نامی کا قصہ پاک ہو جو شخص غواصی میں بیٹھا تھا اٹھا کہنے لگا بندہ پرور شکر کرنے کی جا ہے شکایت کا موقع کیا ہے حسرت رہی جان بچی مرگ فرزند سے ماں باپ کو چارہ نہیں مرجانا بجز سمجھا عقلمند گوارا نہیں اگر بادشاہ جیسے بندر کو ہمیں کرمار ڈالتا جان کھو بیٹھی جگہ تھی صبر کیجیے جو خدا کی مرضی اسکی رضا میں مجبوری ہے بجا ہے صبوری ہے صابروں کا مرتبہ بڑا ہے اسنے حق تعالیٰ فرماتا ہے تمنے سُنا ہے کہ نہیں اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّابِرِین تماشا ہو پھر جو یہ حال کھلا رنج پہنچنے کا دونا شور و غل مچا سنے غش ہو کر یہی کہا بلکہ بندر عقیل تھا یہ پیام طلب کرنے رحیل تھا اسکا جانے کی نوبت نہ آئی سوداگر کی گود میں جان گنوائی اپنا قتل جو ثابت ہوا خوشی سے مرگیا داغ تو یہ ہمارے سینوں دل پر دھر گیا یہ خبر اُس کافر اکفر کو پہونچی اُسے بھی چین نہ آیا لاش منگا جلا کر دل ٹھنڈا کیا خاک تک برباد کی سبب تسکین ہوئی وہاں ملکہ مہر نگار پنجرا لے اٹھی لوگوں کو پاس سے سرکا دیا میاں مشہور ہوا بعد اسکے ابتدا سے انتہا تک مفصل سب حال سنایا کہ اس طرح نشے کی حالتیں کھنگے رونے پر عمل بتایا وہیں پر عمل میں لایا بندر بنایا پھر یار کے جال میں پھنسے دوست روئے دشمن ہنسے وہاں سے سوداگر متاع خوملی سمجھکر لینے پاس لایا فلک نے بعد خرابی بسیار آج تمسے ملایا ملکہ نے کہا خاطر پریشان جمع رکھیے انشاء اللہ تعالیٰ جلد کوئی صورت ہوتی جاتی ہے

یہاں یہ گفتگو تھی کہ اُس نطفۂ شیطان کی آمد ہوئی ملکہ باہر نکل آئی تعظیم کی ہمیشہ یہ معمول تھا جب وہ
آتا ملکہ بات نہ کرتی خفیف ہو کر اُٹھ جاتا اُس روز جو گفتگو ہوئی وہ مردک سمجھا بندر کا مرنا بچشم ملکہ نے
دیکھا اس سے دب گئی ہمکلام ہوئی اب جلد ہی نکر دامروز فردا مقدمہ درست ہو جائیگا لیکن پہلے
اس سے فیصلہ خرطبیہ ملکہ کے باپ کا بہت ڈر تھا اس باعث ملکہ سے ہراس کرتا تھا نہایت پاس
کرتا تھا جب رخصت ہونے لگا ملکہ نے کہا ایک بکری کا بچہ خوبصورت سا ہمیں بھیجدو پالینگے جی تو تالینے
یا توجب رہتی تھی یا آج بچہ مانگا یہ بچا بہت خوش ہوئے اُسیوقت ایک بکری کا بچہ تحفہ بھجوا دیا دوسرے روز جو
آیا ملکہ کو زیادہ متوجہ پایا آتے ہی روز وہ بچہ پیٹ سے کھیلا کی دو تین روز یہی صحبت رہی ایک روز ملکہ نے
بچے کو دبا کر ادھموا کر دیا اور چوبدار دوڑایا کہ شہزادے کو جلد بلا لا عرض کرنا اگر دیر لگاؤگے جیتا نہ پاؤگے
یہ خبر سنکر وہ مجلس اپنی حاضر ہوا ملکہ نے بچہ اُس ہمائے اوج سلطنت کا پلنگ کے پاس رکھ لیا جب وہ
نابکار روبرو آیا ملکہ نے بچہ گود میں اُٹھا اُس کو دیکھتے پایا کہ وہ مر گیا اسکا مرنا اسکا نالہ و فریاد کرنا
گریبان چاک کرنے کی بکھیڑا پاک کرنے کی تدبیر کی وہ بے قرار ہو کر منت بولا ملکہ ہزار بچہ اس سے اچھا
ابھی موجود ہوتا ہے تم کیوں روتی ہو ملکہ نے اُسی حالت میں کہا میں کچھ نہیں جانتی تم اسے
ابھی جلا دو جو میری خوشی چاہتے ہو وہ بولا بھلا مردہ کہیں جیا ہے کبھی کسی نے ایسا کام کیا ہے ملکہ نے
رو کر کہا واہ تم نے میری مینا جو جلائی تھی جب میں نہ بلائی تھی یہ دل میں سمجھا شاید شہزادے نے یہ حرکت کی ہوگی
کارخانے مسبب الاسباب کے معروف و مشہور ہیں دنیا میں مثل ہے کر دکھ نیا فت جیسے جیسا کیا ویسا پایا
ہر فرعونے را موسی قطعہ اے یار جو کوئی کسی کو کلپاویگا یہ یاد رہے وہ بھی نہ کل پاویگا اس دار مکافات
میں سُن اے غافل بے بیداد کریگا آج کل پاویگا وہ یہ تو ... پوچھنے لگا تم نے مینا کیونکر جلائی تھی ملکہ بولی
تم پلنگ پر لیٹ رہے تھے وہ جی اُٹھی تھی یہ پتا بھی درست پایا کہا بچہ گود سے رکھ دو ملکہ نے پھینک دیا
وہ پلنگ پر لیٹا اپنی روح بچے کے قالب میں لایا وہ کودنے لگا ملکہ مہر نگار نے گود میں لیا پیار لیا
وہ سمجھا دو گھڑی ملکہ کی طبیعت بہل جائیگی پھر روح قالب میں لیجاؤں کا مطلب تو نکل آیا
سمجھا فلک کی گھات ہے فریب کی بات ہے حیرت کو کچھ اور منظور ہے اب اُس جسم میں جانا بہت
دور ہے شہزادہ جان عالم یہ سب معاملے نہفتہ سے دیکھ سُن رہا تھا فوراً اپنی روح اپنے جسم میں لایا
اُٹھ کھڑا ہوا یہاں وہ بد ذات جانعالم کو دیکھکر گھبرا گیا خوف چھا گیا سمجھا قسمت اب بُری ہے

تصویر وزیرزادی کی پلنگ سے اوپر لیٹ کے اپنی روح بکری کے قالب مین لاشکی
اور جانعالم کا اپنے قالبمین پرواز کرانا

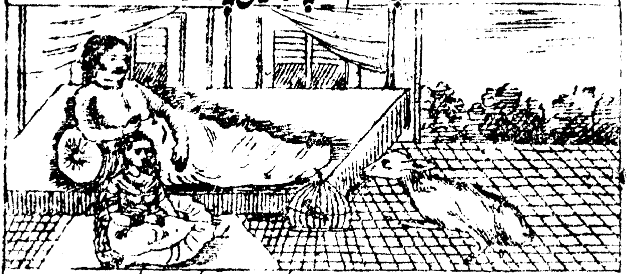

کوئی دم کو گلا ہے اور چھری ہے ملکہ نے جلد وہ چھری دہ پڑھکر پھونک دیکہ وہ اورکے قالبمین پہنچانا بھول گیا پھر انجمن آرا کو بلایا کہا لو صاحب مبارک ہو اللہ تعالی نے تمہاری ہماری حرمت رکھی تمکو بچایا بچھڑے سے ملایا یہ آپکا احمق الذی شہزادہ ہے وہ بکریکا بچہ یہ میدین وزیرزادہ ہے یہ کہکر تینون شوق و عشق سے گلے مل مل خوب روئے جو جو محرم راز تھین دوڑین مبارک سلامت ہوئی جانعالم نے اسوقت سوداگر کو طلب کیا سب حال مفصل کہدیا بعد ادائے شکر نعمت خلعت و انعام ہر اقسام کا عنایت کیا وطن کا وعدہ حتمی لیا پھر حرم یار اور اسکی جورو کو بلایا بہت زر و جواہر دیا اور بمشورہ غضنفر شاہ اس ملک کے خریدار کا چودھری کر دیا لشکر ظفر پیکر کو حکم تیاری سامان سفر فرمایا آپ رخصت ہونیکو غضنفر شاہ کے پاس آیا آخرکار بدقت تمام و طول کلام درازی ایام مفارقت والدین کہکر اسے راضی کیا پیش خیمہ اسیدن لدگیا دو چار دن رخصت کی دعوتین اور رہکے آخر چلے خوب دھوم دھام کے ہوئے اپنے عمل ملک وہ ساتھ آیا تمام لشکر نے یکایک پایا پھر رخصت ہوئے وہی دو چار کوچ ایک دو مقام کرتے براحت و آرام چلے

ورود لشکر نصرت اثر دشت پر خوف و خطر مین لب حوض خیام شاہی عنا ساحرہ کا آنا تمام لشکر کو نصف پتھر بنانا پھر ملکہ کے باپ کا آنا اور جادوگرنیونکی لڑائی شہپال کا قتل فتح کی بہار

نگارندۂ داستان عجیب + یہ لکھتا ہے یہ ماجرا سے غریب طلسم جہاندیدہ کا بے سکان دیکھنے امین بستے ہین

سرو جوان۔ دلکش ہنسا جو کوئی غنچہ سان۔ ہوا شل گل دستۂ زعفران۔ جیسے ہم نے دیکھا وہ نقشہ
دل سوز ہے مشاق کی جگہ سچ ہے دنیا نہیں۔ مصوران جادو نگار سحر ساز۔ رقاقان و نقاشان ہوش ربا
حیرت پرداز نے لکھا ہے کہ جا بجا عالم ہر صبح مثل مہر درخشان قطع منازل و مراحل یعنی کہ چرخ وہ مہر شام
مانند ماہ تابان مقام کرتا۔ چند عرصے میں پھر اسی دشت ادبار میں جہان رہا تھا۔ رہگان حوض میں
کو دیرا تھا داردہوا حوض کے متصل سراپردۂ خاص نصب ہوئے گرد لشکر نصرت اثر اترا انجمن آرا
اور ملکہ مہر نگار کو وہ چشمہ دکھایا جب دن تمام ہو نماز شام کے واسطے جدا خیمے میں تشریف لا یا تھا
پڑھ کے کسل راہ سے پلنگڑی جواہر نگار پڑی تھی اس پر لیٹ رہا شب کے پاس غنودگی آ گئی تھی کہ
دفعۃً ایک خواص شاص آپہن آئی دبے پاؤں دوڑی آئی کہا شہزادہ جہاں عالم کی ہمراہ جو نصیب
دشمنان شہزادی کی طبیعت ناساز ہے شہزادے میں دو ہوتا ہے وہ نقش لیتا تھا اور لوح دیکھ
دھو کر پلا دیں عارضہ مزاج سے طبیعت ہمدم کی طبیعت صحیب سے بیقرار ہوا چند کا نام طبیعت کا تماشا
دیکھا نہ بھالا نقش و لوح سوا لگیا نقش دیتے ہی نقشہ بگڑ گیا ایک آواز مہیب پیدا ہوئی کہ لے جان عالم
بہت دنوں اڑتا پھرا مدت کے بعد پھنسا شہزادہ ہوا ایسی آواز ہولناک تھی کہ سب لشکری ڈر گئے
شجاعوں کے دل تھرا گئے محل میں رونے کو نوش آگئے پھر اگر شہزادے نے انگشت کا قصد کیا جگہ
سے ہلا نہ گیا غور جو کیا تو دیکھا سم تک پتھر کا ہو گیا تھا یعنی جوان بیٹھا تھا بیٹھا رہ گیا جو کھڑا تھا
تصویر جا لگا تھا اس کے چہرے کی نصف بدن تک سنگ مرمر لگا اور رونے لگا دعائیں مانگنا

اندھیارا ہو گیا ہر طرف غل اور شور تھا جو پڑا تھا زندہ درگور تھا غرض کچھ ہنسی تماشا نہ تھا آفت ناگہانی مین پھنسی
عجب کھلبلی مچی نامردون کی ہائی مچی کل لشکر انسان سے سیون تک نیچے کا دھڑ پتھر کا اور اوپر کا
جسم بدستور آہ و نالہ و فریاد و بکا سب لشکر مین بپا تھا اور محلسرا مین بھی یہی ہنگامہ بپا تھا ہر ایک
گرفتار بلا تھا وہ رنڈیون کی زاری انجمن آرا کی بیقراری تھی بالخصوص ملکہ کے بیان سے زمین و
آسمان کانپتا تھا جب وہ یہ کہتی تھی شعر ہر دم زمانہ داغ دگر گونہ در دہد + یک داغ نیک ناشدہ
داغ دگر دہد + تمام لشکر مین از شام تا پگاہ یہ حال رہا ہر ایک کے لب سے نالۂ جانکاہ بلند رہا جس وقت دم سحر
بھر ما نقاب سیاہ روے تابان پر ڈال کر گھر کو مغرب کی طرف روانہ ہوا اور آفتاب جگر سوختہ مشرق
سے نکلکر تختہ تنگ آہ بیکسان کا نشانہ ہوا ایک ابر تیرہ و تار آیا آدمی خوف زدہ دیکھنے لگے اُس ابر
سے اژدہا خونخوار شعلہ فشان آتش دہان نکلا ایک پری اُس پر سوار وہ بھی آتش بار شہزادے کے
خیمے مین اتری جان عالم نے پہچانا کہ وہی جادوگرنی ہے دل سے کہا شہر پناہ دور رہا موت قریب آئی
قسمت نے کس جگہ لا کر تیرگی دکھائی وہ بولی جان عالم کہو اب کیا قصد ہے شہزادے نے کہا وہی جو تھا
اُس نے کہا اب وہ نقش سلیمانی اور لوح پیر مرد کی نشانی کہان ہے جس کے بھروسے پر کودتے تھے اگر
زندگی مع لشکر درکار ہے تو ملکہ اور انجمن آرا سے انکار کرو ہماری اطاعت و محبت مقدم جانو ہمسے
دار و مدار کرو نہین تو مین ایک دم مین سب کو شنگرف کر دونگی طعمۂ زاغ و زغن کر دونگی دشت لاشون سے
بھر دونگی شہزادے نے کہا ہمارے لوح دل پر نقش ارادت حافظ حقیقی کلک قدرت سے منقش ہے عادت
سے مجبور ہون بیوفائی سے دور ہون جو گیا سو گیا جو کیا سو کیا اگر قضا آئی ہے مرنے سے کیا چارہ ہے مر
جیتے جی بات جانی کب گوارا ہے یہ سنکر جل گئی غصے سے رنگت بدل گئی کچھ پڑھ کر جان عالم پر پھونکا نصف
پتھر تھا اب حلق تک ہو گیا حسرت و یاس سینے مین بھری تھی تصویر آذر سی پلنگڑی پر بے حس
دھری تھی وہ تو اژدہے پر چڑھکر اُڑی اور پکاری کہ سنبھل رہیو آج کے دن اور رات مہلت
کی ہے اگر صبح کو بھی انکار کیا تو یاد رکھنا لشکر کا خون اپنی گردن پر لیا یہ سنا کر وہ تو ہوا ہوئی جبتک شہزادہ
آدھا پتھر تھا تو ملکہ اور انجمن آرا اپنے خیمون سے گھبرا کر نکلی تھین جان عالم جو بدتر تھا ہی وہ
کا سہارا انکی زیست کا سبب تھا اب تا حلق پتھر ہونے سے وہ جرس قافلہ گم کردہ راہ دشت غربت
بے صدا ہو گیا وہان صبر کا راہبر جدا ہو گیا ہر چند دونون چلائین شہزادے نے مطلق جواب نہ دیا پڑا ہی رہا

پھر ملکہ مہرنگار بادل فگار سر پیٹ کر کہنے لگی میر حسن ۔ فلک نے تو تنا ہنسایا تھا ۔ کہ جسکی عوض یون رلانے لگا ۔ فرد ۔ ملے مرگ غریب الوطنی خوب جسے ۔ ہاتھ لگا تو بدنامی سے نیکی جسنے ناکامی مین جان دی

چرخ ستم شعار زور رنگ لایا انجمن آرا بیچاری مصیبت کی ماری سب کا منھ حیرت سے تکتی تھی اور روتی تھی منھ بین کر آتے تھے نہ غل مچایا جاتا تھا گھٹ گھٹ کر جان کھوتی تھی آہستہ سر کھولے کہتی تھین ہیہے ہم اس جنگل ویران مین لٹ گئے وارث سے چھٹ گئے ۔ شعر ۔ تو وہ کریم ہے ناشاد کو جو شاد کرے مراد مند کو ہر طرح با مراد کرے ۔ لوگو ہم کدھر جائین کیونکر اس بلا سے نجات پائین کوئی کہتی تھی شیطان کے کان بہرے خدا نخواستہ اگر جان لیگی تو دشمنون کا دل ٹھنڈا ہوا شہزادیان ظالمین بلائینگی غم جدائی سے جائین گی تو مینگی ہم اپنے مان باپ کو منھ کیا دکھائینگے اس دشت ادبار مین سر ٹکرا کر مر جائین گے یہ جادو گرنی قربان کی تھی یو تھین بے گور و کفن دیکھینگی اور آفت محلدار عکیر انگا ۔ سر پیٹ یادرین پیٹک مدینے کیطرف پکار پکار کہتی تھین ۔ شعر ۔ تصدق اپنے نواسوں کا یا رسول اللہ ۔ کہو کہ حل کرین مشکل ہماری حضرت شاہ مدینہ ایک طرف مغلانیان غم کی ماریان دم گرم آہ سرد بھرتی تھین ایک سمت انیسن جانسین نجف کی طرف بال کھول کر اتھا سے گریہ و بکا سے یہ عرض کرتی تھین شعر ۔ لینے مدد کی نوح کی طوفان سے کشتی پار کی یا مرتضیٰ مشکل کشا کیون دیر میری بار کی ۔ کوئی کہتی تھی ہمارا لشکر اس بلا سے جو نکلے گا تو مشکل کشا کا کھرا دونا دون کی کوئی بولی مین سہ ماہی کے روزے رکھونگی کونڈے بھر دن گی صحنک کھلاؤنگی دودھ کے کونڈے بچون کو پلاؤنگی کسی نے کہا مین اگر جیتی چھٹی جناب عباس کی درگاہ جاؤنگی سقاے سکینہ کا علم چڑھاؤنگی پھول سہرا کر کے نذر حسین سبیل پلاؤنگی غرض کہ لشکر سے زیادہ خیمون مین تلاطم پڑا تھا صداے حزین نالۂ غمگین سے ہنگامۂ محشر بپا تھا اتفاقاً ایک شاگرد ملکہ کے باپ کا رشید فن سحر مین دیدہ شنیدہ اس مرد بزرگ کی ملاقات کو ادھر سے ہوا اڑتا جاتا تھا یہ نالۂ بلند صداے ہر درد مند اسکے کان مین پہونچی زمین کا متوجہ ہوا دیکھا تو ایک لشکر عظیم بحال سقیم سحر کا مبتلا ہے شور و غل ہو رہا ہے جب قریب تر آیا طرفہ ماجرا نظر آیا ہر انسان سے تا بہ حیوان سب آدھے پتھر ہین سمجھا سحر شہپال مین خراب حال ہین لوگون سے پوچھا یہ ستم رسیدہ لشکر کسکا ہے کہان سے آیا ہے وہ ملکہ مہرنگار کے ملازم تھے اپنا حال سب نے بیان کیا جب اسنے یہ امر معلوم ہوا کہ استاد زادی کی خانہ بربادی ہے در خیمہ ملکہ پر آیا سر پیٹتا چلایا

ملکہ نے آواز پہچانی کہا بھائی اس وقت پردہ کیا تھا یہاں آ گئے تم بالمشافہ ہمارا عذاب اور حال خراب دیکھو
وہ اندر آیا ملکہ کو بھی اُسی عالم میں پایا اُسنے فرمایا عداوت ساحرہ سے ہمارا قافلہ تباہ ہے وہ عرض
کرنے لگا مجھے اُسکی ہمسری کی طاقت نہیں اور وقت کم ہے صبح سب کارخانہ درہم برہم ہو جائیگا بجز آپکے
والد بزرگوار کے تشریف لائے یہ بلا ٹلتی نہیں لو خدا حافظ و ناصر ہے یہ کہکر بحزن شکستہ و تباہ و لب پر نالہ
و آہ ایسا تیز قدم سے چلا کہ ادہم صبا کی ڈپٹ ہر قدم پر نثار تھی ٹھوکر دن میں سر بسر بے قرار تھی
پہر بھر میں وارد باغ ہوا گل سا چاک گریبان غنچے کی طرح خموش شبنم نمط اشک رواں پیر مرد نے
فرمایا خیر ہے اُسنے شمّہ گزارش کی جانعالم کی بے قراری انجمن آرا کا الم ملکہ کا حال تباہ کہکر عرض کی
جلد چلیے اگر شام تک نہ پہونچے وہاں صبح ہی دم سحر ملک الموت کا بازار گرم ہوگا ارمان سب دل میں
رہیگا کشتگان کو غسل دینے والا وارث کیسا کوئی گور و کفن نہ پائیگا خاتمہ بالخیر ہو جائیگا پیر مرد نے آہ سرد
بھر کر فرمایا افسوس شہزادے کو سبب کچھ سمجھایا تھا مگر عمل میں نہ لایا میر سوز ۔۔۔ آفت سے تو مر مر کے
ہوا تھا جیتا + پڑ گئی اور یہ کیسی مرے اللہ نئی + اُسی دم شاہین تیز پر و باد پر سوار ہوا مغرب کی نماز
لشکر میں داخل ہو کر پڑھی پہلے جانعالم کے خیمے میں آیا حال دیکھکر سخت گھبرایا پھر انجمن آرا کی جا کر
تسکین کی ڈھارس دینے لگی وہاں سے ملکہ کے پاس آ کے کہا تمہاری بدبختی سے ہماری وضع میں
فرق ڈالا برسوں کے بعد باغ سے نکالا ملکہ نے رو کر عرض کی یہ وقت تدبیر ہے نہ ہنگام تقریر بعد
رہائی اس آفت ہماری کے جو چاہئے فرمانا القصہ مجبور و ناچار وہ عارف باوقار شہزادے کے خیمے کے
نزدیک دور تک حصار کھینچکر بیٹھا یہ مرد بزرگ نیک صفات فن سحر کے سوا عامل اسم ذات کا تھا کچھ
پڑھنے لگا کبھی مناجات بدرگاہ مجیب الدعوات کرتا کہ اے یاور زیر دستان سر فرو کنندۂ گردن کشان
اس بوڑھے کی شرم تیرے ہاتھ ہے قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھا ہوں آخر وقت کا تو حافظ و نگہبان ہے مجھے
بمشکل ہے تیرے سامنے دور آسان ہے سفید ڈاڑھی کو بدنامی کے دھبے سے بچانا تیرہ بختی کا دھبا بارش فیض سے
دھو ڈالنا شعر مشکل از توجہ تو آسان + آسان ز تغافل تو مشکل + جبکہ سجادہ نشین چرخ اول با مجمع مریدان کواکب
حجرۂ مغرب میں گوشہ نشین روپوش ہوا اور سلطان فلک چہارم پر شوکت با حشم طلسم مشرق سے نمودار باجوش و خروش ہوا
ادھر وہ عابد عبادت گزار پیر جوانمرد شب زندہ دار وظائف صبح سے فرصت پا چکا ادھر وہ نابکار شیطان ضعیفہ باکمال
اژدہے پر سوار خشم خونخوار بعزم قتل جانعالم لشکر میں تنہا آئی پہلے ملکہ کے باپ پاس گئی آنکھیں لال لال طیش کمال ہوا

یہ آواز دلخراش پکاری اے جوہر شمشیر تدبیر تیری اجل بھی دامنگیر ہو کر کشاں کشاں اس دشت
جانفشاں میں لائی مجھے رحم آتا ہے کہ تو پیر نود سالہ ہو چکا ہے ان سالوں مرنا بہتر ہے قتل میں بدنامی
بیہودہ فائدہ کیا ہے جب حضرت نے یہ سید جملا جا میں بیباک شگاف کج نشان لشکر اس صفحۂ زمین سے
مثل حرف غلط کا دیجئے مٹائے دیتی ہوں یہ جو بزرگ نے آشفتہ ہو کر فرمایا لعنت فرقۂ بنی آدم مردود
عالم تجھے جوش شہوت و لوازم اخیرت نے آمادہ قتل ہزارہا بندۂ اللہ کے جرم و گناہ کیا میں مرگ عزیزان
دیکھوں مرنے سے ڈرون بقول میر آج ہم کل مر جاو تک چھینٹے بھی خلق کو کیا منھ دکھاؤ گے کیا کچھون سے
ناحق آنکھ چھپائی پڑی تو محبت مجھ سے لیا زندگی پر یہ سنکر وہ فاحشہ جل آستین چڑھا ساحر کی شیر نگیاں
دکھانے کی ٹھانی کچھ دعا کی تاثیر پہ اس کا جو اس پر ڈھال رنگ ہٹانے لگی تیغ سے پھرون
ناقص باتوں حقیقہ عارفین سے اس مقام کا یہی تھا اسی کلمے پر تمام کیا کہ جب وہ
جادوگرنی شب سحر کی طاقت سے شیر کی صورت بنائی پیر مرد بھی اسد اللہ الغالب کو یاد کر کے وہ بھی ہیبت ناک
اور اسطرح للکار کر گونجا کہ جنگل سے چار پائے نعرے کے خوف سے دریا میں گرے

تصویر ایک شیر ببر اور دوسری شیر کی آپس میں لڑنا اور شیر کا غالب آنا

اور پانی سے جانور خشکی میں چھپتے پھرے کچھ دیر اس ہیئت میں لڑائی زور آزمائی رہی آخر کار دو دوبا
انفعال اس جادوگرنی کو تاب شجاعت کی تاب نہ لائی گیدڑ بھبکی دکھائی اور عقاب بنکر اڑ چلی وہ
شاہین اوج دلیری سوچا کہ بے گرفتار کئے طائر مطلب ہاتھ نہ آئے گا اس ڈھڈو کے لشکر جنجال سے نکلے گا
اسیطرح سے بھاگی چھپنی کی آڑ میں شکار کھیلنگی بلا سے کچھ ہو لیکن پھنسا اژدہ میں کم پایا تھا دوڑا باز
تیز پرواز ہوا اس سناٹے سے جنگل اہنین میں اسے ادبوچا ایسا دبوچا کہ اسکی جان سٹھیا گئی

بھاگتے وقت رجال الغیب سامنے تھا موت پنجے جھاڑ کے پیچھے پڑی بہت تڑپی پنجۂ قضا سے نہ چھوٹ سکی اُسی کشمکش اینچا کھینچی مین مرغ روح اُسکا مجروح قفس تن سے اُڑکر آشیانۂ جہنم مین پہونچا غلغلہ حشر و شور نشور اُس صحرا مین نزدیک و دور مچا ہر طرف سے دار و گیر کی صدا آئی آسمان چکر مین آیا زمین تھرائی دشت تیرہ و مکدر ہوا آندھی چلی سحر کا کارخانہ اُڑ گیا ابتر ہوا قریب شام وہ سیاہی موقوف ہوئی خورشید نے رُخ انور دکھایا اپنا بیگانہ نظر آیا جانعالم گھبرا کر اُٹھ بیٹھا اہل لشکر نے ہائی از سر نو زندگی پائی جانعالم خیمے سے نکل نادم و خجل پیر مرد کی خدمت مین حاضر ہوا سب نے دیکھا دور حصار مین ایک رنڈی اَسّی نوے برس کا سن ضعف کا زور و شور بڑھاپے کے دن

تصویر جادوگرنی بڑھیا کی سانپ کھجوے لپٹے ہوے اور اُس کا مارا جانا

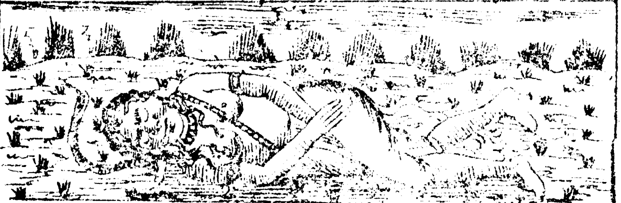

قد کمان مرسینے پر لٹکیں آنکھین نو دو طوفان جسم کا ہر ایک رگ و ریشہ ڑولید کی گھسن ہوئی رگین صاف نظر آتی تھین ہڈیان پسلیان بوسیدہ جلد کے باہر سے گنی جاتی تھین درج دہان بے در دندان حقہ خانی کیطرح داڑھ دانت کے نام سے منہ مین خاک تھی بھاڑ سا کھلا سانپلے نیلے مسوڑھے بڑے تالو نوشتہ کا توا جیب تھلسی چھالے پڑے بایان ہاتھ سا کھو کا ڈالا اور دہنا برگد کا تھنا قد کا ڈول مزا لاعوج بن عوق کی خالا ٹانگ سرا پا تاڑ جسم بڑی کھڑی ہو تو سقف سے ستون کی آڑ دراز ہو گنبد جیسے رخ کی پاڑ ہو پھیلائے پڑی تھی گویا پتھر رکھے محل کی کڑی تھی سینہ پر کینہ تنگ جان نکلے تکیے کیطرح سیدھے لٹکے پیٹ کی لپیٹ کی انتہا نہین بے خاک گور کبھی بھرا نہین دل پہاڑ کی سل سے سخت تر گردہ توپ کا ہمسر ہڈی سے گوشت گوشت سے کھال جدا پیر زال فرہاد کش بڑھیا چہرے کا یہ رنگ کہ سلیٹ کے سپر کا اُسکے روبرو منہ سفید ہو جائے شب فرقت کی سیاہی مین کالی بلا سی

نظر آئے گوبڑکا وہ ڈھنگ کہ سب کہتے تھے بیجا ہے اُنکو نکو کاٹ کھائے ماتھے پر سیندور کا ٹیکا دور سے
نظر پڑا اور سفید چونڈا اچھوت کیطرح لٹکتا سیاہی کا دھبا بجز تیرہ بختی کہین نہ دیکھا ایسی سر کی مانگ مین بھی مانگ
جا بجا سیندور بھرا بالون مین ناریل کا تیل چپٹے چپٹے دیدون مین ندیدون کیطرح کاجل ریل
پیل گہنے کے عوض سانپ بچھو لپٹے گھونگھری اور ہڈیون کے ہار گلے مین پڑے سحر کا سنگار کیے
پشت بہ بہشت روے نحس سوے جہنم چت پڑی تھی شہزادہ پیرمرد کو ساتھ لیکے محلسرا کے خیمے مین آیا
شہزادیون نے جان پائی جلیسون کے منہ پر رونق آئی خواصون نے شکر جناب باری کیا ماما
اصیلون نے پیرمرد کے قدم پر گرکر عرض کیا مصرعہ اے آمدنت باعث آبادی ما + اُس بزرگ نے
فرمایا ابھی اس معرکے سے نجات نہین ہوئی آفت عظیم کا سامنا باقی ہے جانعالم نے پوچھا قبلہ وہ کیا ہے
اُسنے فرمایا اسکا باپ شہنشاہ جادوان ہے کوئی دم مین ضرور آئیگا بکھیڑا مچایگا ملکہ مہرنگار مضطرب
ہوئی پیرمرد نے فرمایا اللہ یار ہے وہ کیا نابکار ہے مصرعہ دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است
یہ کہکر دو ماش جیب دراست سے پھینکے دو جانور نئی سورت کے پیدا ہوے ہر ایک کے چہرے طاؤس کے دھڑ
یاقوت کے سینگ الماس کی آنکھین زمرد کے پر اور دو ٹھیکریون پر کچھ لکھکر اُن کے سامنے رکھا
وہ ہر ایک چونچ مین اُٹھا اُڑ گیا۔ وہ رات بھی بیم و ہراس مین گذری جسوقت ساحر شب سیہ اعمال
صبح کی آمد کے دبدبے سے بھاگا ہوا تند چلی برق چمکی رعد کی آواز ہوئی اہل لشکر ڈر گئے مثل مشہور ہے
مار گزیدہ از ریسمان پیچیدہ میترسد پیرمرد کے گرد جمع ہوے کہ ایک سمت سے غول کے غول غنیم کے غٹ
جادوگرون کے چھٹ پٹ بازجرے باشنے جھنگے بے ڈھنگے دھڑنگے سوار قطار قطار آئے میدان مین مرشد
کامل نے انکا پرا جمایا دوسری جانب سے جادوگرنیان طاؤس اور ناگنون پر سوار آتشبازی کے حقے
اُڑاتی ناریل اُچھالتی اکتارے چھیڑتے بادلے کی جھنڈیان کھلی ہوا سے اُڑتی ہوئین آپس مین
بعضی جیالی سحر آزمائیان ہاتھون کی صفائیان ہوتی لڑائی کے عزم پر پھر کرتی موجود ہوئین اُنھی
پرے کے مقابل ٹھہرین انھین دیکھ کے جانعالم کا جی کلبلایا فوج کے سردارونکو بلایا اور فرمایا
آج دغدغہ کا ہے اگرچہ جلسہ اور معرکہ دیکھنے کے قابل ہے زندگی ہے تو ایسا روز کبھی کاہے کو
نظر سے گذرے گا وگرنہ مرگ انبوہ جشنے دارد ہماری فوج بھی جھک دمک سے صف آرا ہو اسلحہ
نیام سے نکالو یہ خبر سُن کے چلے بیلدار نکلے پست و بلند زمین ہموار کر کے کنکر پتھر چنکر جھاڑی

جھنڈی کاٹ ڈالی جھاڑی ہوئی زمین صاف برابر نکالی پلٹنون کی خاطر مورچے درست کیے
توپون کے لیے دمدمے باندھے جھانکی لگائی کہین سرنگ کا پوشیدہ رنگ جمایا باروت کو بچھایا میدان
جنگی بنایا بہشتے آبپاشی کر گئے توپخانے والے بالچون مین پانی بھر گئے فوج کی آمد ہوئی صف
کارزار آراستہ ہونے لگی راست وچپ پانچ پانچ سو ہاتھی مست پٹے سونڈون مین چرخے ایک ایک
پہلوان قوی ہیکل زرہ پوش گرز گران بر دوش اُنپر سوار پھر پلٹنین اور توپخانہ آیا قرینے سے
جمایا کیا توپ فلک شکوہ سورج بھنکار اور تانک متی کی سیتے کی گردون گردان پر چوٹ کرنیوالی
مدد کو ہوٹ کو سون کی چوٹ کی اور وہ غبارے جسکا گولہ قصر چرخ مین اُتارے پھر سوارونکے پرے
مین میمنہ میسرہ قلب جناح ساقہ وکمینگاہ درست کردیا آگے ہراول پیچھے سوارون کے پیدل
فوجونکے دل النقیب چارسو سے نکلے گلے سے گلا کنوتی سے کنوتی پٹھے سے پٹھا دم سے دم سمجھتے سم ملا دیا
نشان بردارون نے علم سبز و سرخ درافشانکو جلوہ دیا سر علم ماہی پرچم کی چمک چشم دلاوران مین
بادۂ جرأت کا کام کر گئی نامردون کو ہول ہوے بھاگنے کی فکر پڑی پیٹ مین لھاسبلی بھی
گتنون کی چلتے چلتے گا زر چلی دریاے فوج ظفر موج موجزن تھا حشر کا میدان رن تھا عرش
کوس حربی صداے نقارخانہ جنگی چرخ پر برج ثور تک زیر زمین گاو ثری کو پہونچی اور صدمۂ نا
ستۂ مہیب آواز دہل گوش فریب سے کرۂ ارض و سما دہل گیا اور کرناے حبشی نے غریو سے
صور کی ہمدمی کا دم بھرا اِذَا زُلزِلَتِ الارضُ زِلزَالَہَا کا وقت قریب آیا جان عالم بھی بصد
حشم اسپ پری پیکر پر جلوہ گر ہوا چتر زرنگار بالاے سر تاج شہریاری کج رکھکر شمشیر برق دم زیب کمر
فولادی سپر پشت پر بائین ہاتھ مین مرکب کی عنان دہنے مین نیزۂ اژدہا پیکر دو زبان فتح و
نصرت جلو مین اقبال یاور رنگ دو دمین ہمت وغیرت دست بستہ ہم جرأت زیر قدم قربوس
زین مین کمان کیانی چہرے پر رعب و جلال کشورستانی سمند صبا دم کو گرم عنان کرکے جہت سے
برابر باگ لے چا دوش طرار خنجر دار باش للکار امریخ ساخنجر گزار بالاے چرخ الامان پکارا اگرگیتون نے
کر کا شروع کیا نقیبون نے نہیب دی دلاور و آج عرصۂ جنگ جگہ نام و ننگ کی ہے دنیا مین زندگی
چار دن ہے لڑنے بھڑنے کا نوجوانون یہی دن ہے کسیکو بقا بجز ذات خدا نہین ہمیشہ دنیا مین وہی
رہا نہین شعر رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہ گیا + مردون کا آسمان کے تلے نام رہ گیا + اس سے

جو سدا کے بہادر صاحب جرأت تھے انکا دریاے شجاعت سینے مین موجزن ہوا موچھین کھڑی ہوئیں آنکھین سُرخ چہرے بشاش ہو گئے بسان شیر دلیر قبضہ ہاے شمشیر دیکھنے لگے اور چست و چالاک ہو کر مستعد کارزار ہوے جانفشانی کو تیار ہوے ہر دم باہم یہ اختلاط تھا دیکھین آج تلوار کسکی خوب کاٹتی ہے کس کس کا لہو چاٹتی ہے پہلے نیزہ کسکا سینۂ عدو پر چلتا ہے نیزے کی طعن پر کون چھاتی تانتا ہے لوہا کون مانتا ہے کسکے تیر کے نشانے سے خون کا فوارہ اُچھلتا ہے آب پیکان دشمن کے حلق مین کون اُتارتا ہے سر پیکان کسکا طالب سوفار سرخرو ہوتا ہے کسکو کون للکار کر ڈانٹ کر مارتا ہے داؤ کون بچارتا ہے عرصۂ کارزار مین حق نمک شاہزادہ ادا کیجیے دشمنون کا لہو پیجیے جب بگڑے تو وہ کام کیجیے جس سے رستم کی گور تھرّائے سام و نریمان کا رنگ فق ہو جائے کوہ پر کاہ کی طرح اُکھاڑے دیو اگر سامنے آجائے تو پچھاڑے رئیس قدردان سر میدان سرگرم نظارہ ہے دیکھیے کون کام کا ہے کون ناکارہ ہے کسکے ہاتھ کھیت رہتا ہے کون کون کھیت رہتا ہے من چلا ہین کر لو زر سُرخ و سفید سے سپرین بھر لو آج ہی تو آن بان ہے یہی گوہ یہی میدان ہے ڈھل گنڈ دن کا لاحول ولا یہ ڈول ہوا کہ ہول سے چہرے زرد لب پر آہ سرد منھ پر ہوائیان اُڑتی تھین بار بار بھاگنے کو باگین مُڑتی تھین کھڑے ہوے اپنے منھ نوچتے تھے پیٹ پکڑے پھرتے تھے دست سر دست چلے آتے تھے ڈر کے مارے پیلے ہوے جاتے تھے کوئی کہتا تھا میان جی ہے تو جہان ہے نوکری نہ ملیگی بھیک مانگ کھائینگے جان کہان پائینگے حسرت گئی تو گئی جان تو رہیگی لہو کی ندی بدن سے نہ بہیگی یہی نا کوئی نامرد کہے گا آبرو جائیگی جی تو رہیگا بہانگی بگڑ ہی اور کہین بنا لین گے تیر تلوار کی گولی بچا کر گالیان کھا لین گے لڑنے کو سپاہیون نے کمرین باندھین ہین کوسنے کو ہم موجود ہین کوسون بھاگنے کو آندھی ہین جو کہین لگانے مین ہمارے مان باپ بھنگ پلاتے تھے معجون کھلاتے تھے کسیکی فصد کھلی دیکھکر ہمین غش آتے تھے ہم تو دوست ہو یا دشمن دونون کی خیر مانگنے والے ہین سب سے پہلے معرکے سے بھاگ گئے والے ہین ہمیشہ گالی گلوچ کو خانہ جنگی ڈھول دھپے کو میدان داری سمجھے لڑائی بھڑائی سے کبھی بھڑکے نہ نکلے تمام عمر بدن مین سوئی نہ چُبھنے دی گالیان کھا کھا کے زندگی کی بے غیرتی کا جلا ہے جسنے آجتک جان سلامت رکھی اسپر بھی قسمت نے یہ دن دکھایا خدا نے ہمین ہیجڑا کیون نہ بنایا فوج مین اس طرح کی کھلبل مچ رہی تھی ادھر انجمن آرا اور ملکۂ مہر نگار سے

ایک اُنچا ٹیکرا تجویز کر خیمہ بپا کیا چلمین چھوڑ آ بیٹھین سیر دیکھنے لگین اس عرصے مین لشکر غنیم کی آمد
ہوئی یعنے شہپال جادوگر نو لاکھ ساحر ہمراہ رکاب شکست انتساب لیکر تخت پر سوار چالیس اژدر
خونخوار تخت اُٹھائے بڑے کر و فر سے آیا فوج بے قیاس وہ خدا ناشناس لایا اور سامنے جوانان
تہمتن و گردان صف شکن کے اپنا پرا جمایا پھر علم کالے آگے نکالے اور پرچم سیاہ ہمصورت بخت اُس گمراہ
کے کھلے دف دفنے اور جھانجھ بجنے لگے ادھر کوس و کورگرجنے لگے وزیر اُسکا پیام پیرمرد کے پاس
لایا دست ادب باندھ کر عرض کی ایلچی کو دوال نہین زیادہ گوئی کی مجال نہین شہپال نے
فرمایا ہے تمھارا جینا مرنا برابر ہے کہ گرم و سرد زمانہ دیکھکر عمر طبعی کو پہونچے مگر ان نوجوانون پر رحم نہ
کیا ان کے خون کا حساب اپنی اعمال کی کتاب پر لکھوایا بوجھ اپنے ذمے لیا پیرمرد نے جواب دیا اے
اُس اجل رسیدہ پیر نابالغ سے کہنا طرفین سے جس کا خون زمین پر گریگا اُسکا مظلمہ مواخذہ تیری
بیٹی جو فاحشہ تھی اُسکی گردن پر ہوگا ہم سمجھے تھے وہی ننگ خاندان تھی لیکن اب معلوم ہوا
ایسون کے ویسے ہی ہوتے ہین تجھے سفید داڑھی کی شرم نہ آئی کہ وہ مری تیرا کلنک کا ٹیکا
مٹا تو تو اُس سے زیادہ بے حیا سیہ قلب نکلا یہ مقام رزم ہے جائے نیزہ و شمشیر یا بزم ہے جو محل
تقریر ہو گفتگو بے فائدہ ہے لاطائل باتون سے کیا حاصل جو منظور ہے بسم اللہ اُسمین دیر نکرو دیکھین
آج کسکے حصے مین تخت و تاج ہوتا ہے اور گور و کفن کو کون محتاج ہوتا ہے وزیر محجوب پھرا شہپال سے
سب حال کہا پھر تو وہ کافر غدار گیرنا ہنجار مثل مار دُم بریدہ برخود پیچیدہ ہو شعلۂ غضب سے دونا ری
جلگیا چہرے کا رنگ گرگٹ کی طرح بدل گیا پہلے تو آپ حقہ آتشی پیرمرد پر مارا پھر لشکر کے سردارون
کو للکارا دو پہر تک عجیب و غریب سحر سازی ہنگامہ پردازی جادوگرا اور جادوگرنیون کی لڑائی رہی
کہ دیکھی نہ سُنی کسی نے کسیکو جلایا کسینے بجھایا کسی سنگدل نے پتھر برسائے سب کچھ سحر کے نیرنگ دکھائے
آخر کار جب جادوگری ختم ہوئی لڑائی کی نوبت بگرز و شمشیر و نیزہ و تیر آئی پھر تو شہزادۂ جانعالم
کی بن آئی باگ اُٹھائی فوج جرار غازیان نامدار خنجر دار ہوے سیاہ مانند ابر چار سمت گھر آئی برق
شمشیر چمکی پہلوانون کے نعرے نے رعد کا کام کیا خوب لوہا برسایہ سب تازہ دم وہ دوپہر کے خل
سیکڑون ٹاپون مین کچل گئے گھوڑون کے جھپٹ مین کھند ل کیے شمشیر صاعقہ خصال جانعالم
کا یہ حال تھا جس کے سر پر پڑی اُس خود سر کا کاٹا حلق مین قطرۂ سیماب کی طرح اُتر سینہ

پر کینہ کا لہو چاٹتا وہی سر جو پناہ خود مین تھا پلک جھپکی تو گود مین تھا پھر گھوڑے کے تنگ سے جیت گذر
زخم کشادہ کر خانہ زین سے زمین مین قرار لیا سر بالین اُسکے قضا کو روتے دیکھا اُسے خواب مرگ
مین پانون پھیلائے سوتے دیکھا جسے لپک کر ایک وار کیا دو کیا دو کو چار کیا حواس خمسہ کسیکے درست
نہ تھے ششدر رہ گئے ساتون زمین کے طبق تھرائے آسمان کو چکر ہوا مردے قبرون سے چونک
کے باہر نکل آئے جو لپکا اُسے مار لیا بھاگتے کا پیچھا نکیا گھڑی بھر مین خون کا دریا بہگیا لاشون
کا انبار رہ گیا کاسہ سر حباب دریا کی طرح بہتے نظر آتے تھے موج خون مین ادھر ادھر غوطے کھاتے
تھے دشمنون کی کشتی زیست طوفانی تھی آب تیغ کی طغیانی تھی فوج عدو کا زندگی سے دل سیراب
اور اُچاٹ تھا لہولہان ہر تلوار کا گھاٹ تھا کوسون تک لاشے پٹے تھے یہ پاٹ تھا آخر کار فوج کو
شکست ہوئی شہپال مارا گیا سر اُس خود سر کا قتل خیار تر آتارا گیا سپاہ باقیماندہ اُس تیرہ بخت
نگونسار کی فرار ہوئی زندگی دشوار ہوئی پھر تو غازیان فتح نصیب اور جادوگران مہیب لوٹ پر ٹوٹ
پڑے سب کچھ لوٹا ساز و سامان اُن کا ذرا نہ چھوٹا ادھر نشان کھلے شادیانے بجے وہ سب

تصویر معرکہ لڑائی شہپال کا مارا جانا اور تصویرین جادوگرون کی ہیبتناک

جا و رپھر اتے ماتم کرتے گریبان چاک سر و رو آغشتہ بخاک دم سرد بھرتے جسکا منھ جدھر اُٹھا بھاگ نکلے میدان کشتون سے اٹ گیا دشت لاشون سے پٹ گیا طعمۂ زاغ و زغن اُسی بن سے ہے صحرائی درندون کے خوب پیٹ بھرے بلکہ جانورون کی دعوتون کو گوشت کے مچے قیمہ کیے اُٹھا رکھے بہت ہیضہ کر کر مرے وہ سرزمین قلعہ خزانہ جانعالم کے قبضے مین آیا بڑی جستجو تگاپو سے وہ لوح اور نقش پایا پیرمرد رخصت ہوا اور جتنے مدارج پند و نصیحت تھے مگر سمجھا گئے راہ کا خطر مصیبت سفر ہر منزل و مقام کا نفع و ضرر کہکر کہا میری جان اب ایسی حرکت و سامان نکرنا جو پھر کوئی روز سیاہ دشمنونکے سامنے آئے دوستونسے دیکھا نہ جائے لیجیے باغ چھڑا لیئے لو اب اللہ حافظ و ناصر رسول اُسکا تمھارا مددگار و یاور رہے

نزول موکب شوکت و جلال بعد فتح جادو شہپال ساحل دریاے شور پر جہاز کا آنا شہزادے کی طبیعت کا لہرانا پھر سوار ہونا اور جہاز کی تباہی باہم کی جدائی آئین آرائی ہنسنے سر و پا نی جوگی کی ملاقات

آشنایان بحر تقریر و غواصان محیط تحریر شناوران شط الفت غریق لجۂ محبت نے گوہر آبدار سخن کو سلک گفتار مین منسلک کرکے زیب گوش سامعین ذی ہوش اسطرح کیا ہے کہ بعد فتح جنگ جادو شہپال اور ہاتھ آنے خزانہ مالامال کے دو مہینے تک عساکر نصرت اثر شب و روز اُس دشت مین جلوہ افروز رہا جب پیر مرد باغ کو تشریف فرما ہوا جانعالم نے کوچ کیا چند مدت کے بعد ایکروز خیمہ لب دریاے شور ہوا شہزادہ معشوقوں سے باہم تماشاے بحر زخار و نظارۂ امواج پیدا کنار اور سیر دریاے ناپیدا کنار کی باتی کا زور ہوا اسے دریاے شور کی شور کیفیت لطمہ و گرداب دیکھتا تھا نظم آب کیسا کہ بحر تھا زخار + تند و مواج و تیرہ و تند دار + موج کا ہر گنا سیہ طوفان پہ + مارے چشمک حباب عمان پر + گذر موج جب نہ تب دیکھا ساحل اُسکا نہ خشک لب دیکھا + ناگاہ ایک جہاز پر تکلف با نقش و نگار بسیار جلا دار نمودار ہوا شہزادہ سمجھا کوئی سوداگر کہین جاتا ہے جب قریب آیا جہاز کو لنگر کیا اور ناخدا در دولت پر شرف اندوز ہو کر عرض کرنے لگے ہم لوگ ملاح ہین یہان جو شاہ و شہریار رونق افروز ہوتا ہے ہم اُسے دریا کی سیر و شکار بحری جانور آبی دکھاتے ہین موافق قدر جو قسمت مین ہوتا ہے انعام پاتے ہین یہ سنکر خواہش سیر دریا شہزادے کے سفینۂ دل مین موج زن لطمہ پیرا ہوئی ملکہ سے کہا چلتی ہو اُس نے عرض کی ہنوز گرداب غم متلاطم اندوہ و الم سے ساحل فرحت و طرب کی ہمکناری میسر نہین ہوئی آپ کو اور لہر آئی

نیا ڈھکوسلا سوجھا جان عالم نے کہا دریا کی سیر جی کو مسرور کرتی ہے خفقان دور کرتی ہے طبیعت بہلجاتی ہے
کیفیت نظر آتی ہے تمنے سنا نہین قول سعدی مصرعہ بدریا در منافع بیشمارست ۔ دو چار گھڑی دل
بہلا چلے آئینگے ملاح محروم تر جائینگے ملکہ مہرنگار نے متردد ہوکر کہا یہ سب سچ ہے جو آپ نے فرمایا خفقان
کیسا تمہارے دشمنون کو نرا مالیخولیا ہے مین نے بارہا انجمن آرا سے کہا ہے سو یہ مرض لا دوا ہے پانی سے
دونا ہوتا ہے اسکے سوا میرے دماغ مین بھی کیا خلل ہے میرا دوسرے مصرعہ پر عمل ہے سعدی اگر خواہی
سلامت بر کنارست ۔ شہزادے نے فرمایا خیر ہم تو سڑی ہین تنہا جائینگے تم نہ چلو بیٹھی رہو آرام کرو
جدائی کی تاب محبت کی مبتلا کو کہان ہے الفت کا یہی بڑا امتحان ہے ناچار ناچار سید ہو ملکہ مہرنگار اٹھی
اور انجمن آرا مع چند خواص ہمراہ ہوئی جہاز پر پہونچے بادبان کھینچے پالین چڑھین لنگر اٹھا مہرنگار
مضطرب وار یہ شعر پڑھنے لگی حافظ درین دریاے بے پایان درین طوفان موج افزا ۔ دل افگندیم
بسم اللہ مجریہا و مرسیہا ۔ لوگ مصروف تماشا ملکہ فکر مین تھی [illegible] زن گرداب [illegible] اندوہ و الم کی
آشنا بار بار انجمن آرا سے کہتی تھی خدا خیر کرے دشمن [illegible] ایسی سیر [illegible] گذرتی ہے
خود بخود پانی دیکھکر جان ڈرتی ہے اللہ حافظ و نگہبان ہے سراسر سامان بد نظر آتے ہین کلیجا خوف سے
لرزان ہے القصہ چار گھڑی جہاز نے [illegible] یکایک آفت آئی [illegible] پریشان ہو کے
شہزادے نے پوچھا کیا ہے عرض کی طوفان عظیم الشان اٹھا ہے [illegible] عالمگیر ہوئی
جہاز تباہی مین آیا بادبان ٹوٹ گئے مستول [illegible]

تصویر دریا مع جہاز اور دونون ملکہ کی مع خواصون کے اور جہاز کا ڈوبنا

آخرش تلاطم آب صدمۂ پیچ و تاب موج سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا کسیکو کسی کی خبر نہ ملی کون ڈوب گیا کون
جیتا رہا ایک سے دوسرا جدا ہو گیا جان عالم تختے کے سہارے سے ڈوبتا تیرتا چار دن مین کنارے لگا جب
طغیان پانی کی موقوف ہوئی غش سے آنکھ کھلی دیکھا کنارے لگا ہون بلکہ کوہ کے کنارے لگ رہا ہون
بڑی جد و کد سے اُترا آہستہ آہستہ بیٹھتا اُٹھتا ایکطرف چلا ایک بستی مین پہونچا وہان کے باشندے
اسکا چہرہ اور جمال اور یہ خراب حال دیکھکر بہت گھبرائے قریب آئے کوئی بولا یہ پریزاد ہے بشکل آدمزاد
ہے چمن حسن و خوبی کا شمشاد ہے کسی نے کہا ابھی تو دن ہے یہ از قسم جن ہے غرضکہ جس جس نے
اُسے جس کہا تھا پاس آ کچھ خوف سا کھا اسطرح بولے استاد کون ہو کیا ہو سچ کہو + حور ہو یا پری
ہو تم + جانعالم نے دم سرد دل اندوہگین سے بھر چشم تر کر اُن لوگون سے کہا لا اعلم جانے
دارم چنانکہ دشمن خواہد + جانے دارم کہ فرقت تن خواہد + ناکامی خویش را اگر شرح دہم + دشمن بجدا
زندگی من خواہد + ایہا الناس ہین گم کردہ کاروان جرس کی طرح نالان ہون دلگرفتہ نقش
پائے یاران رفتہ ہون حمق مین گرفتار ہون بچھڑون کا طالب دیدار ہون غریب دیار بیتاب داغ
نصیب ہوا آب مفارقت یاران چند سے خستہ و خراب حیران ہوش و حواس یکلخت زائل ضعف
سد راہ ناطاقتی حائل یارون کی صورت نظر آتی نہین دیدۂ دیدار طلب مین بینائی نہین نہ تاب
رفتار نہ طاقت گفتار **مولف** بسان نقش پا بیٹھے جہان وان سے نہ پھر سکے + ٹھکانا پوچھتے ہو
کیا بھلا ہم نے ٹھکانا نہ ملا + بیاد دوستان پہر دن مجھے ہچکی لگ آئی ہے + کہین مذکور جب ہوتا ہے
کچھ گذرے فسانون کا + غم سے آہ کے ثابت ہوئی غم کی ظفر ہیکو مگہ باعث فرح کا ہوتا ہے کھلینا نشانون کا
چھٹ گئے جبر سے پیر فلک نے دوست سب میرے + شریکا داغ کب دلسے مرے اُن نوجوانون کا + شرر منہ سے
نکلتے ہین مرے دردِ دل حزین ہر دم + بھلا دیوانہ ہو کیونکر جمع ہم آتش بیانون کا + اس حکایت
جانسوز شکایت چرخ نے مہر غم اندوز سے سب رونے لگے کہا یہ شاہزادہ عالی تبار ہے الا دل از دست داد
محبوبون سے دور افتادہ اس سبب سے دل افگار ہے منت و سماجت سے مکان پر لے گئے ہاتھ منہ
دھلوا کھانا پانی حاضر کیا جان عالم آب و طعام دیکھکر رو دیا یہ کہتا استاد ہو خاک بھوک کی اس
ناقہ مست کو پھر چھانچھ + جو اپنا خون جگر رو رو تماشا سمجھے + خدا جانے میرے بچھڑون کا کیا حال ہوا
کسی کو دانہ پانی میسر آیا یا کچھ نہین پایا مین بھی نہ کھاؤن گا بھوکا پیاسا مرجاؤن گا وہ بولے

حضرت سلامت کھانے پانی سے انکار نادانی ہے آپ سے بشر کی زندگانی ہے جو جیتے ہو تو کسی روز
بچھڑوں سے ملجاؤ گے وگرنہ غربت کے مرجانے مین گور و کفن بھی نپاؤ گے ناچار سب کے سمجھانے سے
دو ایک تو اسنے بجبر حلق سے اُتارے پانی جو پیا ہاتھ پاؤن سنسنائے پیہم غش آئے جب طبیعت ٹھہری
سب حال پر ملال جہاز کی تباہی انیسان ہمراہی کی جدائی اپنا ڈوبتے اُچھلتے وہان تک آنا
ماوروں کا پتا نپانا بیان کرکے بقول مرزا حسین بیگ صاحب یہ کہا بیت ہمرہان رفتند و ما ماندیم
وزدان بر کمین + خانہ ملاح در چین ست و کشتی در نہنگ + سب تاسف کرنے لگے ایک شخص نے کہا
یہان سے دو منزل ایک پہاڑ ہے کوہ مطلب برآر نام ہے اُسپر جوگی کا مقام ہے مرد با کمال شیرین مقال
ہزاروں کوس سے حاجتمند اُنکے پاس جاتے ہین سب کے مطلب برآتے ہین بلکہ اُسپر عنایت باری
ہے چشمۂ فیض اُس سے جاری ہے مشہور ہے کہ آجتک کوئی شخص محروم ناکام اُس مقام سے نہین
پھرا یہ مژدہ سنکر چہرے پر بشاشت چھا گئی گئی ہوئی جان اُسی آن بدن مین آگئی عمر اگر یہ شعر
پڑھا حافظ آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند + آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند + اُسیدم چلنے کا عزم کیا وہ لوگ
مانع ہوے کہا ابھی جانے کی طاقت آپ مین آئی نہین پاؤن مین راہ چلنے کی تاب و توانائی
نہین دو چار روز یہان آرام کرو قوت آجائے تو مختار ہو غرضکہ جان عالم نے اُن لوگون کے
کھانے سے وہان مقام کیا عجب پریشانی مین صبح کو شام کیا گرد و سب حلقہ زن یہ با اندوہ
معشوقان گرفتار رنج و محن کبھی تو محزون چپ رہتا گاہ مثل مجنون خود بخود بکنے لگتا اور جب حواس
خمسہ درست ہوتے یہ خمسہ پڑھتا اُستاد ہر سو خبر الفت کی کیا آپ سے پہونچائی + آگے بھی مرے لب پر
فریاد کبھی آئی + کیون مجھ سے بگڑتا ہے او کافر ترسائی + تا داشت دلم طاقت بودم بشکیبائی + چون
کار بجان آمد رفت بس من در رسوائی + گاہے مرے لب پر ہے فریاد گہے فغان + پہلے غم دوری سے مین
سخت ہون اب نالان + یہ جائے ترحم ہے کر رحم ذرا جانان + ور زاویۂ الفت دو راز تو چو ہجران +
تنہا منم و آہے آہ از غم تنہائی + ہے دن کو تو یہ عالم ظالم ترے مجنون پر ہین گرد کھڑے لڑکے جھولی
مین بھرے پتھر + سونے کی کسے فرصت ملے یار اسے باور کر + شبہا منم و اشکے و ز خون ہمہ بالین تر +
عشق این ہنرم فرمود از عیب نفرمائی + اعضا شکنی گاہے گہ درد جگر دیکھو + رومال بھگوتا ہون
آنکھون ہی کبھی او ستم + گردن زدنی ہون مین شکوہ کرون تیرا گو + صد رنج ہمی بینم

اے راحت جان از تو + از دیدہ تو آن دیدن چہ زیبکہ تو بنمائی + تا تاب و تحمل مین یکتا جگر خسرو آگے
تو نہ بہتے تھے سلک گہر خسرو ہو تم اب تو **نوازش** تو چلکر خبر خسرو + بس ذرہ کہ ہمیں بزد از چشم تر خسرو + کز
دست برون رفتہ سررشتۂ دانائی + آخرش وہ رات کی رات بہزار عقوبات تڑپ تڑپ کر سحر کی نماز
صبح کے بعد پہاڑ کی راہ لی چار دن مین ناچار وہ راہ طے کی پہاڑ پر پہونچا سنگ سفید کا پہاڑ بہت
آبدار مانند ہمت جوان صاف باطن سربلند اور مثال طبع سخنوران فرح افزا دلپسند درہائے فراخ
کشادہ روشن جوش نباتات ریاحین و لالہ سے اور خروش مرغان خوش الحان سے رشک صحن گلشن
چشمہائے سرد و شیرین جابجا فرہاد کی روح کا ٹھیکہ ہر قسم کا میوہ دار درخت قدرت حق سے اُگا پھولا
پھلا پتھر ہر ایک معدن لعل پرند چرند صاحب حسن و جمال یہ سیر دیکھتا چلا ایکطرف درخت گنجان
گھنے پختہ مزار بیدار دلون کے بنے اور مڈھی کا گنبد گنبد گردان مینون کا جواب بنا ترسول گڑا تھا اُس
کی جھنڈی پھر پھراتی کلمہ شہادت بخط جلی لکھا جب اُسکے نزدیک آیا دور دور تک مکان صاف
صحن شفاف پایا مٹھ کے روبرو درخت کے تلے چبوترے کے اوپر ایک جوگی سوا سو برس کا سن و سال
بگڑا نشہ کمال ذوقی ناف سے بڑی گرہ لگی جٹا ہر ایک راکھ سے بھری قدمبوس ہو رہی پانون پر
پڑی پلکین دیدہ حق بین کا اسرار چھپانے کو چشم حاسد کے گزند بچانے کو مونچھون نے لبین جسم مین
موج دریا کی طرح جھریان پڑین کمر مین کردھنی موتی سی نہین بان کی عجب آن بان کی کھاروے
کا لنگوٹ ستر عورت کی اوٹ گلے مین محمودی کی کفنی حقہ جوگانی منھ سے لگائے افیونی کی شکل بنائے
شیر کی کھال بچھائے بھبوت رمائے دید وادید سے بظاہر آنکھین بند مگر دیدۂ دل کھلا خموشی پسند
دل بولتا سوتا نہ جاگتا آسن مارے دنیا سے کنارے بیٹھا پیٹ پیٹھ سے لگا تیر سا قد راست مثل کمان
خمیدہ گویا چلہ کھینچ چکا ہے زنار آسا رگین عیان کھال سے ہڈیون کے جوڑ شمع فانوس نمط نمایان
تسبیح سلیمانی ایمان کی نشانی ہات مین ہر بھجو ہر بھجو تکیہ کلام بات مین قشقہ ٹیکا ماتھے پر ہندون
کا سا اور سجدے کا گھٹا بدر کامل کی صورت چمکتا زرد مٹی بدن مین ذکر حق دل و دہن مین کہین
مصلے پر سجہ و سجدہ گاہ رکھی کپڑے کی جانماز بچھی کسی جا پوتھی کھلی دھونی رمی دونو سے راہ رکھی عجب رنگ
تھا انسان خلاصہ یہ کہ نہ ہندو نہ مسلمان بقول **مرزا سودا** ع گر کہون مین کون ہون آپکو بتلائے شیخ +
تو کہے گبر مجھے گبر مسلمان مجکو + ایک طرف تکیے مین دو چار کیا ریان بیلے چنبیلی کی بہار گلکاریان

کہین مُرشدون کے ڈھیر گرد کی چھتری بزرگون کے مزارون پر مولسری کے درخت سایہ دار قطار قطار درختون کی ٹہنیون مین پنجرے لٹکتے باہم بحث کرتے انکے فاختہ کی کوکو قمری کی حق سرہ کو کلمہ کے دم سنانے کا عالم کہین مرگ چھالا بچھا شیر کی دیتا دھونی لگی لکڑ سُلگتا کسی جا ببر کی کھال کا بستر آہوے صحرائی اسیر بیٹھا اودا اسا توبنا ہے بہتا دھر ایک سمت بھوانی کا مٹھ تلسی کا پیڑ ہرا بھرا گرد چشمہ پانی کا بھرا جاے دلچسپ مکان رعب دار گل خودرو کی جدا بہار ایک طرف بھنڈارا جاری کڑاھا چڑھا موہن بھوگ ملتا کہین پلاو قلیے کی تیاری چھاندا بٹ رہا تھا کچھ مہنت بالکے کچھ مرید حال قال کے کوئی چلے مین بیٹھا کوئی دنیا سے ہاتھ اُٹھائے کھڑا کسی کے خرقہ و تاج سر و تن مین کوئی چواگن مین کہین کتھا ہوتی کوئی وعظ کہہ رہا ایک طرف خنجری بجتی طنبورا چھڑا بھجن ہوتے ایک سمت حلقہ مراقبے کا بندھا نوحہ پڑھ رہے لوگ روتے عجیب وہ گرد مرشد غریب یہ مرید چیلے روز ایک دو کو مونڈتا تیسرے چوتھے دن عُرس میلے حاصل کلام یہ کہ وہ عجب جلسہ تھا کہ دیکھا نہ سُنا یہ اجتماع نقیضین آرام و چین سے شہزادے کے پاٹون کی آہٹ جو پائی مرد آگاہ دل روشن ضمیر نے پلک ہاتھ سے اُٹھائی آنکھ ملائی دیدے لال لال چہرے پر رعب و جلال جان عالم کو بغور دیکھا اُس نے جھک کر مودب سلام کیا اُس خوش تقریر شیرین مقال نے کہا بھلا ہو بچا بڑی مصیبت فلک نے دکھائی جو نیہ صورت یہان تک آئی آو بیٹھو گرو بھلا کرے مرشد کی دعا سے حق حاجت روا کرے ہم تمھارے

تصویر پہاڑ اور مٹھ اور بھنڈارہ وجوگی مع ترسول وغیرہ اور جان عالم کی

امانت دار ہین سواری کھڑی ہے چلنے کو تیار رہین جانعالم تو متعجب ہو رہا تھا وزیر زادہ حیران ہوا کہ یہ کیا اسرار ہے پاس جا بیٹھا جوگی اُٹھا خیمے مین جا کر بنا یا گیروا جامہ پھینک سفید اوڑھ عطر لگا جانعالم کے نزدیک آ یہ نکتہ زبان پر لایا بابا ایک دن ذوق شوق کے عالم مین ہمارے مرشد گرو نے تیرے حال سے خبر دی تھی کہ ایک شہزادہ کا جہاز تباہ ہو جائیگا وہ بسراغ مطلب یہان آئیگا اُسکا کام تجھ سے تیرا کام اُسکے سامنے پورا ہو جائیگا اس بات کے سُننے سے شہزادے کو نہایت مسرت ہوئی کہا جوگی جی تمھارے نام سے میری زندگی ہوئی وگرنہ دو چار دن مین گریبان صبر چاک ہو جاتا سر پٹک کر ہلاک ہو جاتا خوبصورتی کا بھی عجب مزا ہے جہان اسکا شیدا ہے عالم کو مرغوب ہے طرحدار سب کا محبوب ہے پیر فقیر غریب امیر سب کو عزیز ہے اسکا خواہشمند ہر با تمیز ہے جوگی سمجھانے لگا کہ یہ اضطراب بیجا ہے دیر آید درست آید بابا دنیا کا یہ نقشہ ہے گاہ خوشی کبھی غم یہ دونون امر باہم ہین کبھی وصل کی شام کو دل کیسا بشاش ہوتا ہے کبھی ہجر کی صبح کو کلیجا پاش پاش ہوتا ہے ایک شب لذت ہمکناری ہے ایک روز پہلو تہی گریہ زاری ہے کبھی شب وصل کیا کیا اختلاط ہوتے ہین گاہ فصل کے دن سر پیٹتے ہین روتے ہین آدمی جب رنج سے گھبرائے اور غم مفارقت دوست جان ہونٹون پر لائے دل کو یہ تسکین دیکر سمجھائے مصرع *چنان نماند چنین نیز ہم نخواہد ماند* ع *در پس ہر گریہ آخر خندہ ایست* مصحفی *زندگی ہے تو خزان کے بھی گذر جائینگے دن + فصل گل جیتون کو پھر اگلے برس آئیگی +* جو وصل مین راحت و آرام پاتا ہے وہی ہجر کے دکھ قلق اُٹھاتا ہے تو نے اُن دونون بھائی جو توام پیدا ہوے تھے اُنکا قصہ سنا نہین کہ پہلے اُنھون نے کیا کیا صعوبت اُٹھائی پھر ایک نے سلطنت پائی دوسرے کے ہاتھ شہزادی آئی جانعالم نے کہا ارشاد ہو کیونکر ہے

قصہ برادران توام کا شکار کو جانا پھر شب کو اندھیرے مین دونون جانورونکا پھنس جانا اُن کا گھبانا ایک نے سلطنت پائی دوسرے پر خرابی آئی پھر شہزادی پاکر بھائی سے ملا

جوگی نے کہا ایک شہر مین دو بھائی تھے توام پرورش یافتہ ناز و نعم روزگار پیشہ نیک اندیشہ سوائے رشتہ برادری کے سر رشتہ دوستی باہم مستحکم تھا مگر دونون کی طبیعت متوجہ سیر و شکار رہتی مصروف سیاحی دیار دیار تھی ایک روز شکار کھیلنے جنگل مین جاتے تھے ہرن سامنے آیا

چھوٹے بھائی نے تیر لگایا کاری نہ لگا ہرن کنوتیان اُٹھا بھاگا دونون نے تعاقب کیا تمام دن
روان دوان اُفتان و خیزان چلے گئے قریب شام بڑے بھائی نے جو تیر مارا ہرن ڈگمگا کر گرا
یہ گھوڑون سے اُترے ذبح کیا ان بچون کی دوڑ سے گھوڑے مثل خود بھی مضمحل ہو گئے تھے تمام
روز کے بے دانہ و آب بھوک پیاس سے بیتاب تھے لکڑیان چُنکر پانی بہم پہونچایا کباب لگائے بخوبی
تمام دونون نے کھائے مگر اُس روز جو کیفیت اور لذت خشک کباب مین پائی مرغ کی زیر بریانی تر ترائی
کبھی ایسی نہ کھائی تھی پانی پیتے ہی سُستی معلوم ہوئی رات بھی ہو گئی تھی لیکن شب ماہ پورنماسی کا
چاند اللہ اللہ جنگل کی فضا سبزہ نورستہ جا بجا اُنھون نے کہا آج کی شب اس صحرا مین سحر کیجیے چاندنی
کی بہار صنعت پروردگار دیکھیے پھر دل مین سوچے کہ تنہائی کی چاندنی گور کے اندھیرے سے
بدتر ہے سچ ہے جب ماہ رو بر مین اور نور نظر مین نہو اندھیرا اُجالا آنکھ مین برابر ہے شیخ ناسخ
دھوپ بہتر ہے شب فرقت کی بدتر چاندنی + صاعقہ سے کم نہین پڑتی ہے مجھپر چاندنی + خیر یہ
دونون ایک درخت سایہ دار چشمے کے قریب اُترے چاندنی کو ہمراہ نہ تھی زین پوش
چاندنی کے عوض بچھا چاندنی کی سیر کرنے لگے بالذّرے گھوڑے اٹکا دیے چھوٹا بھائی بڑا
متین ذی شعور نکتہ سنج دوربین تھا بڑے بھائی نے کہا آج ہم تمھاری عقل کا امتحان کرتے ہین
بتاؤ تو اسوقت ہمارے شہر کا یہ کتنا فاصلہ ہے اور سمت کونسی ہے دوسرے کباب کی لذت پانیکا
مزا آج بہت ملا اسکا سبب کیا تھا اُسنے جواب دیا یہ باتین سہل ہین شہر ہمارا یہان سے سو کوس
ہے اور دلیل یہ کہ بارہا تجربہ کیا ہے میرا گھوڑا تمام دن مین سو کوس اسی چال سے پہونچتا ہے
اور سمت ستارون سے ثابت کہ شمال ہے رہا کھانے پانی کا لطف خلاف وقت سے کھانا الانیا
مقام یہ ہے مجھے یقین کامل ہے کہ صبح کو عنایت خالق اور مدد طالع سے وہ سامان مہیا ہو جو
کدورت سابق دور ہو آیندہ آسایش رہے طبیعت مسرور ہو بڑے بھائی نے اسکی وجہ پوچھی اُسنے
کہا آج سو کوس کی مسافت بصد آفت طے کی بھوکے پیاسے رہے لیکن دل بشاش ہے
وہ حُزن سفر جسکا سبب تھا دور ہوا یہ قصہ رفت و گذشت پھر مشورہ ہوا کہ یہ جنگل سنسان ہو کا مکان ہے یہان
درندہ گزندہ سانپ بچھو شیر بھیڑیے کے سوا پرندہ درندہ نظر نہین آتا جو ہم تم دونون سو رہے
خدا جانے کیا ہو تین پہر رات باقی ہے ڈیڑھ پہر ہم جاگین پھر تم ہوشیار رہو یہ صلاح پسند خاطر

ہوئی

طرفین ہوئی بیٹے بڑے بھائی نے آرام کیا چھوٹے نے جاگنے کا سرانجام کیا تیر کمان ہاتھ مین اُٹھا
ٹہلنے لگا جب زلف لیلائے شب کمر تک آئی اُسی درخت پر دو جانور آ بیٹھے اپنی اپنی توصیف و تعریف
زبان بہ زبانی مین کرنے لگے اور یہ شخص بہت جانورون کی بولی سمجھتا تھا آواز پر کان لگائے
ایک بولا میرے گوشت مین یہ تاثیر ہے جو کھائے ایک لعل تو پہلے دوپہر کے بعد اُگلے پھر
ہر صبح منہ سے نکلے دوسرا بولا جو شخص میرا گوشت کھائے اُسی روز بادشاہ ہوجائے وہ یہ باتین سنکر دل مین
نہایت خوش ہوا تیر و کمان تو موجود تھا الا اللہ کہکر تیر بے تامل چلّے سے جوڑ کر کھینچا

تصویر دونون بھائیون کی مع گھوڑونکے اور رہزنکے کباب پکانا اور درخت کے
جانورون پر تیر لگانا

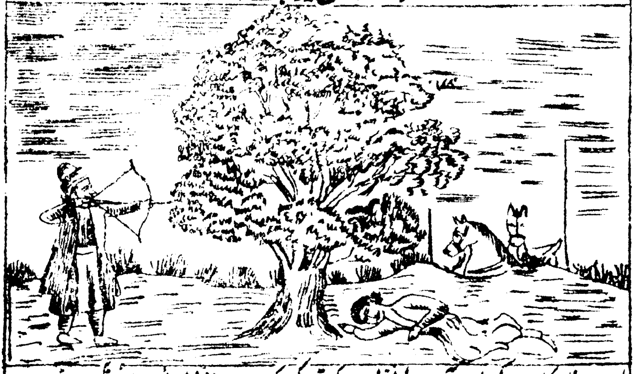

لب سوفار کان کے پاس آیا عدہ نشانہ سرگوشی کرکے روانہ ہوا قضائے ہرچند اُنکے سر پر خبردار
پکارا کمان کڑکڑا کر چلائی کہ وہ مارا رات کا تیر سراسری اُنکے لیے مگر مرگ جو دیکھے ہوگئی جان نہ بچی
پیکان سے تا سوفار دو سار ہوا زمین پر چھد گر وہ دونون ایک تیر مین گر پڑے اس نے تکبیر کہکر ذبح
کیا طائر روح اُنکا اُڑ گیا دن کی لکڑیان بھی سلگا کباب لگائے جس کے گوشت مین سلطنت کا
ذائقہ سمجھا تھا اُسے کھایا دوسرا بھائی کے واسطے اُٹھا رکھا اور ایسا خوش ہوا کہ تمام
شب آپ پاسبانی کی بڑے بھائی کو تکلیف نہ دی مگر معاملات قضا و قدر سے مجبور بشر ہے انسان سے کے

قبضۂ قدرت مین نفع ہے نہ ضرر ہے مصرع تدبیر کند بندہ و تقدیر زند خندہ + شعر آنچہ نصیب ست ہم
میرسد + ورنہ ستانی بستم میرسد + جس وقت زاغ شب نے بیضہ ہاے انجم آشیانۂ مغرب مین چھپائے
اور صیادان سحر خیز دام بردوش آئے اور سیمرغ زرین جناح طلا بال غیرت لعل قفس مشرق
سے جلوہ افروز ہوا یعنے شب گذری روز ہوا بڑا بھائی اُٹھا چھوٹے نے وہ کباب پس ماندۂ
شب یعنے رات کے بچے ہوے روبرو رکھے وہ نوش کر گیا اور حال کچھ نہ کہا زور تھوڑی دن
چڑھے جب لعل اوگلا تب سمجھا ہم نے بہت تدبیر کی مگر سلطنت بڑے بھائی کی قسمت مین تھی پھر
وہ لعل بہ طریق نذر روبرو لایا اور رات کا فسانہ مفصل سب کہہ سنایا کہا اللہ کی عنایت سے جلد
آپ کو سلطنت حصول ہو یہ نذر غلام کی قبول ہو اُسکو اِس کی سعادتمندی سے خرسندی حاصل
ہوئی پھر کہا سامنے آبادی معلوم ہوتی ہے ہم جاکر اِس لعل کو کسی دلال کے ہاتھ بیچ آئین
تم گھوڑون کے پاس رہو اگر اپنے شہر چلکر یہ امر کرینگے حاکم کا خوف مانع کار ہے وہان ایسا
کہان اختیار ہے یہ کہکر اُدھر چلا جسدم شہر کے دروازے پر پہونچا خلقت کا انبوہ نظر پڑا اُس
ملک کا یہ معمول تھا جب وہان کا بادشاہ دار السلطنت عدم کا تخت نشین ہوتا وضیع و شریف
شہر کے سوم کی رسم کے بعد وزیر اعظم کے ہمراہ معجدم تخت لے دروازے پر آتے جو اُس روز پہلے
مسافر باہر سے آتا اُسے بادشاہ بناتے قضارا وہان کا بادشاہ قضا کر گیا تھا لوگ تخت لیے منتظر تھے
یہ داخل ہوا سب نے تخت پر بٹھا نذرین دین نوبت و نشان جلوس کا سب سامان موجود تھا دھوم
دھڑکے سے دیوان خاص مین داخل کیا منادی ہوئی بقول مشہور اُنکی رائی دُہائی نزدیک و دور
ہو گئی اسکو سرور سلطنت اور احکام مملکت کے باعث اُسدن بھائی کا خیال نہ آیا دوسرے روز جب
تخت پر رونق افروز ہوا بھائی یاد آیا فوراً جاسوس ہرکارے درخت کا پتا بتا روانہ کیے کہا اِس
صورت کا جوان اور دو گھوڑے وہان ہین جلد حضور مین حاضر کرو وہ سب دوپہر تک تمام جنگل کی
خاک چھان حیران پریشان پھر آئے عرض کی تمام دشت مین پھر کر پانون توڑے نہ آدمی
ملا نہ گھوڑے دیکھے رنجیدہ ہو سلطنت کے شغل مین مشغول ہوا بھائی بیچارے کو بھولے سے بھی
کبھی یاد نہ کیا مگر وہ لعل جسے بیچنے کو لایا تھا جس کے بیعانے مین تخت و تاج میسر آیا تھا فال
مبارک اور بے نشان بھائی کی نشانی سمجھ ہر روز دربار مین لاتا ملازمون کو دکھاتا وہ سب

بخاطر شاد تعریف کرتے اسکو خوشی حاصل ہوتی

مذکور اُس گرفتار پنجۂ اجل کا جانور کا اُٹھا لیجانا کنوین مین گرانا قافلے کا آنا پھر بعلت لعل شہزادی تک پہونچنا اور بہ حیلہ ایلچی بھائی کی ملاقات

صیادان طائر معانی ذہوش دوام و اران جلیل خوش بیانی خانہ بد دوش سے سال اُس منتظر زیر درخت کا یہ لکھا ہے کہ ہمہ تن چشم محو انتظار برادر فراموش کار تھا ناگہان ایک جانور مہیب جنگل عجیب آیا اور پنجے مین داب کر اُڑا گھوڑون نے ڈر سے باگ ڈور تڑا کر جنگل کا راستہ لیا کود بھاگے اللہ کی قدرت دیکھیے بڑا بھائی سلطنت کا مالک ہوا چھوٹا بیچارا موذی کے چنگل مین پھنسا واللہ اعلم بالصواب وہ جانور وہان سے کتنی دور اُڑا آخر کار تھک کر ایک درخت کنوئین کی جانب پر تھا اُسپر جو بیٹھا یہ چھٹکر کنوئین مین گرا جامی فغان مین ہیچ دولابی بہر روز بیجا ہی انگسعد ماہی ل از دوہ

تصویر جانور مہیب جو چھوٹے بھائی کو اُڑا لے گیا اور درخت چھٹکر چاہ مین گرا

الا مدین حیات مضبوط تھی نہ کرنہ پینچے لی پہونچی نہ چوٹ چپیٹ پہونچی کی الٹی میر حسن کنوان وہ جو اندھا تھا روشن ہوا + جوان اُس مین وہ سانپ کا مسکن ہوا + وہ جانور تو اُڑ گیا یہ بیٹے پر کنوئین مین پڑا رہا اتفاقاً اُسی روز ایک قافلہ گم گشتہ راہ وہان آ پہونچا آدمی پانی بھرنے کنوئین پر آئے یہ رسی کے سہارے سے باہر آئے جس نے اُس کا جمال دیکھا یا بشر ہوئی یا غلام کا شور برپا کیا دنیا کے عجب معاملے مین شعر روز سے نکر طوطی بجانو سو لیش + زبر بہوسہ لبہ آ + ور بر شگر ا دلکنا و + جب لوگ حال پوچھنے لگے

اُسنے جیسا موقع دیکھا ویسا بیان کیا غرضکہ میر قافلہ کی خدمت مین بہنے لگا چندروز مین قافلہ منزل
مقصد پر پہونچا اور مہینا بھی تمام ہوا جوان نے دوسرا لعل اُگلا رئیس قافلہ نے لعل جو دیکھا تمام
ملال بھول گیا خود سوچا ایسی گران بہا شے کا سہل لے لینا مشکل ہے مبادا افشا ہو اُسکی تدبیر شرط ہے
جوان کو قید کرکے کوتوال پاس بھیجا کہا یہ میرا غلام ہے آج اسنے لعل چرایا کچھ ایسا وسوسۂ شیطانی دلمین
آیا مین نے آپکی خدمتمین بھیجا ہے اسے سزا ملے تا لوگ ڈرین عبرت سے ایسی حرکت نکرین کوتوال
نے قاضی سے مسئلہ پوچھا اُسنے ہاتھ کاٹنے کا فتویٰ دیا مگر اُس شہر کا یہ دستور تھا جب کسی شخص پر
گناہ ثابت ہوتا تو مدعی اور مدعی علیہ بادشاہ کی بیٹی کے روبرو حاضر ہوتے اظہار حال کے بعد مرفعۂ ثانی
جو اُسکی راے معدلت پیرا سے مین آتا وہ ہوتا اسواسطے کہ بادشاہ مسن تھا بیٹی کے سوا اور کوئی تخت
سلطنت کا وارث نتھا اللہ رے اُس کے جمال کا جلوہ اور حسن کا غوغا پری کو ہزار جان سے اُسکی
پروا حور اُس کی شیدا خلق اسیر اُس مسیحا پرنثار آفت روزگار تھی حسن عالم فریب کے علاوہ طبع
حلیم راے سلیم نکتہ فہم دقیقہ رس اپنے عصر کی حکیم حقیقۃً قابل ریاست وہ صاحب فراست تھی غنچہ
خاطر اُس گل اندام یاسمین پیکر کا ردنا دیدۂ صبا دہن صدف مراد تمنا سے قطرۂ نیسان مین بستہ
کوچۂ عصمت وعفت مین اُس دُر ناسُفتہ درج شہریاری کے وہم وفکر تاجداران دہر کا گذر نہ
ہوا تھا اُسدم تک ناکتخدا تھی جسوقت وہ دونون روبرو ہوے پہلے شہزادی نے میر قافلہ سے پوچھا اُسنے
جو کچھ کوتوال سے کہا تھا وہی سنے کم وکاست پھر عرض کیا شہزادی بولی سعدی باطلست
آنچہ مدعی گوید پھر جوان کیطرف مخاطب ہوئی بسکہ یہ زیست سے تنگ آمادہ مرگ تھا بے تامل بولا
شہزادی آپ روشنضمیر ہین ہم مصیبت زدون کیطرح سلسلۂ جبری مین اسیر ہین یہ شخص جیسا
ہے وہ تو عقیلہ تھی زیادہ شک ہوا دل سے کہا آج تک کسی چور نے حاکم کے روبرو بجز انکار دست بردی
دفعۃً اقرار دزدی کیا نہین یہ بیگناہ ہے تقریر اس شاہد کی شاہد ہے خدا گواہ ہے کچھ اسمین بھید ہے
قافلہ باشی سے فرمایا کل محکمے مین حاضر ہونا جوان کو ڈیوڑھی پر قید کیا یہ تو حسین بلکہ مہر طلعت
ماہ جبین تھا طالع کا ستارہ چمکا شہزادی کا میلان خاطر جو اُنکی جانب ہوا شب کو تنہا بدلداری
وتاسف استفسار حال فرمایا اُسوقت جوان ناکردہ گناہ نے آدمسرے بسر شروعتا ادآغاز تا انجام
عرض کیا شہزادی کا دل یہ نیا قصہ سُن کے بمرتبۂ اتم مسرور ہوا چوری کا کھٹکا اُس دزد دل کی

جانب سے دور ہوا صبح کو بادشاہ کے حضور لا خود دست ادب باندھکر عرض کی قبلۂ عالم و عالمیان کی عمر
دراز ہو قیصر و فغفور کی اس در پر جبین بہ نیاز ہو شہر کا قاضی اور کوتوال بے دریافت حقیقت حال حکم
سزا بندہائے خدا کو کرتا ہے روز جزا کی جوابدہی سے کوئی نہیں ڈرتا ہے غضب کی جا ہے عجیب برا ہے
واجب التعزیر صاحب تقصیر کو لعل ملے بے گناہ کا ہاتھ کٹے بادشاہ نے پھر دونوں کی زبان سے
حال سُنا بسبب کبر سن کہ عقل کو زوال ہوتا ہے یہ وہ دن ہیں کہ نسیان کمال ہوتا ہے ذہن لڑا
تامل کیا شہزادی نے التماس کیا حضور یہ امتحان بہت آسان ہے ایک مہینے اور اس جوان کو قید رکھیے
اگر دوسرا لعل اُگلا تو سچا ہے پھر ایسے دُرِ یتیم صدف راستی کو کیوں بے آب و تاب کیجیے آبرو دیجیے وگرنہ
بماہ آیندہ یہ بد کردار دار کا سزاوار ہے ہاتھ کاٹنے سے کیا ہاتھ آئیگا بادشاہ کو سر دست جواب باصواب
بیٹی کا بہت پسند آیا حاضرین نے تحسین و آفرین کی بادشاہ نے جوان کو اپنی آنکھوں کے سامنے نظر بند
کیا میر قافلہ کو شہزادی نے محبس بھیجا قصہ کوتاہ وہ مہینا بھی تمام ہوا اور اسکے دونو مرغ شعلۂ حسرت ہم
سینے سے بھڑکنے لگا دم شہزادی کا پھڑکنے لگا حال طشت از بام افتادہ ہوا جوان نے حرص لی
کل لعل اُگلونگا پھر صبح کو سر دربار روبروے حضار لعل بے بہا درج دہان سے نکالا سب کو حیرت
شہزادی کو فرحت و مسرت حاصل ہوئی اُسید مال و اسباب قافلہ باشی کا جوان کو ملا اُسے
تشہیر کرکے شہر سے بدر کیا جوان کی صورت دلپذیر فصاحت تقریر پسند خاطر صغیر و کبیر تھی بایں ہمہ
شہزادی سب نے متفق اللفظ بادشاہ سے عرض کی کہ یہ شخص حضور کی عنایت کے لایق ہے مناسب
ملازمت رکھتا ہے کفش برداری کا شائق ہے بادشاہ بھی اسکی راستبازی سے خوش تھا راستی
سعدی راستی موجب رضائے خدا است کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست چند عرصہ میں مقرب
بارگاہ سلطانی مورد عنایات جہانبانی ہوا ہر مہینے لعل اُگل حضور میں لانے لگا روز بروز دشمنوں میں
سرخروئی حاصل کر آبرو پانے لگا آخر کار بمشورہ ملازمان قدیم و تجربہ کار و ندیم بادشاہ نے اُس
گوہر مسلم سلک تاجداری کو رشتۂ عقد اُس لعل بے بہا سے منعقد کیا یہ دونوں مشتاق بصد اشتیاق
باہم لطف کے ساتھ بے اندیشہ و غم ایام گذاری بڑی دھوم اور تیاری سے کرنے لگے مگر [illegible]
جوان بادشاہ کے حضور میں حاضر رہتا تھا ایکدن ایلچی اسکے بھائی کا کسی تقریب میں وارد ہوا جواہر کا ذکر نکلا
ایلچی نے عرض کی ہمارے بادشاہ کے پاس ایک لعل اس رنگ ڈھنگ سنگ کا ہے آج تک جوہری

چرخ نے باوجود عینک مہر و ماہ و گردش شام و پگاہ سال و ماہ میں اُسکے سنگ کا کیا پاسنگ کے برابر
نہیں دیکھا ہے یہ کلمہ سنکر بادشاہ نے وہی لعل جو گنجینۂ سینہ بے کینہ جوان سے نکلے تھے دس بارہ
ایلچی کو دکھائے وہ بھی جواہر شناس تھا سخت حیران تا دیر سر بگریبان رہا پھر عرض کی قبلۂ عالم
عجب کی جا ہے کہ رنگ روپ نقشہ انکا اُسکا ایک سا ہے اتنا فرق مقرر ہے کہ وہان ایک ہے
یہان ایک سے ایک بہتر و برتر ہے بادشاہ نے جوان کی طرف اشارہ کیا کہ یہ میرا فرزند ہر مہینے ایک
لعل تھوکتا ہے ایلچی نے جو غور سے دیکھا اپنے بادشاہ سے مشابہ پایا بعینہٖ پایا جب رخصت ہو جب
اپنے بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا اُسکا تو معمول تھا جب تخت پر آکر جلوہ گر ہوتا وہ لعل پیش
نظر ہوتا ایلچی کو وہ سانحہ یاد آیا عرض کی قبلۂ عالم اِس لعل کو جدا کرتے نہیں ہیں اِسکے قدم مبارک
تخت پر دھرتے نہیں ان روز دن خانہ زاد جس بادشاہ کے پاس گیا تھا نیا ماجرا دیکھا معدن
جواہر اور لعل کی کان کہ وہ امکان نہیں لیکن وہ لعل کا پتلا زندہ اپنے پاس رکھتا ہے
بادشاہ نے اُسکا سال مفصل پوچھا اُس نے سب بیان کیا کہ داماد اُس شاہ نجستہ نہاد کا ہر مہینے لعل
اُگلتا ہے اور کیا گذارش کرون جیسی حضور کی صورت ملتی ہے حقیقی بھائی ایسے دکھائی نہین
دیئے یہ سُنتے ہی یقین ہوا کہ اب پتا ملا مقرر وہ میرا بھائی ہے اُسیوقت نامۂ شوقیا اُس کان گوہر کے
اشتیاق دید میں بادشاہ کو لکھا کہ براسے چندے اگر اُس فرزند ارجمند کو ادھر روانہ کرو محبت دیرینہ
سے بعید نہو ہمین شوق دیدار از حد تحریر و اظہار افزون ہے اور پوشیدہ خط اُسکا بھائی کو رقم کیا کہ آج
تک تیری مفارقت سے تخت شاہی بدتر از بوریائے گدائی تھا اب ایلچی سے یہ خبر فرحت اثر سُنکر دل
کو سرور آنکھون میں نور آیا لازم کہ بے دیر و درنگ قیمۂ دو دادِ ادھر کو روانہ ہوا اور کچھ تحفے حسب دل کے ساتھ
اُسکا تفصیل و اتمیند کر دیئے ایلچی نے فرمایا کہ نامۂ علی رؤس الاشہاد بادشاہ کو اور یہ خط خفیہ
اُس غیرت ماہ کو دینا قاصد صبا دم صرصر قدم جلد تر اُس شہر میں وارد ہوا بادشاہ کو نامہ دیا اور
خط پوشیدہ جوان کو حوالے کیا وہ مکتوب محبت دیکھکر ایسا گھبرایا یہ لہو نے جوش کھایا کہ بصد منت رخصت کا کہہ
بادشاہ سے لایا آخر وہ عاشق برادر معشوقہ روح پرور کو لیکر جہاز پر چڑھ روانہ ہوا راہ مین ایلچی سے سر ہر
نقشہ راہ کا پتا سب پوچھ لیا فرط شوق سے دراعد گرم رفتار تھا ساعت بھر کسی منزل کا مقام ناگوار تھا کہ
جلد پہونچین نہین معلوم نیرنگ زمانہ کج رفتار بوقلمون کہ ہر دم و ہر ساعت دگرگون ہے کیا کہون ۹

جب دس بارہ کوس وہ شہر رہا جہاز تباہ ہوگیا جسکی قضا تھی تہِ آب وگرداب رہا جسکی بقا تھی بہہ نکلا
یہ قصہ جا بجا گمداد دور و دراز پہونچا ان کے بھائی نے سنا فوراً ہزار سوار تیز رفتار دوڑائے کہ جس ڈوبتے
اُچھلتے کا پتا پاؤ جلد حضور میں لے آؤ آخر کار بہزار جستجو و جو تکاپو شہزادی ہاتھ آئی اُنکی خبر نپائی
اُسے بادشاہ پاس حاضر کیا جوان کے ڈوبنے کا حال کہدیا بادشاہ بحال تباہ گرداب فراق میں پھنسا
شہزادی صف نشین ماتم لجۃ الظلمۂ اندوہ و غم میں اُبھی جوان کا حال یہ ہوا کہ تختے کے سہارے سے بہتا
پیاس کے صدمے بھوک کی موجیں سہتا سہتا کئی دن میں کنارے پر پہونچا فی الجملہ جب تاب و طاقت آئی
پوچھتا پوچھتا اُس شہر میں داخل ہوا بادشاہ کو خبر پہونچی دربار میں بلایا بسبب طول ایام مہاجرت و درازی
زمانۂ صعوبت نہ پہچانا اُستاد اتنی مدت میں ملا مجھ سے وہ دھوکا دیکر * یاد رہی جب مجھے اُس شوخ کی
صورت نظر آئی ہیئت تبدیل خوار و ذلیل تھا اس اختلاف کو دیکھیے یہاں صحرانوردی بھوک پیاس مصیبت
وہاں حکمرانی عیش و آرام و تخت سلطنت ناچار شہزادی کو طلب کیا کہ سبب تامل ہوا وہ شخص بولا پہر
بھر کا عرصہ باقی ہے آج لعل اُگلنے کا دن ہے پھر تم سب پہچانوگے بادشاہ کو یقین ہوا کہا اگر یہ جھوٹا ہوتا تو
ایک پہر کا وعدہ نکرتا شہزادی نے کہا تیری طبیعت کی جودت مشہور ہے ایک معما پوچھتی ہوں اگر بدیہہ جواب دے
تو جلد یہ شک رفع ہو بھلا وہ کیا شے ہے جسے گبر و مسلمان یہود و نصاریٰ سب انسان بلا فرقہ آشکارا کھاتا ہے
مگر جب اسکا سر کاٹ ڈالو تو زہر ہو جائے کوئی نہ کھائے اور جو کھائے تو فوراً مرجائے جوان نے ہنسکر کہا شہزادی قسم
ہے یہ کیا معما پوچھا ہے وہ بھڑک گئی وحشت مٹی دل کی بھڑک گئی بیباکانہ چلمن اُٹھا پروانے کیطرح
اُس شمع بزم فرقت کے گرد پھری بادشاہ متعجب ہوا کہ ہم تو کچھ نہ سمجھے شہزادی کیا سمجھکر سامنے ہوئی
جوان نے عرض کی قبلہ وہ چیز قسم ہے تمام عالم کھاتا ہے سر اُسکا قاف ہے اُسے کاٹو تو سم صاف ہے
سم زہر کو کہتے ہیں کون کھاتا ہے کھانیوالا مرجاتا ہے بادشاہ یہ سنکر بغلگیر ہوا اُسنے لعل اُگلا شادیانے بجے
بچھڑے ملے اسیطرح جامع المتفرقین سب مہجوروں کی دوری کا بکھیڑا مٹائے جسکا مشتاق ہو جسکی جدائی
جیسے شاق ہو وہ اُس سے ملجائے جوگی نے یہ قصہ تمام کر کے جانِ عالم سے کہا بابا شعر مشکلے نیست کہ آسان
نشود * مرد باید کہ ہراسان نشود * جوینده یابنده ہے یہاں سے منزل دوست قریب ہے سب کچھ
معلوم ہے الا کہنا منع ہے مجرا ہے ذرا مقام چپ رہنے کا ہے اتنا اس جگہ وقفہ کر کہ میری زیست کا ساغر
بادۂ اجل سے لبریز ہے سمند جان کو نفس سرد مہمیز ہے مجھے زمین کو سونپ تشریف لیجانا وہ چند کلمتیں کہ زن

جانعالم نے کہا یہ رنج و قلق کس سے دیکھا جائیگا یہ پتھر کا کلیجا کہان ہاتھ آئیگا کہ ایسے دوست غمخوار کو
اپنے جیتے جی زیر خاک کیجیے اُسکے ماتم مین گریبان صبر چاک کیجیے یہ کہکر رونے لگا گریبان تا دامن
بارش اشک سے بھگونے لگا جوگی اُسکی محبت کا بردگی ہوا کہا افسوس ہم وابین کا عرصہ صحبت کم نہین
مار سکتے ہم وگرنہ تیرے ہمراہ شریک درد و غم ہوتا بھلا آخری فقیر کا ایک ٹیکا سیکھ لے سائین چاہے ہے تو
کہین اٹکا نہ رہیگا قبر مین لیجا کر گیا کرو اُنکا پھر چند کلمے وہ بتائے کہ جس صورت کا دھیان لانے فوراً
ہو جائے یہ مقدمہ بتا بہر گرو کا نام لیا پھر کلمہ جو پڑھا دنیا سے چل بسا دم نکل گیا جوگی مسافر عدم
بیکنٹھ باشی رم گیا جانعالم کا روتے روتے دم گیا بیتابانہ نعرہ الفراق مارے وہ چیلے جمع ہو کر گرد و بادی
کہکر بہت پکارے بولتا نکل گیا جوگی نے صدا ندی منزل مقصد کی راہ لی شہزادے نے بموجب وصیت
غسل دیا کفنایا قبر مین اتارنے کے وقت کچھ نہ پایا برابر کفن پھاڑ دیا آدھا چیلون نے جلایا نصف
مُریدون نے [illegible] مین گاڑ دیا ہندو دونون نے راکھ پر چھتری بنالی مسلمانون نے قبر بنا کے سبز چادر
اُڑھائی وہ تخت مسند راجہ و مصلے خرقہ و جبہ اُسکے منظور نظر کو دے جانشین کیا مرید چیلون کا
ہاتھ اُسکے ہاتھ مین دیا اُسنے [illegible] ان سب کو یہی تلقین کیا کہ [illegible] ظاہر
[illegible] آنکھون سے نہان [illegible] کا ظہور [illegible]
[illegible] عارف کا یہ کلام سعدی برگ درختان سبز
در نظر ہوشیار ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار دیدۂ بینا گوش شنوا اس رمز کو درکار ہے ہر کو زہ
مین اُسیکا جلوہ ہے نمونہ قدرت نشان وحدت دنیا کا نقش ونگار ہے بلبل کے پردے مین ترانہ
سنجی ہوتی ہے قمری کی کوکو ہویا کی جان ہوتی ہے اُسکے ذکر مین سرگرم ہے جسکی زبان دمتقار ہے کسیکو
حرم محترم مین نامحرم رکھا بھٹکایا کسیکو بیت الصنم مین بلا کر جلوہ دکھایا کعبے کا دھوکا دیر کا بہانا ہے در کا
ٹھکانا ہے اور جسنے سن پیشوا کو رہبر کرکے ڈھونڈھا اُسنے گھر بیٹھے پایا ہے امیر خسرو جن ڈھونڈھا تن
پائیان گہرے پانی پیٹھ + مین بوری ڈوبن ڈری رہی کنارے بیٹھ + دنیا کا معاملہ مذہب و ملت کا جھگڑا
اچھا و برا پر زیان و بے سود ہے حق بینیک وانا ہر آن موجود ہے رنج مین دل کو خوش الم مین طبیعت
کو شاد رکھو وحدہ لاشریک لہ نزدیک شرکت کرنے والا مشرک حماقت شعار ہے مرسلون کو رستگار
جانو مرشد یار سمجھکر مانو مرشد کی ذات گرو کی صفات ہر جلسے مین یاد رکھو بود و نابود کا غم نہ ہو

اور احباب کا دل کہ حباب سے نازک تر ہے خدا کا گھر ہے آشفتہ برہم نہو اللہ بس باقی ہوس یہ کہکر قصہ
مختصر کیا بے خبرون کو باخبر کیا جب اس صحبت سے جان عالم کو فرصت ملی چلنے کا عزم کیا اُس بجا نشین ہمت
نے روکا اور دو چار دن خاطر سے مقام کیا پھر جسطرف جوگی نے بتایا تھا چل نکلا پہاڑ سے جب دم لیکے آگے بڑھا
دریا ملا ہر چند ڈھونڈھا ناؤ بیڑے کا نقش بیڑا نہ لگا مگر ایک لعل درخشان بروے آب رواں سامنے
آیا قریب اُسکے دوسرا نظر پڑا اسی طرح تھوڑے تھوڑے فاصلے سے بہت لعل بہتے دیکھے تازہ فکر ہوئی کہ
اس حال کو کیونکر دریافت کیجیے کنارے کنارے سیر دیکھتا چلا دو کوس جب ملے کی عمارت عالیشان
دیکھی اُس چشمے کو اُسکے اندر سے روان پایا دروازے اور در کی بہت تلاش کی تا اندر جانے کا باب
مفتوح ہو نہوا سواے دیوار در نتھا اُسوقت بلبل بنکر دیوار پر جا بیٹھا مکان رفیع الشان باغ بھی بہار کا
گورستان انسان نہ حیوان فقط ایک بنگلہ نہایت نقش و نگار کا وہ نہر اُسی بنگلے کے اندر سے جاری تھی
چمن خالی اور باد بہاری تھی آدمی یا جانور ناطق و مطلق مطلق تھا باغ میں اُتر صورت قدیم بدل کر
بنگلے مین آیا منقش و مطلا سجا سجایا پایا لیکن طرفہ حال یہ دیکھا ایک پلنگ مرد کے پاؤن کا بچھا ہے اسپر
کوئی دوشالہ تانے سوتا ہے برابر یاقوت کی تپائی پر پھولون کا دستہ آدھا سرخ نصف سفید رکھا جان عالم
نے قدم بڑھا دوشالا سرکایا وہ تن پری پیکر بے سر نظر آیا حسرت سے کہا کس ظالم ستم شعار بے رحم
جفا کار نے اس سر دفتر خوبی سراپا دلبری و محبوبی کا سر کاٹا ہے بحسرت ہر طرف دیکھتا تھا چھت پر
آنکھ پڑی چھینکا بندھا سر بھی وہیں دیکھا سر کے نیچے نہر جاری ہے جو خون کا قطرہ اُس حلق بریدہ سے
پانی مین گرتا ہے اللہ کی قدرت کاملہ سے وہ لعل ہو کر بہتا ہے لتنے کہا سبحان اللہ عجوبہ سحر کا کارخانہ ہے
قریب جا کر غور سے جو دیکھا انجمن آرا کا چہرہ تھا یہ دیکھتے ہی سر و تن کا ہوش نہ رہا چاہا کہ سر سے سر ٹکرا کر
ہمسر ہو کسیکو نہ خبر ہو بسکہ تجربہ کار ہو چکا تھا سوچا مرنا ہر وقت ممکن ہے پہلے حال مفصل معلوم کر لو کہین جعل
کا سا دھوکا نہو ہر چند غواص عقل رسا محیط فکر مین غوطہ زن و آشنا ہوا مگر گوہر مقصد صدف مراد سے
ہاتھ نہ لگا معاملے سے ناآشنا رہا شام نزدیک ہوئی تعجب ہوا جانی شعبدہ و قفل ابجد یہ سمجھا اب کسی دیو یا ساحر کی
آمد ہے چھپا چاہیے سر گلدستہ گلبن محبت کے دیر بھنورا بن کے بیٹھ رہا دفعتہ دیو آ پہونچا قوی ہیکل
دیو بون شمائل گردن کشی سا ہر سمت بو سونگھنے لگا پھر اُسی گلدستے سے سفید پھول توڑ اُس یاسمین پیکر کو سنگھایا
سر اُچھلکر بدن سے ملا انجمن آرا اُٹھ بیٹھی دیو نے میوہ تر و خشک روبرو رکھا مگر پریشان ہر سو تحیر نگران

شہزادی نے کہا خیریت اُسنے کہا آج غیر انسان کی بو آتی ہے خوفسے جان جاتی ہے وہ کہنے لگی ہمین
آجتک جانور کی پرچھائین نہ نظر آئی تونے آدمی کی بو پائی طرفہ خبط ہے یہ جملہ بے ربط ہے غرض کہ
صبح تک مذکور شہر دیار عجائبات روزگار کا بیان رہا دم سحر اُسی دستے سے سُرخ پھول اُس
خون آشام نے توڑکر اُس لالہ فام کو سنگھایا پھر تو چھینکتے ہی سر بلند ہوا تن نے پلنگ پر آرام فرمایا دلو

تصویر ایک مکان نفیس مین پلنگ پر انجمن آرا دوشالہ اوڑھے بے پڑی ہی اور سر چھینکے

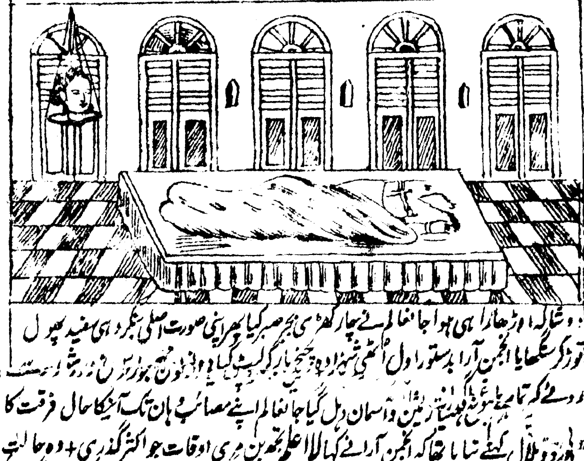

دوشالہ اوڑھا رہی ہوا جانعالم نے چار گھڑی بجبر صبر کیا پھر اپنی صورت اصلی بنکر رہی سفید پھول
توڑکر سنگھایا انجمن آرا بدستور اول اُٹھی شہزادہ چیخ مار کر لپٹ گیا دونون بے اختیار رو رو کر
روسے کہ تمام جنگل کے ہونٹ ہلگئے زمین و آسمان دہل گیا جانعالم اپنے مصائب یہان تک آنیکا حال فرقت کا
درد و ملال کہکے سنایا تھا کہ انجمن آرا نے کہا لا اعلم مجھ پر بُری اوقات جو اکثر گذری + وہ حالت
نزع سے بھی بدتر گذری + تو تو کہے سرگذشت اپنی جانعالم + مین کس سے کہون جو کچھ کہ مجھپر گذری
کہکر پھر دونون چلا چلا آہ و بکا سے رونے لگے دنیا کے معاملے مین ہمیشہ سے کسی کی عقل نہین لڑی
شکست ہوئی ہے شعر ہیک لحظہ بیک ساعت بیکدم + دگرگون میشود احوال عالم + مؤلف
اک وضع پر نہین ہے زمانے کا طور آہ + معلوم ہو گیا ہمین لیل و نہار سے + ہر عقدہ نالائیل ناگزیر کے
واسطے ناخن تدبیر خلق مین خلق کیا ہے اور جہان مین جہان تدبیر کا دخل نہوا اُسے تقدیر کے حوالے
کر دیا ہے اکثر جس بات مین عقل عاجز آتی ہے وہی طرفۃ العین مین ہو جاتی ہے ناگہان ایک سفید دیو

زبردست زور کے نشے سے سرشار مست بڑا طاقت دار ستم کا یادگار اُدھر سے گذرا نالۂ حزین صدائے
غمگین کان مین آئی بسکہ باین زور و طاقت خداداد وہ دیو نیک نہاد رحم دل غم رسیدہ سبکے رنج
کا شامل تھا گریہ و زاری سنکر دلکو بیقراری ہوئی سمجھا کوئی انسان نالان ہے مگر اِس صحرائے پُرخار
وادی ہمہ تن آزار مین آدمی کا ہونا محال ہے اگر ہے تو حقیقت مین مبتلائے الم اسیر پنجۂ ستم خراب
حال ہے یہ سوچ کر باغ مین آیا یہان وے روتے روتے دونونکو غش آگیا تھا دیو ڈھونڈھتا ہوا بنگلے مین آیا
دیکھا مہر و ماہ گردش سپہر سے برج زمردی مین بیہوش ہین چہرے کے رنگ اُڑے ہوے سکتے کی حالت مین
ہم آغوش ہین روئے یار آئینہ وار درمیان ہے فلک بر سر امتحان ہے سمجھا مدت کے بعد دونونکا مقابلہ
ہوا ہے اِس سے کسوف خسوف کا رنگ ڈھنگ پیدا ہے سرہانے بیماران محبت بیٹھکر نہر سے پانی لیا
دونون کے منہ پر چھڑکا آنکھین کھولین ہوش و حواس درست ہوے دیکھا کہ ایک دیو سرہانے موجود ہے
دیو سفید نے اُٹھکر سلام کیا تسلی کا کلام کیا کہا تشویش نہ فرمائیے بندہ دوستدار جان نثار ہے پہلے
جانعالم اُٹھکر بغلگیر ہوا وہ حال پوچھنے لگا بسکہ شہزادہ جانعالم لسان خوش بیان تھا اپنی کہانی
چرب زبانی سے کہہ سنائی دیو ماجرائے سرگذشت سنکر بے قرار اشکبار ہوا عرض کی آپ بدلجمعی تمام آرام کیجیے
اب وہ قرمساق آئے تو عمل بد کی سزا پائے جانعالم بشدت لگاوٹ باز تھا اُس سے بھائی چارہ کیا صیغہ
اخوت پڑھا دیو بیچارہ بندۂ بے دام حلقہ بگوش غلام ہوا وہان سے اُٹھکر باغ کی سیر کرتے تھے کہ وہ
بجھاکا بھی آپہونچا یہان اور رنگ دیکھا کہ شہزادی آدمی زاد کے ہمراہ پھرتی ہے سفید دیو کا ہاتھ
مین ہاتھ ہے مصاحبت کرتا ساتھ ہے جلکر جانعالم پر جھپٹا دیو سفید نے بجلدی تمام اُس نطفۂ حرام
کا ہاتھ پکڑا وہ کافر اُسی بیرحم دل سے لپٹا باہم کشتی ہونے لگی یہ کشمکش ہوئی کہ زمین جابجا شق
ہوئی الغرض بمدد مددگار و قوت پروردگار سفید دیو نے زمین سے لنگر اُکھاڑ سر سے اونچا کیا زمین
پر پٹک چھاتی پر چڑھ بیٹھا جانعالم قریب آیا زور و طاقت کی تعریف کرنے لگا کہا کیا جناب باری نے
تجھے مددگار بیکسان کی یاری کی جو ایسے مردود پر ایک دم مین تجھے فتح و ظفر حاصل ہوئی
اگر ناگوار طبع نہ ہو مین بھی ایک زور کرون دیو بولا بسم اللہ شہزادے نے ایک ہاتھ شانے
پر دھر دوسرے سے گردن اُس سرکش کی مضبوط پکڑ دھڑ سے کھینچکر زمین پہ دھڑ سے
پھینکدی دیو سفید یہ طاقت دیکھکر سفید ہو گیا شہزادے کا چہرہ سُرخ ہوا وہ زرد رو

جانعالم اور دیو کی لڑائی اور دیو سفید کی مدد سے دیو کو پچھاڑنا

سے دین اسفل السافلین کو پہونچا اس عرصے مین سفید دیو کے ملازم حاضر ہوے دعوت کی تیاری
ضیافت کی اضافت لگی ایک ہفتہ اکل و شرب گانا ناچ رہا آٹھوین روز اُس ماہ دو ہفتہ یعنے
انجمن آرا نے رنج جدائی ملکۂ مہرنگار مردان لشکر کا لب دریا انتظار بیان کرکے کہا بخدا مفارقت ملکہ مین
خواب و خور حرام ہے تمھارے بار احسان سے دبکر کبھی ہنسی لب پر آگئی وگرنہ دور شراب و کباب خون دل
لخت جگر تھا بر گلاس برادۂ الماس تھا فقط تمھارا پاس تھا اُسنے عرض کی میرے آدمی جائین پتا
لگا آئین انجمن آرا نے کہا اپنے تجسس مین زیادہ مزا ہے اپنا کام آپ خوب ہوتا ہے ناچار رخصت ہوکے چلے
اور آنے جانے کے باہم وعدہ ہاے مستحکم ہوگئے مگر ہر دم ملکہ کا خیال ہر گام دلپر فرقت کا ملال تھا کہ خدا جانے
ڈوب گئی یا ہماری طرح کسی آفت مین پھنسی کبھی دو کوس کبھی چار کوس ہزار دقت چلتے دو تین دن
مین پانون سوج گئے چھالے پڑے قدم اُٹھانے کے لالے پڑے وہ سفر سخت یہ نازک مسافر وہ کالے
کوس مالے کیطرح کا فر انجمن آرا جھلا کر بولی میر کب تھا یہ شور نوحہ ترا عشق جب نہ تھا + دل تھا
ہمارا آگے تو ماتم سرا نہ تھا + آپ کی بدولت یہ ذلت و رسوائی پیادہ پائی صحرا نوردی عزیزون کی
جدائی نظر آئی آفت اٹھائی میر سوز چھڑا کے مجھ سے میرے خانمان کو + خدا جانے چلا ہے اب کہان
کو شہزادہ ہنسکر چپ ہو رہا پھر وہ عمل جو جوگی سے سیکھا تھا انجمن آرا کو بتایا دونون نے توتے
کی صورت بنائی اور توکلت علی اللہ کہکر نظر بخدا ایک سمت سرگرم پرواز ہوے پہر دو پہر اُڑنا پھر
کسی درخت پر بسیرا خیمہ و ڈیرا کرکے آپ مین قاصد سیر ہوے سابق مصاحب انسان تھے اب ہمنشین طیور

ہوے روز نیا پانی نیا دانہ نت نیا آشیانہ کبھی بستی گاہ ویرانہ کسیکو اگر ہنستے دیکھ لیا تو رو دیا یاد کر کے اپنا زمانہ
اور اکثر یہ شعر پڑھ دیتا لا اعلم شب عشرت غنیمت دان و داد خوشدلی بستان + کہ عالم کسے احوال فردا نمیداند +

مذکور ملکۂ مہرنگار تختے پر بہتے جانا بادشاہ کا جہاز پر سیر کرتے ہوے آنا رحم کھا جہاز پر منگانا شہر مین داخل ہو کر مکان دینا پھر توتے کا اڑکر پہونچنا اور نامہ لیکر روانہ ہونا

اے جنون تو دل شوریدہ کی امداد کو آ + تا لکھون حال مین لیا ورتمدیدہ کا چین دنیا مین نہین عشق کو بیمارون کو + نت نیا رنج فلک دیتا ہے بیچارون کو + بار فرقت کبھی معشوق جو دہرجاتے ہین + جیتے جی دب کے یہ اُس بوجھ سے مرجاتے ہین + زیست مے لطف گذرجاتی ہے بیچارون کی کیا کہانی مین کہون تم سے دل افکارون کی + نگارندہ حال غریق شطِ فرقت و کشتی شکستۂ لجۂ محبت بادبان گسستہ صرصر دوری و لنگر بریدۂ کار و مجبوری طوفان رسیدہ کنار کا میابی ندیدہ یعنی ملکۂ مہرنگار خامۂ جگر افگار یون رقم کرتا ہے کہ جب جہاز تباہ ہوا تھا یہ بھی ایک تختے کے ٹکڑے پر دل ٹکڑے ٹکڑے ڈوبتی ترتی چلی جاتی تھی اُدھر سے کوئی بادشاہ عالیجاہ جہاز پر سوار سیر دیکھتا آتا تھا دور سے تختہ بہتا دیکھا جب قریب تر آیا آدمی اُسپر نظر آیا خوف خدا سے جلد مبنوئی دوڑایا جہاز پر منگوایا ملکہ کو تلاطم آب نے بیتاب کیا تھا اور جانفالم اور انجمن آرا کے صدمۂ جدائی سے جی ڈوب گیا تھا یعنی غش تھا لیکن صورت رعنا چہرۂ زیبا مین فرق نہوا تھا بادشاہ بیک نگاہ والہ و شیدا ہو گیا جلد جلد عطر سنگھلا بازو باندھا اور تدبیرین کین دو تین گھڑی مین غش سے آنکھ کھلی دیکھا کہ نہنگ اجل کے منہ سے تو بچی آفت لطمۂ و لجہ سے بر کنار جہاز پر سوار ہون مگر شخص غیر سے دوچار ہون شرم سے سر جھکایا تمام جسم مین پسینا آیا بادشاہ نے پوچھا اسم شریف کو باعث حجاب بولنا گوارا نتھا لیکن بے جواب دیے چارا نتھا آہستہ سے کہا محروم ناکام آفت کی مبتلا ذلیل و خوار فلک دپے آزار آلام جگر خون و خستہ و محزون کشتی تباہ گم کردہ راہ ناخدا اگرچہ نادر تلاطم اسکی فصاحت و بلاغت جیسیکی شان و شوکت سے ثابت ہوا کہ یہ شہزادی ہے اور کلام دردناک سے گریبان صبر و طاقت چاک کیا بادشاہ نے دودیا خاصہ طلب کیا ملکہ نے انکار اُسنے بہت اصرار کیا لجاجت سے کہا آپ کھانا نوش فرمائین وطن کا پتا بتائین جب تاب و توانائی تم مین آئیگی وہان بھجوا دینگے ملکہ نے کہا ہم جسکے دامن دولت سے

اُلجھے تھے گروہ تو گرد راہ کی صورت خار صحرا کی طرح جھاڑا اس دریاے ناپیدا کنار مین ڈوبا خدا جانے
کیا ہوے کدھر گئے جیتے ہین یا مر گئے اگر سوے عدم ہین روانہ کرو بکھیڑا چھٹے غم و الم سے نجات ملے
بڑا احسان ہو اسنے کہا مولف تم سلامت رہو زمانے مین + ایسی باتین زبان سے نہ کہو + غرضکہ
مجبور کچھ کھایا دو چار دن مین طاقت گو نہ آئی اور جہاز دار السلطنت مین پہونچا ملکہ کے واسطے مکان
عالیشان خالی ہوا لونڈیان پیش خدمت آئین محلدار جو کہ قرینہ شاہزادیون کا ہوتا ہے اور
جسطرح شہزادیان رہتی ہین سب سامان مہیا کر دیا ایک روز بادشاہ آیا کہنے لگا تم اپنا حسب و نسب
چھپاتی ہو مگر ہمین معلوم ہوا کہ تم شہزادی ہو ہمارے تمھارے ملاقات اس حیلے سے بدی تھی امیدوار ہین
بخوشی مجھے اپنے فرمانبردارن مین قبول فرماؤ ملکہ نے کہا مین نے تمام عمر سلطنت کا نام نہین سنا
الا آپ کو خالق نے بادشاہ کیا ہے انصاف شرط فرمانروائی ہے مین ظلم رسیدہ آفت کشیدہ فلک
کی ستائی ہون خدا جانے کون ہون اور کس طرح یہانتک آئی ہون بقول استاد دیکھیے آنا ہونگے
کیا کیا لوگ اُٹھے پیش چشم + ہون لب حیرت بدندان رنگ دنیا دیکھکر + اگر بے گناہ کا خون گردن پر
لینا گوارا ہے تو مختار ہے مجھے کیا چارا ہے اور جو میری خوشی منظور ہے تو برس روز کی مہلت دے اس
عرصے مین اگر کوئی ڈوبا تِرا میرے وارثون کا پتا ملا کوئی مرا جیتا پھرا تو خیر نہین مین تیرے
قبضۂ اختیار مین ہون جبر کرنا کیا ضرور ہے عدالت سے دور ہے بادشاہ دل مین سوچا آجتک ایسے
غرق اُبھرتے نہین وہان کے گئے پھر ادھر قدم دھرتے نہین اتنے دنون کی فرصت دو حکومت
نکرو آنکھ بند کرنے مین سال تمام ہو جائیگا پھر کونسا حیلہ پیش آئیگا کہا بہت خوب لیکن جو تمھین ناگوار
نہو تو جی چاہتا ہے گاہ گاہ آنے کو تمھارے دیکھ جانے کو ملکہ نے یہ امر غنیمت جانا کہ حاکم محکوم کا فرق
معلوم ہے اب یہ انداز ٹھہرا پانچوین چھٹے روز پہلے خواجہ سرا اطلاع کرتا پھر بادشاہ قدم دھرتا دو چار
گھڑی نشست ہوتی ہر شہر و دیار کا تازہ اخبار بیان کر اُٹھ جاتا یہان ملکہ یہ سوچتی مسبب الاسباب
کی کارسازی کے سامان دیکھیے وہ محل جو ملکہ کو ملا تھا اُس مین مختصر سا پائین باغ بہت کیفیت
کا تھا طرح طرح کے میوہ دار درخت باغ بہار یک لخت نئے نئے رنگ کے صدہا گل بوٹے جو باد خزان
سے جھڑتے نہ لوٹتے پھل شہد سے میٹھے منہ مین آجائے ہاتھ بڑھانے کی بار نہ آئے روشین مورت کی
صورت کی سالم ... روشون مین پری کا عالم ... فوارے سے ڈالی ... سانچے کے ڈھلے نازک

شبک فوارہ کیاریان پیچدار اُنمین آبشار ریختہ ہر ایک کیاری سراسر گلکاری چمن بندی قطعدار جا بجا چبوترے معقول گل پیادہ وسوار پر بہار جو کو عرض وطول باغبانیان خوبصورت نوجوان تکلف کے سامان طلائی نقرئی کھرپیان مرصع کہا بیلچے ہاتھون مین غمزہ وچال مین ادا دیکھ بھال لگاوٹ باتون مین کسی طرف کنوین کی جانب پر کیلے والے لال بیریخ وملاک ہو رہا کوئی کچہ اُکھاڑتی کوئی توڑتی کوئی گرہوا پھول پتی پھل اُٹھاتی گھانس کھرپی سے چھیلتی کوئی ٹوٹا جھڑا پتا گرا پڑا کانٹا کیاری سے نکالتی سر شاخ ہر گل رعنا بلبلون کا غنچہ سرو وشمشاد پر جوبن صداے قمری طوق در گردن ایک طرف طاؤس کا رقص پر ناز ہر ایک خوش آواز باغ کے گرد لبِ جھیل چھچھونکا چٹکنا کوس رحیل کہین لالہ پیالہ در دست کسی جگہ نرگس شہلا با چشم مست تاک انگور پر مئے خوار دن کی تاک عنبر بیز صحن گلشن کی خاک ملکہ وگاہ شام وبیگاہ در رنج پریشانی دفع سرگردانی کو وہان آ نظارۂ صحبت گل وبلبل سے رشک کہا بصد حسرت یہ غزل پڑھتی میسر ہو وہ دن خدا کرے کہ خدا بھی جہان نہو + مین ہون صنم ہو اور کوئی درمیان نہو + گل ہو شگفتہ خاطر وگلزار خندہ رو باد صبا بھی ہووے وصلے باغبان نہو + گلشن ہو اور یار دلارام اور مین + اپنا ہو قصہ غیر کی داستان نہو + کبھی پیچ وتاب زلف اور گیسوے معنبر کی پریشان حالی جعد سنبل کو دکھاتی گاہ سیاہی داغ جگر لالے کی لالی سے لڑاتی غنچۂ افسردہ سے جو کچھ دل گرفتگی کی تسکین ہوتی تو گل کی ہنسی پر پھوٹ پھوٹ کے خوب روتی اور اس غزل سے دل کو سمجھاتی مؤلف

جل بجھیے اسطرح سے کہ مطلق دھوان نہو
گل خندہ زن ہے ہنسے کرتی ہے عندلیب
بھکے ہو یار دیہ جرس کاروان نہو
لینا بجاے فاتحہ تربت پہ نام یار
مجنون کی بن مرگی اگر ساربان نہو

اللہ ری بیکسی کہ جو دریا مین غرق ہون
پھولی ہوئی چمن مین کہین زعفران نہو
ہستی عدم سے ہے مری وحشت کی اک شلنگ
مرنے پہ یہ خیال ہے وہ بدگمان نہو
چالو سے چرخ کی یہ مرا عزم ہے سرور

لازم ہے سوز عشق کا شعلہ عیان نہو
تالاب کی طرح کبھی پانی روان نہو
بھاگو یہان سے یہ دل نالان کی ہے صدا
اے زلف یار پاؤن کی تو بیڑیان نہو
ناقہ چلا ہے نجد مین لیلی کا بے مہار
اُس سرزمین پہ جاؤن جہان آسمان نہو

گاہ لب جھیل پر کے پاس بیٹھ قامت بالا نشان مثل فاختہ کوکو کرتی دل بیتاب کو تڑپا کر لہو کرتی غور کرو دنیا مین کسی چیز کو قرار نہین اسکا سبب کارخانہ پیدا ہے کہ پائدار نہین کبھی تو روز روشن ہے گاہ اندھیری رات ہے یہ کائنات کی کہ نباتات سے ثبات ہے گلشن مین اگر بہار ہے تو خزان دار پہ آزار ہے

بلبل کو ہزار چھپے یا رہین پر باغبان آشیان اُجاڑنیکی فکر مین ہے دام لیے لاکھ صیاد ہین نوش کیسا
گزند نیش ہے کوئی دل شاد کسی کا سینہ ریش ہے عاشق ازل سے غم کا مبتلا ہے مثل مشہور ہے کہ معشوق
کی ذات بیوفا ہے اور جو کبھی کسی قسمت کے زبردست کو وفادار ہاتھ آتا ہے تو سردست کبھی نہ کبھی
بیچ سے فلک تفرقہ پسند رشک کھا چھڑاتا ہے اسی سہارے پر لوگ جان دیتے جی بیچکر یہ روگ مول
لیتے ہین یہ نہین معلوم القلیل کالمعدوم یہ جملہ تو معترضہ تھا پھر وہی قصہ شروع ہوا ایکروز فرح اندوز
ملکہ بدستور قدم لے یار ندیم باغ مین گئی شاہزادے کی صحبت کا خیال انجمن آرا کی گرمجوشی کا
ملال تنہائی مین اپنا خراب حال دیکھکر یہ شعر مولف کا پڑھا مولف اک انقلاب چرخ سے افسوس
دیکھنا + وہ صحبتین رہین نہ تو وہ ہمنشین رہے + پھر ایسا دل کہ بیکلی لگی شام کا وقت تھا جانور درختوں پر
بسیرا لیتے تھے جس درخت کے تلے ملکہ کھڑی تھی ایک توتا اُس پر آ بیٹھا گریہ و زاری اِس غم کی
ماری کی دیکھکر بیچین ہوا پوچھا شاہزادی حال کیا ہے کونسا صدمہ ایسا جانکاہ ہے جو اسطرح لب پر
نالہ و آہ ہے ملکہ نے کہا سبحان اللہ قسمت کی گردش سے یہ حال بہم پہونچا کہ جانور مجھپر رحم کھاتے
ہین احوال پوچھنے کو اُڑکر آتے ہین زیادہ بے قرار و اشکبار و سوگوار ہوئی یہ قاعدہ کلیہ ہے جب کسی
دل شکستہ کی کوئی دلداری کرتا ہے بند ھی بات سے دل اُمنڈ آتا ہے ملکہ نے بے اختیار ہو کر کہا صحفا للہ ولد
جو دو شخص خندان بہم دیکھتے ہین + فلک کی طرف رو کے ہم دیکھتے ہین + اے جانور خوش بیان
سخن سنج مہربان کیا بتاؤن گھر بار سے جدا بیکسی مین مبتلا ہون بسان آئینہ حیران مثل
زلف سیہ بخت پریشان نَے کیطرح نالان مور و صد اندوہ و بلا ہون شعر بیکسی سوختہ کسی مینجواہم
نغمے ہمنفسے مینجواہم + شام تیرہ بختی کی سیاہی مین بیقرار صبح قیامت کی صورت دامن چاک
گریبان تار تار شعر کس کو اب زیر فلک طاقت رسوائی ہے + کاش شق ہووے زمین اور سما جاؤن
مین + دل مین الم سے خار خار غیر جنسون کے دام مین گرفتار سخت مجبور و ناچار ہون طائر رنگ بریدہ
ہزارون جور و ستم مین جریدہ روسیہ راحت کو سے آشیان ندیدہ شب فرقت کے اندھیرے مین سوجھتا نہین
خونبار ہون نا صبح صبح سے کہتے ہین معمار ہے گھر کو سفید + شام ہے کرتی ہے فرقت کی شب تار سیاہ
توتے نے کہا مجھسے بوئے محبت آتی ہے تمھاری باتون سے چھاتی پھٹی جاتی ہے برائے خدا اپنے راز سربستہ سے
مجھے آگاہ کرو للہ جلد مفصل حال کہو ملکہ نے قصہ عشق جان عالم انجمن آرا کا آنا وزیرزادے کا

برائی جادوگر کی کج ادائی جہاز کی تباہی اپنا وہان آنا اور دلکا تپا نیا ناجانعالم کا چھٹ جانا سب بیان کرکے کہا وہ شاہ گردون بارگاہ ہمین منجدھار مین ڈوبتا چھوڑ اپنا بیڑا پار لگا منہ موڑ خدا جانے کدھر ہوا ہم ہین اور رنج تنہائی مین بیتابی انیس ہے پریشانی مین ہمدم خانہ ویرانی جلیس ہے جو دم ہے دم شمشیر ہے سانس ناوک کا تیر ہے توتا یہ باتین سنکر زمین پر گر پڑا پر نوچنے لگا ملکہ مہر نگار گھبرائی کہ یہ کیا ماجرا ہوا ہے افسوس دیکھکر مجکو وہ حاضر ہوا مر جانے کو + دہی غمخوار جو یہان بیٹھا تھا سمجھانیکو + گھڑی بھر مین جب توتا سنبھلا بولا کہ اے ملکہ مہر نگار مین وہی توتا ممتحنت جفا شعار ہون جس نے اُس رشک قمر کو دربدر کیا مجھ سے انجمن آرا کا ذکر سنکر آوارہ ہوا تھا باقی حال تو آپ نے سب سنا ہوگا پھر تو ملکہ اُسے گود مین اُٹھا یہان تک روئی کہ بیہوش ہو گئی شہزادے کے یہان کی باغبانیان وزیر خدمتگار اور جھپٹین کہ آج ملکہ پر کیا حادثہ پڑا جب دونون کے ہوش و حواس درست ہوے توتے نے کہا آپ دل کو تسکین دین خاطر مبارک جمع رکھین جانعالم اور انجمن آرا دونون خیریت سے زندہ ہین مین نے یہ مقدمہ منجمون سے دریافت کیا تھا بالاتفاق سب اسیر ہین کہ رنج مفارقت کے سوا جان کی خیر ہے سب آملینگے اب مجھے رخصت کرو صبحکو خدا جانے کسوقت بیدار ہو ملکہ نے کہا واہ بعد مدت کے محرم راز ملا وہ بھی اتنا جلد چلا فلک بر سر کجی ہے نے لطف زندگی ہے دیکھین یہ برے دن کب جاتے ہین اور اچھے کیونکر آتے ہین اُستاد ایک عالم کو آزما دیکھا + جسکو دیکھا سو بیوفا دیکھا + حال بد شریک دنیا مین + نہ برادر نہ آشنا دیکھا + کیون دلا ہم نہ تجھ سے کہتے تھے اجی لگنے کا کچھ مزا دیکھا سچ ہے دنیا مریض خانہ ہے + رنج مین سبکو مبتلا دیکھا + کیف مین کم بہت نوازش ہے + عشق خوبان مین جو نشا دیکھا + آخر ش رات کی رات توتا رہا صبح کو رخصت ہوا چلتے وقت ملکہ نے تھوڑا احوال اپنا پرچے پر تحریر کر دیا کہا جہان شاہزادے سے ملاقات ہو یہ خط نشانی دیکر جو کچھ دیکھا ہے زبانی تم بیان کرنا وہ رقیمۂ شوق لیکر راہی ہوا شہر بشہر خستہ جگر ڈھونڈھتا پھرتا تھا ایک روز قریب شام با دل ناکام تھک کر لب چشمہ کچھ درخت تھے اُنپر بیٹھکر سیل سرشک چشم پر نم سے بہاتا تھا اُسیدن جانعالم اور انجمن آرا توتے کی صورت بنائے اُسی درخت پر آبیٹھے یہ توتا ہمجنس سمجھ دیکھنے لگا وہ دونون مضطرب الحال ایک ٹہنی پر بیٹھ رہے توتا سمجھا کہ یہ منقار بستہ میری طرح سے دل خستہ ہین پھر رونے لگا انجمن آرا نے کہا جانعالم دیکھا یہ توتا روتا ہے شاید ہماری صورت

مصیبت دیدہ مصائب کشیدہ ہے کوتا باتین تو سمجھتا تھا پھڑپھڑایا اور بولا خدائے کریم تمھین وہ رنج نہ دے عدو بھی تمھارا یہ ستم نہ دیکھے مجھے وہ غم ہے اور دل پر ایسا الم ہے کہ ہر دم یہ دعا ہے دشمن کا دشمن یہ صدمۂ جانکاہ اور ایسے روز سیاہ نہ دیکھے میر سوز جو دم لیتا ہون تو شعلۂ جگر کا جی جلاتا ہے + جو چپ رہتا ہون تو اندر ہی اندر جان کھاتا ہے + جو کچھ احوال کہتا ہون تو سننے والے روتے ہین نہین کہتا ہون تو کوہ الم سینہ دباتا ہے + جو جنگل مین نکل جاتا ہون تو سب دشت پھنکتا ہے کبھی جو شہر مین آتا ہون تو گھر بھول جاتا ہے + پہاڑ و نمین اگر پھرتا ہون ٹکڑے ہو کے اڑتے ہین جو دریا پر کبھی جاتا ہون سر پر خاک اڑاتا ہے + مجمع رنج و محن غرق شط خفت ہمہ تن ہون محسن میرا خانمان آوارہ ہوا یہ ندامت ہے مفارقت اسکی ظلم ہے قیامت ہے اسکے دہلے تازہ حال یہ دیکھا ہے کہ ایک عاشق صادق اپنے معشوق سے جدا غیر جنسون مین اسیر بلا ہے اسکے ناوک آہ سے چھاتی سو راخدار ہے سنان نالہ کلیجے کے پار ہے اگر گریہ و زاری یا تڑپ اور بیقراری اسکی بیان کرون پتھر پانی ہو کر بہہ جائے سیماب کی چھاتی خجلت سے پارہ پارہ ہو اراہ چلتے انجانکو رحم آئے جان عالم یہ سنکر پھر بیٹھا کہا وہ کون تھا جو سرگشتہ و آوارہ دشت ادبار ہوا اور وہ کون ہے جو ناجنسون مین گرفتار ہوا توتے نے انکی داستان گذشتہ اور ملکہ کا حال بیان کیا انجمن آرا ماہ کا نام سنکر شگفتہ خاطر ہوئی دونون نے صورت بدلی توتا پہچان کر پاؤن پر گر پڑا شہزادہ گلے سے لگا کر خوب رویا

جان عالم اور انجمن آرا کا زیر درخت صورت اصلی پر آنا اور توتے کا پاؤن پر گرنا

کہا اے ہمدم تجسے جو ہم جدا ہوئے کس کس رنج و مصیبت میں مبتلا ہوئے دشت بدشت آوارہ کو بکو شہر بشہر
دربدر محتاج پھرے تم اسے تنگ گئے آج پھرے پھر ملکہ کا سوال پوچھا اُسنے خط جو اسے کہا کیسے جا
انجمن آرا نے آنکھوں سے لگایا دل نے قرار پایا مضمون اضطراب بدحواسی کا مطلب ہر نامے سے کھلا کہ
جانثار کی جگہ ملکہ اور ملکہ مہر نگار کی جا قبیلہ شوق جانثار لکھدیا تھا اس انتظار کو سوچ شہزادے کے ہوش گم
ہوے بسکہ نامہ شوقیہ پیچ و تاب دل اور اشتیاق ملاقات میں تحریر تھا جانثار جب کھولتا تھا اثر شوق
ہم آغوشی سے ہر بار خط ہاتھ پر لپٹا پایا تھا مضمون مگر سوزش طالب دکھاتا تھا مولف نامہ
شوقیہ جیب میں سے فرقم آسا ہو گیا سوختگی مضمون سے تب اسمین گرہ ہو گیا آنسو دم تحریر یعنی لکھنے کے
وقت جو خط پر ٹپکے تھے وہ چھینٹے اور نشان اُسکے دیدہ منتظر چشم حیرت زدہ کیطرح ہر سطر پر کھلے تھے اور
سرخ بالا ہر حرف سے ٹپکتا تھا ایک جدول خونی ہر جا تھی لہو رونے کی کیفیت پیدا تھی لکھا تھا قطعہ
از خون دل نوشتم نزدیک دوست نامہ انی رایت دہرا من ہجرک القیامہ + شعر سواد دیدہ
حل کردم نوشتم نامہ سوے تو + کہ تا ہنگام خواندن چشم من افتد بروے تو + اے یار وفادار یادق الافراد
اللہ تجھے سلامت رکھے شرح اشتیاق داستان فراق قصہ دلی طولانی ہے زندگی کا اعتبار قلیل ہے اگر ہماری
زیست منظور ہے جلد آ صورت دکھاؤ نہیں تو تاسف کروگے پچھتاؤگے تجھے آدین اگر ہم کی تو ہم حسرت
سے تڑپ کر جان دی مٹی کے ڈھیر پر رو رو خاک اُڑاؤگے سو لطف شکل اپنی ہمکو دکھلا دو خدا کے
واسطے + جان جاتی ہے ابھی آؤ تمہارا کیو اسطے + کوئی دم کا دم سینے میں مہمان ہے نام کو جسم میں جان
ہے فلک نے ہماری صحبت کا رشک کھایا اسنے تفرقہ پردازی ہم کو یہ دن دکھایا روز و شب رنج جدائی سے ہنسا
کھوتے ہیں اتنا کبھی کاہیکو کسی دن ہنستے تھے جیسا اب پل پل کر فرقت کی رات تو نہیں دستے ہیں میری
بیتابی دل کسے سنائیں + یہ دیدہ تر کسے دکھائیں + تمہاری تقریر ہر دم بر زبان ہے تمہارے تصور سے باتیں
کیسے چین کہاں ہے اُستاد یہ جانتے ترسے باتوں کی تجھ سے خوگر نے + ترسایا سے پھر دلہا ہی گفتگو
کرتے + ہمارے تڑپنے سے ہمسایہ سخت تنگ ہے + دل تسر انتظار سے تیرہ و تنگ ہے میں گر یون ہی
ہمکی بیقراری + تو ہو چکی زندگی ہماری + وحشت پیرامون حال ہے ہر گھڑی فرقت کی ماہ ہے ہر
پہر ہے وہ سال ہے میرے دل کو کوئی دم میں خون ہوویگا + آج کل میں جنون ہوویگا + تمہاری صورت
ہر پل روبرو ہے جس طرف دیکھا تو ہی تو ہے چشم فرقت دیدہ دریا بار ہے آنکھ نہیں چشمہ آبشار ہے

جن آنکھون کو تم پرنم نہ دیکھ سکتے تھے اُنسے خون کے دریا بہنگے **مولف** تمنے نہ ہماری پرخبر لی + چھاتی پتھر کی کیون جی کر لی + دن رات کی وہ صحبت تمھارے ساتھ کی جب یاد آتی ہے نیند اُچٹتی سہنے بیچینی کی رات پہاڑ ہو جاتی ہے کاٹے نہین کٹتی ہے چارپائی تنہائی مین پلنگ بنکر کاٹے کھاتی ہے خواب مین نیند کا خیال نہین کھانا پانی ہجر مین حرام ہے حلال نہین وہ سر جو اکثر آپکے زانو پر رہا ہے اُسکو سو بار بالش و پالین پر دے پٹکا ہے **مولف** جسمین باہین تری حمائل تھین + طوق حسرت مین اب وہ گردن ہے + میرے جاگنے کے اے پیارے ستارے شاہد ہین گواہ شرعی اہد ہین مرغ سحر کو بیقراری سے چونکاتی ہون موذن کی نیند آہ و زاری سے اُڑاتی ہون شب وصل جو ہمین جگاتے تھے اب ہجر کی رات ہم اُنھین سونے نہین دیتے من مانتے بدلے لیتے ہین دل ہر ساعت گھڑی سے زیادہ نالان ہے سر پہر گجر سے فزون شور و فغان ہے چشم ہر اختر معائنہ حال زار سے تحیر تا اسے چرخ گردان میری گردش دیکھکر چکر کر رہا ہے **اُستاد** دکھائیے تھوڑا زہر منگا ہم اور کہین تم کہین + کیا لطف ہے ایسے جینے کا ہم اور کہین تم اور کہین مد فشائے حال باعث ندامت موجب دشمنون کی خوشی کا سبب دوستون کے ملال کا ہے **لا اعلم** دل من داند و من دانم و داند دل من + اگر جیتے جی ملجا مینگے رنج فرقت کے دُکھڑے مفصل زبانی کہہ سُنائینگے اور جو فلک کو یہی منظور ہے تو انسان مجبور ہے اس حسرت کو بھی در گور لیجائینگے **سعدی** اے بسا آرزو کہ خاک شدہ + بخدا نماز پنجگانہ مین یہ دعا ہے جامع المتفرقین سے یہی التجا ہے کہ تمسے جلد ملاقات ہو جائے جان زار و دل بیقرار کو چین آئے زیادہ ملاقات کا اشتیاق ہے اشتیاق اور جدائی کا صدمہ جانکاہ سخت شاق ہے شاق خوگر وصل ہجر کے الم کا مبتدی ہے نہ مشتاق یہ خط کا مضمون جو پڑھا دونون نے رو دیا از سر نو مع سرنامہ سراسر وہ نامہ لکھو دیا اُس رات کو تیار ہو لیا وہان مقام کیا صبح ہوتے ہی صورت بدلی کوچ کا سرانجام کیا آگے آگے توتا رہبر پیچھے پیچھے وہ دونون تیز پا

پہونچنا جانعالم اور انجمن آرا کا مع توتے ملکہ مہر نگار کے پاس پھر ملاقات ہمدگر فوج بھیجنا وہان تک بادشاہ کا لوگ بہکا لیجانا بادشاہ کا آنا پھر اُسکی گرفتاری اور جانعالم کی سیر چشمی

پلا دے تو ساقی مے لالہ فام کہ ہوتے ہین ... و عاشق بہم	ہوا چاہتا ہے یہ قصہ تمام جدائی کے ایام سطے ہو چکے	وہ مے دے کہ ہو دور دل سے الم شب ہجر مین خوب سا رو چکے

پہونچنا

مچاؤن کوئی دم بھلا تے چہچہے | کہ رنج جدائی بہت سے سہے
مثل ہے یہ مشہور اے ذی شعور | کہ ہے رنج کے بعد راحت ضرور

محرران حال طالب و مطلوب و حاکیان حکایات خوب سے لکھتے ہین کہ وہ پرمردہ ہولے شوق یعنے جانعالم مع انجمن آرا توتے کے ساتھ آٹھوین روز ملکہ کے پاس پہونچا یہان جسدن سے توتا رخصت ہوا تھا ملکہ مہرنگار دونون وقت بلاناغہ اُس درخت کے تلے جہان توتا ملا تھا آکر یہ کہتی تھی میر سوز مانند جرس پھنکی چہاتی تو فغان سے فریاد کو پہونچا نہ کوئی راہ روان سے + اسطرح روز موافق معمول وہ دل ملول قریب شام درخت کے نیچے حزین و زار توتے کے انتظار مین کھڑی تھی اور آنکھ ٹہنی سے لگی تھی اور دیدۂ خونبار سے تا دامن یاقوت اور موتیون کی لڑی تھی جب دل سوختہ گھبراتا تو سوز درون مثل دخان لب پر آتی جی بہلانے کو یہ غزل پڑھتی مولف آتش فرقت سے سینہ جب سے مجمر ہوگیا پھنکے لخت دل مرا ہر ایک اخگر ہوگیا + باعث افشا ہے لب دم نہ مارا مین نے گاہ + ورنہ زیر آسمان کیا کیا نہ مجھپر ہوگیا + نزع تک تو آمد جانان کا کھینچا انتظار + وہ نہ آیا وعدہ اپنا یان برابر ہوگیا کیا ڈراتا ہے ہمین واعظ سُنا شور نشور + شام فرقت یان عذاب روز محشر ہوگیا + اب جو ہنستا ہون تو ہنستے ہنستے بھی گرتے ہین اشک + روتے روتے آخرش رونے کا خوگر ہوگیا + فکر پھر کسکو ہے دیوان جمع کرنے کی سرور + جبکہ ہو مجموعہ خاطر ہی ابتر ہوگیا + دفعتہً توتے نے سلام کیا وہ خوش ہوکر بولی اے قاصد نیک صدا و ہد ہد شہر سبا میرے سلیمان حسن و خوبی کا پتا پایا اُس بلقیس محبوبی کا سراغ ہاتھ آیا توتے نے کہا اے ملکۂ عالم قدر دان خبرداروں کو خلعت و انعام دیتے ہین جب دوست کا پیغام پوچھتے ہین علی الخصوص یہ خبر فرحت اثر پہلے یہ ارشاد ہو کہ اگر پتا بتاؤن گا اُسکی اُجرت کیا پاؤن گا یہ سنکے ملکہ کی جان رفتہ بدن مین آئی یقین ہوا اسنے خبر پائی یہ کہا اُستاد پیغام دوست جلد تو پیغام برسا ⟨د⟩ گھبرا کے دم ہی جاسے نہ میر کہین اُلٹ + توتا عرض کرنے لگا حضور کا فرمانا بجا ہے مگر ایسی بات کا جلد کہنا حمق کا مقتضا ہے استاد دفعۃً خوگر فرقت کو نہ دے مژدۂ وصل + خبر خوش نہین اچھی جو یکبارگی ہو + توتا بات کو طول کر دیتا تھا کبھی خوش گاہ ملول کر دیتا تھا ملکہ سنے چین ہو لی جاتی تھی اُدھر تماشا حد سے زیادہ انجمن آرا گھبراتی تھی غرض نہ رہ سکی صورت بدلی جانعالم ⟨...⟩ آیا آپس مین عاشق و معشوق و معشوق و عاشق گلے مل کر

تصویر انجمن آرا و جان عالم اور ملکہ مہر نگار کی اور ہا کی سے ملاقات ہونا

روتے ہی خیال کر نسبت ہمارے تمہارے واسطے ہمارا حیرت دیکھ ہر دل قبول کر کے خوش ہوئے روشنی آواز سے
مقلانیان شوخ دین مت ہوئیں ہنسی کی آنکہیں دونوں پر پڑتی روز کر سامنے ہوئی اور ہاتھ پکڑ کر یہی
چل چلا حسن غریب سے کوئی چیز زیادہ دل کش اور محبوب نہیں دوست تو دوست ہے دشمن
غش کر جاتا ہے۔ لڑکا ہو یا بوڑھا شیدا نظر آتا ہے ال تو کیا مال ہے سوت کی انٹی بھی اگر پاس
ہو تو انتہار ہی سے خریدار بنتا ہے جان عزیز قیمت میں کچھ چیز نہیں غلام کی غلامی پر آقا فخر
کرتا ہے جان تازہ پاتا ہے جو کوئی کہتا ہے کہ یہ اسیر مرتا ہے ایسا آیا ہے اور یہ امر محمود ہیں اسمیں
غیر ضرر کچھ سود نہیں غرضکہ شرم و حجاب ان بارہ دری میں آئے انجمن آرا سے ملکہ نے حال پوچھا
اس نے دیو کا اٹھا لیجانا باغ کی سیر دیا لی پھر جانا لعل کی رسائی اور سفید دیو کا آنا باہم کی لڑائی
آفت سے چھڑانا اپنی پیادہ پائی صحرا نوردی ہوا گرم پانی کنارہ پھر وہ عمل جوگی کا سیکھا یا ہوا شہزادے
کا سکھانا توتے سے درخت پر ملنا سنا دیا پھر انجمن آرا جان عالم سے سرگذشت پوچھی اپنی صعوبت کہی
گذشتہ کا حال یوں ذکر کیے جو کچھ دھیان پڑا پھر سب ارشاد سننے لگے تو بد مزہ ہوا کہا صاحبو
اب یہ قصہ بکھیڑا دور کرو ہنسی خوشی کا مذکور کرو یاد رکھو یہ بات گذشتہ را صلوات مصحفی
جز حسرت و افسوس نہیں ہاتھ کچھ آتا ایام گذشتہ کو کبھی یاد نہ کیجیے + ملکہ بولی اے
شیریں مقال مبارک قدم خجستہ فال شہزادہ سا عقل کا دشمن دیکھا نہ سنا سوز معلوم ہوا
دل کے سلوکوں سے یہ ہوا + نادان ہے جو دوست وہ دشمن ہے جان کا + اس نے جتنی محنت

ومشقت اُٹھائی اپنی بدعقلی کی سزا پائی بھلا عالم تنہائی مین جو کچھ کیا سو کیا دو تین بار اپنے ساتھ
ہم دونون کو خراب آفت کا مبتلا کر چکا ہے آگے دیکھیے کیا ہوتا ہے یہ کہکر روبرو دشمنان بند دست
با دلِ خرسند باہم بیٹھے اور دورِ ساغر مے دغدغہ فلک تفرقہ پسند و سفلہ پرور شروع ہوا مطرب نے ساز کی نغمہ سازی
پر گوشمالی دی صدائے عیش و طرب بلند ہوئی یہ خبر بارہ دری مین مشتہر ہوئی اور وہان کے بادشاہ
کو پہونچی کہ ایک مرد صاحب جمال دوسری عورت پری تمثال ملک کے پاس تازہ وارد ہوے ہین
کہنے لگا الحمد للہ ایک موجود تھی دو اور آگئے پھر دو ہزار سوار جرار اور دو سپہ سالار تجربہ کار نگہبانی کو
بھیجے جان عالم نے یہ ماجرا سنکر کہا فضل الٰہی چاہیے بعد مدت یہ صحبت ہاتھ آئی گر میسر ہے تو صبح کچھ لینگے سوار تو
باغ گھیرے رہے یہ تمام شب جلسے کیے گئے جس وقت خسرو خاور آرامگاہ مشرق سے برآمد ہو جلوہ گر تخت
نگار ہوا اور سپہ سالار انجم مع سواران سیارہ کوہ مغرب کی طرف فراری ہوا جان عالم حمام سے
غسل کرکے نکلا اُس لوح سے اسم تسخیر پڑھتا باغ کے دروازے پر آیا جسکی نگاہ پڑی اسم کی برکت سے
آداب بجالایا دست بستہ روبرو آیا وہ دو ہزار مع سپہ سالار فرمانبردار ہوے پھر تو دروازہ بکشادہ پیشانی
کھولا یہ خبر وحشت اثر اُس بادشاہ کو پہونچی اور سوار و پیادے لڑائی کے واسطے بھیجے وہ بھی جب سامنے
آئے حلقۂ غلامی کان مین ڈالا جنگ کا خیال نرہا پھر تو مشہور ہوا کہ ساحر ہے المختصر تمام فوج اگر یہ فرمانبردار ہوئی
اُسوقت وہان کا سپہ سالار طیش کھا کر سوار ہوا کہا ان کیے سوار کہا انہوں ہتیار تلوار چلی دس پانچ زخمی
ہوے کچھ جان سے گئے اور فوج نے نرغہ کر جان سے تو بادشاہ کو دم مین پھانس لیا اور جان عالم
کے حوالہ کیا شہزادۂ عالی حوصلہ خوف خدا سے اور نحوست طالع نارسا سے مثل بید کانپا اور فرمایا
اللہ وہ وقت کسیکو نہ دکھائے پھر دوست دشمن ہو جائے یہ ارشاد کر اُس سے بغلگیر ہوا اور ہنسایا قتل سے
ہاتھ اٹھایا وہ بیچارہ نادم و پشیمان سر در گریبان کھینچے پر گردان جھکا منفعل خاموش بیٹھا شہزادے
نے کہا مسافر کی نسبت شاہی سے بعید ہے ہم تمہارے مہمان ہوتے تھے دعوت کے بدلے عداوت کی
اللہ کو یہ بات پسند نہوئی عبرت کا تماشا دکھایا یہ سلطنت انکو مبارک بمن غریب پار کر باندھتے دنیا کا
اس لڑائی کا قصہ فسانہ ہو جائیگا امروز فردا یہ مسافر روانہ ہو جائیگا وہ اسکی فصاحت بلاغت
یہ سیرچشمی دیکھکر حیران ہوا کہ دشمن کو گرفتار کیا پھر ملک بخشدیا سر جھکا کر بولا بجز لائق عروج و الا لق
حکومت قابل سلطنت آپکی ذات فرخندہ صفات ہے جان عالم نے کہا آپ اپنی تعریف کرتے ہین

وگرنہ من آنم کہ خوب میدانم القصہ وہ محجوب ہوکر رخصت ہوا فوج کو صلح جو ثابت ہوئی اپنے بادشاہ کے ہمراہ چلی جب یہ جنگ زرگری ہو گئی مکان پر آکر بہت تیاری سے دعوت کی اور عذر تقصیر کر عفو کا امیدوار ہوا شہر مین یہ چرچا ہوا اہل شہر مشتاق ہو غول کے غول آنے لگے روز باغ کے روبرو میلا ہوتا تھا کسیوقت شہزادہ نہ اکیلا ہوتا تھا پھر جاسوس شتر سوار ہر کارے فوج کے تجسس مین روانہ کیے چالیس منزل پر لشکر ملا جانعالم کی مفارقت سے کسی مین جان نتھی فرمانکی مہر دیکھکر جان تازہ پائی پھر آنکھون سے لگائی رات دن کوچ کرتی بیس پچیس دن مین برسم یغار فوج داخل ہوئی شہزادہ لشکر کو ملاحظہ فرماکے مسرور ہوا ملال بھولا ارکان سلطنت نے ملازمت حاصل کی سب نے نذر دی موافق قدر و منزلت خلعت اور انعام خاص و عام کو مرحمت ہوا اور رعایا برایا بازاری اہل حرفہ کو بھی کچھ دیا فوج کے سردارونکو خلعت جواہر نگار سپر و شمشیر مرصع کار عنایت کیے دو ماہہ تمام فوج کو انعام مین دیا از سر نو لشکر چمکا دیا پھر وہانسے کوچ ہوا وہی راہ مین جلسے اختلاط فسانے حکایات عیش و نشاط توتا ہنسا تا رمز و کنائے کرتا لطیفے سنا تا دل بہلاتا ہر صبح باخاطر شگفتہ مثل نکہت گل کوچ ہر شام بلسان فصل بہار بآسایش مقام روز و شب براحت و آرام رو براہ ہوے

ورود لشکر نصرت اثر مو ریر بہار جنگل مین جاڑیکی شدت صحبت شراب کے نشے کی ترنگ مین خیالات فاسد کا آنا لے تجحثی باہم کی پھر توتے کا سمجھانا شہزادیکا پچتانا

ناگاہ ایک روز گذر موکب حشمت و جلال بافر و شوکت کمال ایک صحراے باغ و بہار دشت لالہ زار مین ہوا اقتضاے صحرا لے قابل تحریر کیفیت دشت گلشن آسا لائق تقریر بو باس ہر برگ و گل کی رشک مشک اذفر صفحہ بیابان معنبر و معطر چشمون کا پانی صفا مین آب گہر سے آبدار تر ذایقے مین بہ از شیر و شکر چلّے کے جاڑے کڑاکے کی سردی تھی گویا کہ زمین سے آسمان تک یخ بھر دی تھی پرند اور چرند اپنے اپنے آشیانون اور کاشانون مین چھپے ہوے بیٹھے بھوک اور پیاس کے صدمے اٹھاتے تھے دھوپ کھانے باہر نہ آتے تھے تصدسے تھرتھراتے تھے سردی سے سبکا جی جلتا تھا دم تھم کر ہر شخص کے منھ سے دھوان دھار دھوان نکلتا تھا آواز کپکپی کا نتک کیلیے کم جاتی تھی منھ سے بات باہر آئی اور جم جاتی تھی مار سیاہ اوس چاٹتے باہر نہ آتا تھا سردی کے باعث دم دبا کے پانی مین بھاگ جاتا تھا

زمانے کے کاروبار مین خلل تھا ہر ایک دست در بغل تھا عاشق و معشوق بھی اگر ساتھ سوتے تھے گھٹنے
تھے مگر گھٹنے سے جدا نہ ہوتے تھے اشک شمع انجمن لگن تک گرتے گرتے اولا تھا پروانون نے گرد پھرتے پھرتے
ٹھٹولا تھا شعلہ کانپتا تھا فانوس کے لحاف مین منھ ڈھانپتا تھا شمع کا جسم برف تھا پگھلنے کا کیا حرف تھا
ہر سنگ کے سینے مین آگ تھی گو ادہ شرعی شرر تھا لیکن سردی کو بھی یہ لاگ تھی اور جاڑے کا ایسا
اثر تھا کہ سلین کی سلین جمی پڑی تھین فولاد سے زیادہ کڑی تھین تنور فلک چہارم کی بھاتی سرد
تھی گلخن مین یہ برودت تھی کہ کشمیر گرد تھی لنجون نے بٹیر پکڑے لولون کے ہاتھ آئے لنگڑے ہرن
باندھ لائے سرزمین ہند مین مردے نہ جلتے تھے زندون کے ہاتھ پانون گلتے تھے آتش رخسار گل
شبنم نے بجھائی تھی باغ مین بھی جاڑے کی دہائی تھی اُس برگ و بار کی صنعت پروردگار کی
دکھائی تھی مرصع کاری یک لخت نظر آتی تھی دانہ ہائے اشک شبنم خواہ ٹرے یا ریزے تھے ہر شجر کے پتے
اور شاخ مین الماس اور موتیون کے آویزے تھے عذار لالہ احمر رشک زعفران تھا طلائی درختونکی
ٹہنیان کہربائی پتے بہار مین رنگ خزان تھا اس سردی کا کہین ٹھکانا تھا حمام خانے کا یخ خانہ تھا
آگ پر لوگ جی نثار کرتے تھے زردشت کا طریق اختیار کرتے تھے اُس زمانے مین جاڑے کی یہ ترقی تھی کہ
آجتک بتونکی سرد مہری نہ گئی آفتاب عازم برج حمل تھا آتش پرستونکا عمل تھا زیست سمندر کے
عنوان تھی آگ مین خلقت کی جان تھی عاشق تو کیا معشوق ٹھنڈی سانس بھرتے تھے گرمی نکرتے
تھے دانت سے دانت بجتا تھا ہونٹ نیلم کو شرماتے تھے پانکے لاکھے مین سوسن کی پنکھڑی سی نظر آتی تھی
عاشق تن پریون کو ساتھ سلاتے تھے اسپر بستر کو گرم نپاتے تھے جاڑے مین ہر ایک الست تھا عالم
اللہ کا آتش پرست تھا جاڑے سے اُس دشت مین ایسا پالا پڑا تمام اہل لشکر کو تپ لرزے کا عالم
تھا بلکے ترچھے اینٹھے جاتے تھے ڈھال تلوار کھڑکھڑانے کے عوض دانت کڑکڑاتے تھے چقماق پتھر
لاٹھی سے بیکار ہو گئے تھے چار جانب سے پتھر آگ نہ دیتے تھے اور توڑے دار کا یہ حال تھا بوجھ کندھا توڑ دیتا تھا
قدم اٹھانا محال تھا توڑا ہر ایک گل تھا توتے کی جگہ شور بلبل تھا ہوش لوگونکے کانپتے تھے پھوکے مٹی کو الاؤ
سمجھ پھونکتے پھونکتے ہانپتے تھے ملایم لوگونکے جو اس جم گئے تھے جگنو کو چنگاری کے دھوکے اٹھانیکو تھم گئے
تھے سردی بلکہ کا غزما تھی ایک کو دوسرے کی تمنا تھی یہانتک جاڑے کا زور و شور عالمگیر ہوا تھا کہ کرہ نار
زمہریر ہوا تھا جان عالم نے فرمایا آج خیمہ ہمارا یہین ہو بعد ورود متوجہ سامان عیش و نشاط ہوا ملکہ اور انجمن آرا سے

پری پیکر محبوب تو نا مصائب سے بدل بدل مرغوب وہ شراب کا گردش مین الاکشتی شراب کی
نہ چلتی تھی اور کباب بھوننے کو آگ نہ جلتی تھی گلاس شراب کا برف کی قفلیون کو شرماتا تھا قطرہ سے
اُس مین گرتے ہی جم جاتا تھا پیاسے بیزبان کے منھ پر روئی تھی ایسی سردی ہوئی تھی گلا بیٹھا
تھا جب بہت غل کرتی تھی تب قلقل کرتی تھی لب ساغر خشک جسم پر پسینا تھا پانی کا پیالہ مخزن آبگینا
تھا جاڑے کا لشکر مین ہر طرف شور و غل تھا بازار مین روئی کا لین دین بالکل بند تھا جب دور
آفتاب کا ہفتیون مین پہنچا کہ عالم سرور مین جانعالم کو خیال نزدیک و دور آیا دلمین سوچا کہ اتنے عرصہ
دراز زمانہ دیر یار تک ملکہ اور انجمن آرا کو ہمسے فرقت غیر دن سے غربت رہی رنڈی کا اعتبار کیا ہے
یہ قوم قدیم سے بیوفا ہے اگر ایک پوری اسرانجام زن + ثنان رامزن نام لودسے نہ زن +
نشیب و فراز جو ذہن مین آیا دل کٹی ہونے لگی رنج بخش صحبت کا لطف کھونے لگی وہ سبز پوش خلوت
بدوش موقع شناس مزاجدان دلسوز ادب آموز بیزبان بلبل ہزار داستان دل کا حال جانتا تھا
اُڑتی چڑیا پہچانتا تھا سمجھا جانعالم کی طبیعت کبیدہ ہوئی قریب وہ وقت آیا چاہتا ہے کہ ایسی گفتگو
آغاز ہو جسکا انجام یہ صحبت درہم برہم کرے بات کو کاٹ طبیعت کو اُچاٹ کرنے لگا شہزادے نشہ اس
کیفیت سے حرام ہے کہ اُسکی ترقی مین عقل کو تنزل ہے خیالات لاطائل آتے ہین احسان بھول جاتے ہین فقط گمان
بیجا اور خیال وہ بھی نشے کے حال کا اُس پر حق خدمت سہو کرنا روکھی صورت بنانا فوراً بگڑ جانا آدمیت سے
بعید ہے ایک ساعت ادھر مخاطب ہو جیے اس مدت مفارقت مین جو جو سانحے دیکھے افسانے لینے بیگانے کے سنے ہو
ہین اگر بگوش ہوش اُنہین سُنیے تو یہ تخیلات فاسد دور ہون جانعالم نے کہا ایسی بات اسوقت واجبات سے ہے جلد

طوطے کا بیان کرنا قصہ شاہ قوم بنی اسرائیل قاضی کا بھاوج پر فریفتہ ہونا دین و ایمان کھونا پھر سنگسار کرنا عورت کی بادیہ گردی پھر اسی شہر مین آنا

طوطے نے کہا جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل مین ایک بادشاہ تھا نیک طینت
باصفا سخی شجاع عابد پارسا اُسکے عہد دولت مین دو بھائی تھے ایک تو شہر کا قاضی نیک مفتی بظاہر
مرد مسلمان صاحب ایمان مفتی کی بی بی نہایت شکیلا بہت جمیلہ تھی اتفاقاً عند الضرورت مفتی کو بادشاہ
نے کہین دو چار منزل بھیجا وہ اپنی عورت دم رخصت بھائی کو سونپ گیا قاضی گاہ گاہ خبر کو
اُس عورت کے پاس جاتا تھا پردہ اسی واسطے خوب ہوتا ہے جتنا دنیا کا قصہ بکھیڑا ہے

سب آنکھون سے دیکھا سنا ہے وہ بدرجۂ حسین تھی قاضی کی آنکھ پڑی فریفتہ ہوا چندروز مین وَلولۂ
طبیعت حد سے فزون بلکہ قریب جنون ہوا اگرچہ وہ عورت جیسی خوبصورت تھی اُس سے زیادہ عصمت و
عفت رکھتی تھی ایسا حسن حُسن اتفاق سے ہوتا ہے قاضی نے ایکروز اُس سے سوال وصال
کیا اُسنے اِس امرِ بد سے ازحد انکار کر خوشامد کا کچھ نہ خیال کیا قاضی سمجھا یہ راضی نہوگی اور نہو گی
خفت مین دو اندیشے ہوے ایک تو محرومی وصال دوسرے افشاے راز کا خیال گھبراکر بادشاہ سے عرض
کی دمِ رخصت میرا بھائی اپنی جورو مجھے سونپ گیا تھا اُس فاحشہ نے اُسکی غیبت مین زنا کیا مجھے
ثبوت کامل ہوا بادشاہ نے مردِ متشرع سمجھ صاحب حدود شرع جانکر اختیار دیا قاضی نے اُسکو تنہا لیجاکر
سمجھایا کہ اب تک خیر ہے مجھسے راضی ہو نہین بڑا شر ہوگا تیرا ضرر ہوگا دلپر جبر اختیار کر دن گا تجھے
سنگسار کرونگا وہ عورت شیر صفت اُسکی گیدڑ بھبکی سے نہ ڈری مرگ پر راضی ہوئی اُس
کمبخت شہوت پرست نے شہر کے باہر لیجا اُسکو سنگسار کیا خلق خدا عبرت کنان خائف و لرزان
اپنے اپنے گھر پھری وہان حافظ حقیقی نے شیشۂ حیات اُس نیک صفات کا سنگ ستم قاضی سے
بچالیا تھیس نہ لگی خواہش بیجا مین ایسا ہی ہوجاتا ہے عقل پر پتھر پڑجاتے ہین شب کو عورت پھر سر کا
ایک سمت پیادہ پا روانہ ہوئی ایک جنگل مین ایک دیرانی تھا مرد خدا پرست بستی کو چھوڑ اہل دنیا سے
منھ موڑ دشت بسایا تھا یہ جب وہان پہونچی اُس حق پرست نے اسکی غریب الوطنی پر رحم کھایا
لڑکا اُس کا خردسال تھا اُسکی خبرگیری کو اپنے پاس رکھا اُس دیرانی کا ایک غلام سخت نطفۂ
حرام تھا بدذات کیدی مثل مشہور ہے لاخیر فی عبید بی رنڈی جوان دیکھکر عاشق ہوا بہت
چاپلوسی کی وہ ڈھب پر نہ چڑھی اُس شقی نے دیرانی کا لڑکا ذبح کر تہمت اُس عورت پر کی
اولاد کی محبت مشہور ہے امیر ہو یا فقیر اسمین مجبور ہے دیرانی کو بشدت رنج ہوا لیکن وہ صابر شاکر
تھا عورت سے کچھ نہ کہا بجز رضینا بالقضا اور بیس دینار زادِ راہ دیکر رخصت کیا وہ بیچاری مصیبت کی
ماری پھر چل نکلی ایک شہر مین وارد ہوئی بازار مین بھیڑ دیکھی شور و غل برپا تھا اور ایک شخص کو
زنجیر و طوق مین پھنسا کشان کشان لوگ لیے جاتے تھے عورت نے پوچھا اِس سے کونسا جرم قبیح
سرزد ہوا جو ایسی آفت مین مبتلا ہے لوگون نے کہا یہ بیس دینار کا قرضدار ہے ادا کی طاقت نہین اُسکے
بدلے یہان کے سردار نے دار کا حکم دیا ہے عورت کو رحم آیا وہی دینار تھے دیئے اور دیگر قید سے

چھڑا دیا وہ مکار بد باطن عیار ہتیارہ ندی جو خوبصورت دیکھی جی بھر بھر آیا کہا تو تو میری محسنہ ہے مین
تیرے ہمراہ رہونگا خدمتگزاری کرونگا اس حیلے سے ساتھ ہوا کچھ دور شہر سے نکلی تھی راہ مین دریا ملا یہ محسنہ
سے نہائی تھی کپڑے بھی کثیف ہوگئے تھے ایک طرف لباس دھو کر نہا رہی تھی ناگہان ایک سمت سے
دو جہاز وہان آگئے اہل جہاز نے دیکھا عورت قمر طلعت ہے اُس حرامزادے سے پوچھا یہ کون ہے اُس
اپنی لونڈی بتایا مول تول درمیان آیا غرضکہ مبالغ خطیر پیچکر کسی بہانے سے جہاز پر چڑھا دیا
چل نکلا وہ دو سوداگر تھے دونون اسپر مائل ہوے قصے فساد حائل ہوے پھر یہ صلاح ٹھہری
مال کے جہاز پر یہ ہے جب اسباب بک چکیگے اُسوقت عورت جسے قبول کرے وہ لے جھگڑا اٹھایا
اُسے مال کے جہاز پر بٹھایا ایک روز آندھی چلی طوفان آیا جس جہاز پر سوداگر تھے وہ تو ڈوب گیا مال کا
جہاز اور یہ جانباز سلامت رہی چند عرصے مین جہاز اُس شہر مین آیا جہان سے یہ سنگسار ہو کر نکلی تھی دو
کلمے یہ سنو جس شخص نے اسکو بیچا تھا کسی تقریب سے وہ پہلے بادشاہ کا بخشی ہوا اور وزیر انکا غلام بد
ایام پاجی وزارت پاگیا اور مفتی صاحب سفر سے پھر کر مفت جورو کے الم مین مبتلا تھے جس دن جہاز اُس شہر
مین پہونچا وہان کے پیمبر کو حکم الٰہی آیا کہ ہمارا ایک خاص بندہ جہاز پر آیا ہے یہانکا بادشاہ وزیر بخشی اور قاضی
و مفتی کو لیکر اُسکے پاس جائے اور اس سال مین جو جو گناہ ان سب سے عمداً و سہواً سرزد ہوے ہون سکے روبرو
بیان کرین جو وہ خطا معاف کرے تو ہم بھی درگذرین ورنہ بلائے آسمانی آفت ناگہانی ان پر مین پر
نازل کرونگا پیمبر نے بادشاہ سے کہا وہ سبکو ساتھ لے کر جہاز پر آیا عورت

تصویر زن عابدہ کے آنیکی اور بادشاہ مع قاضی و مفتی و بخشی

پردہ چھوڑ کر آ بیٹھی تقریر شروع ہوئی پہلے بادشاہ نے کہا مین سیہ کار از سرتاپا گناہگار معصیت کا پتلا ہون مگر یہ خدشہ تازہ ہوا ہے کہ قاضی کے کہنے سے مفتی کی جورو کو بے تحقیقات رجم کا حکم دیا عورت بولی غفر اللہ لک یعنی بخشے خدا تجھے پھر مفتی نے کہا مجھے جورو کی طرف سے گمان بد جب اُس نے کہا تو ابھی چپ رہ بیٹھ قاضی نے بیان کیا مجھ سے بدولت نفس امارہ یہ حرکت ناکارہ ہوئی کہ بے جرم و خطا ایک بے گناہ کو سنگسار کیا اُسنے کہا اللہ تیری مغفرت کرے بعد اس کے وزیر وہ دیرانی کا غلام آیا ندامت سے سر جھکایا پھر کہا بندے سے بتحریک شیطان اور جوش شہوت جرم قبیح ہوا کہ آقا کا لڑکا مار کر صاحب عصمت کا قصور ٹھہرایا وہ بولی غفور و رحیم تجھ پر رحم کرے جب بخشی آیا وہ بیچنے کا ماجرا زبان پر لایا عورت نے کہا تو محسن کش ہے خدا تجھے بخشے کا الغرض بخشی کی جان بخشی ہوئی پھر وہ پردہ اُٹھا باہر آئی مفتی سے کہا تو نے مجھے پہچانا یہ سب قصہ میری عفت کا فسانہ ہے آج تک خدا کی حفظ و عنایت سے عزت و آبرو بچی اب خلع کی امیدوار ہون یہ مال و متاع تو اپنے صرف مین لا مین تنہا گوشۂ عزلت مین بیٹھکر عبادت کرون اسی شغل مین مرون یہ ماجرا دیکھکر حاضرین صحبت ناظرین جلسہ تھرائے بادشاہ سلامت منفعل گھر آئے وہ عورت تو حجرہ بنا طاعت یزدان مین مشغول ہوئی دولت کونین حصول ہوئی تو تا یہ قصہ تمام کرکے بولا جانعالم جو ثابت قدم ہین اُنکا ہر وقت اللہ یار ہے ہر بحر کے کنارے اُنکا بیڑا پار ہے فرد نہ ہر زن زن است نہ ہر مرد مرد خدا پنج انگشت یکسان نکرد + یہ نقل سنکر شہزادیکا نشہ ہرن ہوا دونکی شفقت اور مایذائے شانی خانہ ویرانی بادیہ پیمائی یاد آئی خوف خدا سے قتل بیدیکا نیا ندامت سے عذر کیا کہ حالت نشہ مین جہلکا یہ قصور ہوا پھر ہنسی خوشی باہم کوچ ہوا

یہ خاتمۂ داستان ہے اور وطن پہونچنا شہزادۂ جانعالم کا زیارت والدین اور نوک جھونک ماہ طلعت کی توتے سے ملکہ اور انجمن آرا کا دل بہلانا پھر وزیر زادیکا قتل سلطنت ترک کرنا فیروز بخت کا

چل اے توسن خامہ منزل رسان + کہ اب گھر پہونچتا ہے یہ کاروان + پھر اگھر کو شہزادہ خوش سیر جھمکڑے کا کا عالم بہت کرو فر + وہ اس طرح پہونچا وطن کیطرف + بہار آئے جیسے چمن کی طرف + بڑی فکر رہتی تھی ہر صبح و شام + ہوئی فضل حق سے کہانی تمام + وہ بچھڑے تو سب ہوگئے ایک جا + رہے اپنے مطلوب سے ہم جدا + نہیں شرح جور فلک ناتمام + سرور حزین توسن خامہ تھام + غرضکہ شہزادہ جان عالم

منزل بمنزل مسافت طے کر مع الخیر وطن پہونچا دو کوس شہر سے باہر خیمہ برپا ہوا لشکر ظفر پیکر
اُترا یہ خبر قسمت آباد مین گھر گھر مشتہر ہوئی کہ کوئی غنیم فوج عظیم لیکر وارد ہوا شہر کا یہ نقشہ تھا جس روز
سے جانعالم مفقود الخبر دربدر ہوا تھا ویران پڑا تھا اور بادشاہ گریبان چاک سر پر خاک نہ تخت
کی خبر نہ سلطنت سے سروکار نہ ملک سے مطلب نہ دربار سے غرض دیوانہ وار با دل بیقرار محلمین پڑا رہتا تھا
اور شہزادے کی مان بھی غمگین اندوہناک شب بھین دراز غم کی حکایت اندوہ کے بین نصیب کی شکایت
لب پر شور و شین خلش نشتر غم سے کوئی ساعت قرار نپاتی تھی ہر وقت بلبلاتی تھی یہانتک دوری دلبند
مہجوری فرزند مین دونون رو دیے تھے کہ آنکھین اُن عزیزون کی یوسف گم گشتہ کے فراق مین دیدۂ
اشتیاق مین مثل چشم دیدۂ یعقوب علیہ السلام ہو گئی تھین بحکم آیہ وابیضت عیناہ من الحزن
فھو کظیم ہ سچ ہے فراق نور چشم مین نور چشم کب رہتا ہے رات دن آنکھون مین یکسان ہر وقت سر از دیدہ
پریشان مگر ارکان سلطنت نمکخوار قدیم کوشش عظیم سے در پردہ ریاست کا کام سنبھالے تھے جب یہ زرد
لشکر باین کر و فر سنا وزیر اعظم کو جانعالم کے پاس حال دریافت کرنیکو بھیجا یہ کمترین شہزادہ با امتیاز کی مفارقت
کو زمانہ دراز گذرا تھا اسکے سوا سامان جاہ و حشم لشکر کا حجم دخم فوج ہزار در ہزار انبوہ بیشمار حیرت زدہ تھا
دیکھکر وزیر گھبرایا اپنے شہزادے کا وہم و گمان نہ آیا دست بستہ عرض کی قبلہ عالم گردش طالع
واژون سے نیرنگی گردون سے وارث تخت سلطنت یہان کا دفعۃً گم ہو گیا بادشاہ آسمان جاہ
ہمارا مصیبت کا مارا جگر گوشے کی مفارقت مین دامان صبر گریبان شکیبائی پارہ پارہ کر نور نظر بھی اُس
اپنے قرۃ العین طاقت بصر کے ہجر مین گریے کی نذر کر چکا ہے ہنوز اُس عدیم المثال کے قدم کی خاک سرمۂ
چشم مشتاقان کحل الجواہر دیدۂ منتظر نہیں ہوئی بعد سلام حضور کو یہ پیام دیا ہے کہ اگر خواہش تخت
یا تمنائے تاج منظور خاطر ہے بسم اللہ کل نہیں آج حاضر ہے مگر سامان جنگ و جدال گرم بازاری
عرصہ قتال خونریزی بندگان خدا ناحق ناروا ہے مجھے تخت سلطنت تختہ تابوت ہے بہ تحت الامعاملہ قضا
قدر سے مجبور ہر فرد بشر ہے ہر چند جینے سے سخت جی بیزار ہے لیکن مرنے کا کسے اختیار ہے شعر
مرنے کو مین تو راضی ہون موت کو موت آگئی + زندگی اب گلے پڑی اسکی مین کیا دوا کرون شرح
سخت جانی موجب پریشانی گوش حق نیوش جان کر طول کو مختصر کیا جانعالم نے یہ سُن کر رو دیا
وزیر کو گلے سے لگایا خلعت فاخرہ عنایت کیا پھر کہا افسوس تم نے گود کے پالے عرصہ قلیل مین

جھلا ڈالے بعد آداب و کورنش عرض کرنا کہ بدولت اُلفت پدری و تاثیر دعاے سحری سے خانہ زاد
بامُراد زندہ و سالم شرف آستان بوس سے مشرف ہوا اُس وقت وزیر نے پہچانا قدمون پر گرا پھر
سر اُٹھا کر بے اجازت بھاگا اور بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا پکارا مبارک ہو اُستانے
بوسے یوسف سُوے پیغمبر کنعان آئی۔ اے بادشاہ با قبال والے صاحب جاہ و جلال بعنایت
جامع المتفرقین اور باعث برکت دعاے مہاجرین سیز اوج بختیاری کوکب درخشندہ سپہر شہریاری
با فوج و لشکر و مجمع حوران پری پیکر یہان آیا اور اِس اُجڑے نگر کو آباد کیا بسایا مشتاقون کا دل الم رسیدہ
شاد کیا شکر صد شکر نالہ شبگیر با تاثیر تھا بادشاہ کو تو مرتبۂ یاس حاصل تھا وزیر سے یہ کلمہ فرمایا میر تقی
دوا ہوگی وقت سحر ہو جو مستجاب ۔ شرمندۂ اثر تو ہماری دعا نہین ۔ وزیر نے مکرر عرض کی بسر
حضور شب دیجور ہماری یمن قدم سے شمع انجمن افروز سلطانی کے روشن ہوئی اِس گفتگو مین
وزیر تھا کہ جان عالم تنہا داخل ہو ا محل مین محشر کا قیام ہوا اور نابینا مچا رنڈیونکا ازدحام ہوا مان
باپ نے گلے سے لگایا شہزادہ بالراس والعین آداب بجا لایا عین عنایت الٰہی دیکھیے

جانعالم کی والدین سے ملاقات اور تخت پر بیٹھنا اور تعیش و عشرت بسر کرنا

اُسیدم دونون کی آنکھون مین بینائی جسم مین تاب و توانائی آئی بادشاہ جلد سوار ہوا بہوؤن سے
لشکر مین جا کر دوچار ہوا شہر والون نے نثار صغیر و کبیر بر نا و پیر دوڑے دونون لشکر جلو مین ہمراہ
آگے آگے جہان پناہ روپیہ اشرفی دوردیہ تصدق ہوتا محلسرا مین لا کر اُتارا جان عالم کی مان نے

انجمن آرا اور ملکۂ مہر نگار کو دیکھا جان و دل دونون پر نثار کیا بہت سا پیار کیا مبارک سلامت کی صدا در و دیوار سے پیدا ہوئی جسنے دیکھا وہ شیدا ہوئی دوسرے دن ملکہ اور انجمن آرا نے شاہ فیروز بخت سے عرض کی کہ اگر حضور کی اجازت ہو تو شہزادے کی محلسرائے قدیم مین ہم جا کمین ماہ طلعت سے ملاقات کر آئین بادشاہ نے فرمایا وہ عورت بدبخت سخت منہ پھٹ بڑبولی فضول ہے اُسے شرمندہ کرنے سے کیا حصول ہے میان مٹھو بھی حاضر تھے بول اُٹھے قبلۂ عالم یگانگت مقتضی ملاقات ہے خفت و ذلت کی کیا بات ہے بادشاہ چپ ہو رہا شہزادیون نے سواری طلب کی طائر ران نے پیشقدمی کر ماہ طلعت کو سلام کیا اُس نے سر جھکا لیا یکایک سواریان آ پہونچین اُسوقت وہ بیچاری خفت کی ماری اُٹھی استقبال کیا دونون نے گلے سے لگایا مسند پر جا بٹھایا ملکہ بڑی مقرر خوش بیان تھی انجمن آرا اپنی طرار کہان تھی سلسلۂ کلام بدلداری تمام کھولا کہ ہماری جانب اور گمان نلانا ہم بہرحال شریک بشاشت رفیق ملال ہین توتا انجمن آرا کے سامنے آیا ماہ طلعت سے کہا حضرت سلامت اثنا زبان مبارک سے فرماؤ کہ آج سچا کون ہے جھوٹے کے منہ مین کیا ہے اور تو کیا کہون آپکی کج بحثی سے جانعالم کے ہاتھ یہ لوگ مہر جبین ماہ سیما آ لگے گرا اتنا چکر ہوا میرے سبب آپ کو ندامت ہوئی جھوٹے کے منہ مین گھی شکر ہوا انجمن آرا تو سیدھی بھولی تھی توتے سے بدمزہ ہوئی فرمایا دیوانے کیا بیہودہ بکتا ہے پھر ماہ طلعت سے کہا سنو میری جان یہ جانور بے شعور عقل سے دور حیوانیت سے مجبور ہے دنیا کا کارخانہ فنا ہونے رہا یہ حسن و خوبی عارض عارضی ہے اسپر کیا اترانا ہے یہ کیفیت یہ جوبن یہ رنگ چار دن کا ہے ناپائدار اسکا کیا اعتبار رنگ چمن دنیا جاودان نہین کوئی بہار ہے جسے خزان نہین حسن پر غرور بیجا ہے سرو رسید کہتا ہے شعر بہتا دریا ہے یہ حسن اس مین اپنے دھولے ہاتھ + بیخبر اتنا ہے کیون بر سر ساحل بیٹھا

کل من علیہا فان ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام نظم نظر پڑا جو چمن دہر مین جو ہم کو مکان + ہزار خوار ہوئے دیکھی بلبل نالان + ہمارے زعم مین اُس سا نہین کوئی نادان + جو اپنے حسن دو روزہ پہ کچھ ہوا نازان + شکستہ رنگی گل شاہد چمن سے یہ عیان + کہ اس بہار کا انجام آخرش ہے خزان + گھمنڈ اسپہ حماقت کی بس نشانی ہے + مقام عبرت و حیرت سرائے فانی ہے + آخر کار دونون نے ماہ طلعت کو شیرین زبانی اور اپنی خوش بیانی سے شگفتہ خاطر کیا دو گھڑی خوشی خوشی اختلاط رہا مگر توتا نوک جھوک چھیڑ چھاڑ کیے گیا بعد رخصت ہوئین اُس نے حاضر ہونیکا وعدہ کیا واقعی جنہین ایشر

حسن بیمثال مرتبہ جاہ و جلال دیتا ہے اُن لوگون کا دل صفا منزل غبار کلفت اور عجب نخوت سے صاف اور مرآت سینہ زنگ حسد و کینہ سے شفاف ہوتا ہے القصہ باہم بیرنج و الم رہنے لگے شب شاد بہروز فرزندان و حرم و فرحان بسر کرنے لگے سنئے پرسے وہ اجڑا شہر بسا بنائے ظلم و ستم منہدم ہوئی مروج عدل و داد ہوا و ناسابق سے حالین آباد ہوا غزان چمن سے دور ہوئی بلبلِ نالان مسرور ہوئی ایک روز جان عالم نے تمام خلقت کو در شہرپناہ پر طلب کرکے وہ بکری کا بچہ دکھا کر امیان اُسکی سُنا جلاد سے حکم کیا اسکے عضا عضا سے جدا بیدست و پا کر زاغ و زغن کو گوشت کی بوٹیان اڑا کر کھلاؤ و فکار ری کتون کو لہو بہا کر چٹا و فجبر دار شاد سر اُس بدنہاد کا تیغ جلاد سے جدا ہو گیا خلق خدا یہ حال دیکھ اچرا شنکے تھرا گئی سب نے اُس بیدین پر لعنت اور نفرین کی جانعالم نے دو لتسرا کی راہ لی اُسی روز فیروز شاہ نے تاج و تخت بیٹے کو حوالے کیا خود گوشۂ تنہائی لیا بادشاہ شب اپنی عبادت اور بیداری مین سحر کرتا تھا وہ تو صائم النہار قائم اللیل مشہور ہوا جانعالم ہر روز تخت پر جلوہ افروز ہو عدل کی داد دیکے شب کو پری پیکر دن مین بسر کرتا تھا یہ عادل و سخی و رحیم و شجاع یکتائے روزگار مشہور ہوا ذکر دونون کا تا قیام قیامت صفحۂ روزگار و ورق لیل و نہار پر اور برزبان یگانہ و بیگانہ رہا بات باقی رہ گئی نہین تو دور دوران مین کسکا دور رہا کسکا زمانہ رہا جس طرح جانعالم کے مطلب ملے اسی طرح کل عالم کی مراد اور تمنائے دلی اللہ دے علی الخصوص سامعین ناظرین راقم و مؤلف کی خواہش و آرزو بتصدق رسول عربی برآئے بحرمت النبی وآلہ الامجاد یا لنون و الصاد اسباب ظاہر یہ فسانہ نادر زمانہ مضمون چکیدۂ دل و تحریر خامہ ہے اگر دیدۂ غور و نظر تامل سے ملاحظہ کرو تو حقیقت مین کارنامہ ہے فقط جسدم نظر فیض اثر سے جناب کعبہ و قبلہ مخدوم و مکرم آغا صاحب قبلہ آغا نوازش حسین خانصاحب عرف مرزا خانی صاحب کے یہ گذرا بعد اصلاح شاگرد نوازی فرما قطعۂ تاریخ سے زینت بخشی قطعۂ اُستاد

برائے خاطر یاران و احباب
سرور این قصہ را چون کرد ایجاد
بجستم سال تاریخش نو آتش
فلک این گلستان بیخزان داد

ایک دوست یکجہت نے کہ زمانہ تعلق سے مثل سرو آزاد دلالہ درگا پرشاد ہے ہنر مین عیب پوش ہیں محبت سے الفت بیش مین آکے تاریخ ستانہ زیب فسانہ بائی

مدہوش

کہا فسانہ جو یہ عجائب سرور دلخستہ و حزین نے — کہ جسکی تاثیر سے بیان کے ہر ایک دل بیقرار دیکھا

جہان یہ کچھ گل کی گفتگو ہے وہان یہ کچھ اور رنگ دیتے — جہان خزانی خزان کی ہے سمن بہان یہ کیا کیا نہ خار دیکھا

جہان کیا غم نے ہے جگر خون نظر پڑا وان شفق کا عالم — کہین جو ہے داغ دلکا پھولا تو اُسجگہ لالہ زار دیکھا

کہین جو چشمے کا ماجرا ہے دکھائی وہ آب و تاب اُسنے — کہ چشمہ چشم سے ہر اک کے روان ہوا چشمہ سار دیکھا

کہین جو دریا کا ذکر آیا تو کشتی دل ہے نذر طوفان — جو کوہ سے نے سر کہین اُٹھایا تو جان کو سنگسار دیکھا

ہوا ہے جس جس جگہ پر اس مین بیان سحر و طلسم و جادو — تو قدرتِ حق سے اُس مکان پر نئی طرح کا حصار دیکھا

جو قید مین دیو کی پھنسا ہے کسی جگہ پر کوئی پریزاد — تو کیا نہ سامان چھوٹنے کا وہان پہ بر روے کار دیکھا

کسی جگہ پر جو جوگ آسن کا جو گیونکے بیان ہے اسمین — جو خوب چھانا تو اُسجگہ کچھ نہ غیر مشت غبار دیکھا

کہین جو آمد کی یار کے کچھ خبر کا چرچا کیا ہے اُس نے — تو دیدہ ہر اہل دید کا وا شبیہ وقعت صد انتظار دیکھا

جو وصل کی شب کا کچھ بیان ہے تو جمع ہے خاطر پریشان — جو روز ہجران کا غم لکھا ہے تو دلکو کیا انتشار دیکھا

جو بزم کا کچھ بیان کیا ہے تو کوئی محفل نہ دیکھی ایسی — جہان یہ کچھ رزم کا بیان ہے ہر اک کو اسفندیار دیکھا

کہین کھنچی ہے جو تیغ ابرو تو ہو گئے دل کے ٹکڑے ٹکڑے — کہین جو تیر نگاہ چھوٹا تو صاف سینہ کے پار دیکھا

خرابی حال عاشق ایسی کہ جسپہ رونا فلک کو آئے — کہین یہ معشوق کی ہے خوبی کہ ملک تک نذر نگار دیکھا

نہ پوچھو حال اس فسانیکا تم کہ ڈھنگ کیا کیا ہے ہین اسمین — جو حسن دیکھا تو زرد رو دیکھا جو عشق دیکھا تو زار دیکھا

ہوئی جو مدہوش کو یہ خواہش کہ سال تاریخ اس کا لکھیے
تو کھینچ کر آہ دل سے نکلا خزان سے رنگ بہار دیکھا

تاریخ از مصنف

جس نے کہ سنا اِس کو جی مین یہ لگا کہنے — یارب یہ فسانہ ہے یا سحر ہے بابل کا

تاریخ سرور اِس کی منظور ہوئی جسدم — بے ساختہ جی بولا نشتر ہے رگ دل کا

تقریظ

کسب کمال کن کہ عزیز جہان شوی • کس بے کمال ہیچ نیرزد عزیز من - دُنیا مین کمال ایک ایسا
جوہر نفیس ہے کہ جسکے سبب سے انسان ہر دل عزیز ہوتا ہے اپنا بیگانہ مزرعۂ دل مین اُسکا تخم محبت
بوتا ہے - حاضر و غائب لوگ اُسکے ثناخوان رہتے ہین دُور دُور اُسکے کمال کے بیان رہتے ہین
آدمیت عقل و فہم و ادراک سے عبارت ہے اسپر اگر کسی طرح کا کمال بھی حاصل ہے تو یہ جوہر تیغ
شرافت ہے بیکمال کی نفس الامر مین کچھ حقیقت نہین گو صاحب دولت ہو مگر عزت نہین کامل کو خواہشمند
ہزار ہین - یہی لوگ دُنیای ناپایدار مین یادگار رہین - فی زماننا ذی کمالون مین بلبل خوش الحان
حدیقۂ معانی طوطی شکرین مقال بوستان سخندانی مہر سپہر سخنوری گوہر بحر معنی گستری مضمون
آفرین بے عدیل شاعر نامی و جلیل دبیر سحر تحریر منشی عطارد نظیر انشا پردازی مین معروف نزدیک و دور
یا دشمن بحر مرزا رجب علی بیگ تخلص سرور مرحوم و مغفور ہے جنکے اشعار خوب و نثر با مرغوب
اطراف جہان و اکناف عالم مین مشہور رہین ؎ فلک تفرقہ اندازی کی بازی سے • وہ جدا ہو گئی
فرقت کا نہ تھا جسکے گمان - المختصر فسانہ عجائب جو تحریر فرمایا ہے زور طبیعت دکھایا ہے فی الحقیقت
یہ فسانہ یادگار رہے شاید بمثالی مرزا صاحب ذی وقار ہے جب پڑھئے وہی لطف قبول خاطر
و مقدر کیا کہنا عہد شباب کا لکھا ہے ہر چند اور لوگون نے تتبع کیا قدم بہ قدم چلے مگر توبہ کیجئے کیا ہوتا ہے
نہ پہونچے نہ پہلے ؎ این سعادت بزور بازو نیست • تا نہ بخشد خدای بخشندہ - الحق فسانہ عجائب
عجیب رنگین و دلفریب قصہ ہے - مرزا صاحب ممدوح کا حصہ ہے زبان کوثر کی دھولی شستہ و
رفتہ سب کو مرغوب روزمرہ محاورے بہت اچھے نہایت خوب اُردو معلے سراسر تجلی نغزی جست
لفظیش درست عبارت سلیس فصاحت آمیز معانی لطیف بلاغت انگیز سرور افزای دل انجمن آرا
جہان جان عالم ہے جتنی کہانی لاثانی دل لگی کی نشانی کی تعریف لکھئے کم ہے جہان وصل کا
بیان ہے عجیب لطف نہایت مزے کی داستان ہے جہان ہجر کا ذکر ہے وہان مرجانیکی کا ہے
جہان معرکہ نبرد ہے وہان شاہنامہ فردوسی طوسی گرد ہے جہان سحر کا بیان طلسم کی تقریر ہے
وہان اور بھی نیرنگی تحریر ہے - جہان جس چیز کا بیان ہے وہان ویساہی سامان ہے جہان
لکھنؤ کا حال لکھا ہے وہان اس شعر کا مصداق پیدا ہے ؎ اگر فردوس بر روی زمین ست

ہمین ست وہمین ست وہمین ست + مرزا صاحب موصوف کے اوصاف جمیلہ محامد جلیلہ کا شمس فی نصف النہار رہے کمالات صوری ومعنوی مین یادگار رہین و دیار امصار رہین خداوند عالم انکی مغفرت فرماوے اور اس فسانہ کی یوما فیوما زیادہ تر شہرت فرماوے —

این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد

تاریخ طبع از افضل الامثال والاقران مولنا محمد حامد علیخان حامد شاہجہان آبادی محافظ عملہ تقسیم

شرور نکتہ دان مرحوم و مغفور
مقرر ہر ذوی سخن اس بات کا ہے
کچھ ایسا اُسنے لکھا یہ فسانہ
نہ ایسا گوش سامع نے سُنا ہے
فسانے سب ہین اسکے سامنے ہیچ
سراپا خوبیون سے یہ بھرا ہے
زبان کی کیفیت اس مین الگ ہے
تعلق وہ اسی مرحوم کا ہے
جناب حضرت آغا نوازش
یہ بلبل بھی اسی گلزار کا ہے
یہ مطبع بھی اسی مطبع کی ہے شاخ
کہ جسپر بخششون کا خاتمہ ہے
نمکخوارون مین اسکے جو ہوا وہ
کہ خاصیت مین مثل کیمیا ہے
مین کون ایسا ہے کہ اسکا
شجاعت مین وہ رستم سے سوا ہے
مگر اسکے مہتمم مطبع بھی ہے وہ شخص
بڑا لایق بڑا ذی مرتبہ ہے
لکھون جو کچھ مین ان دونونکو حق ہے
مری یہ آخری اب التجا ہے

عجب ذی مرتبہ شاعر ہوا ہے
وہ اس فن مین ہوا انقاش اول
کہ جس کو دیکھئے اسیر فدا ہے
فسانہ اسطرح یہ اُس نے لکھا
کوئی قصہ نہین اس لطف کا ہے
یہ افسانہ ہوا مشہور عالم
عبارت کا مزہ اس مین جدا ہے
ہے اس اُستاد نامی کا جو اُستاد
غزل خوانی مین جو یکتا ہوا ہے
اور وہ اخبار مطبع ہی جو نامی
یہان بھی بار ہا چھاپا گیا ہے
پراگ اول مین نارائن ہو آخر
امیرانہ بسر فرما رہا ہے
مطابع اُسنے وہ جاری کئے ہین
دل وجان سے نہین مدحت سرا ہے
بہرصورت ہے وہ ممدوح کونین
نہین مانند اُسکے دوسرا ہے
ذہانت قابلیت مین ہے یکتا
لکھون جو کچھ انہین مین وہ بجا ہے
غرض تاریخ کی مجھکو ہوئی فکر

کلام اسکا ہے مقبول خلایق
اُسی سے اسکی گویا ابتدا ہے
نہ ایسا چشم بینا نے ہے دیکھا
کوئی لکھے جواب مقدور کیا ہے
ہے خوبی دیکھنے پر اسکے موقوف
اس افسانہ کی شہرت جا بجا ہے
لکھا بعد اسکے جس نے جو فسانہ
اُسے بھی ایک عالم جانتا ہے
غزل گوئی مین بھی وہ فرد وگذرا
اُسی مین بارہا چھپ چکا ہے
مگر مطبع کا مالک بھی ہے وہ شخص
کہ یہ نام مبارک کا پتہ ہے
در دولت پہ اُسکے کیون نہو فیض
کہ جن سے دین و دنیا کا بھلا ہے
سخاوت مین ہے حاتم سے زیادہ
خدا نے نام نیک اُس کو دیا ہے
ہو یا لال آخر مین ہو اول مین بھگوان
یہ منشی جی کو قسمت سے ملا ہے
ہین یہ سب کے سب دلشاد و خرم
کہا ہاتف نے کیون تو سوچتا ہے

اگر تاریخ کی ہے فکر حامد	الٰہ اچھی داستان فرحت فزا ہے
	۱۲۹۲

تاریخات طبع از عدیم المثال مورخ کامل منشی بھگوندیال صاحب عاقل ایجنٹ مطبع

چو شد مطبوع این نادر فسانہ	ز تصنیف سرور خوش بیانی	پی تاریخ ہجری گفت عاقل	سرور آیین چہ نادر داستانی

ایضاً

طبع شد این فسانہ نادر	بجدا ہست خوشنما فقرہ	گفت تاریخ ہجریش عاقل	فرحت انگیز دل کشا فقرہ

ولہٗ

یہ وہ قصہ ہے جان فزا بجدا	جس سے دل کو سرور وافر ہے	سال ہجری مین تو یہی عاقل	کہیہ زیبا سرور خاطر ہے

خاتمۃ الطبع

بحمد اللہ والمنۃ کہ قصہ نادر و غرائب اسم باسمے فسانۂ عجائب معروف و مشہور نزدیک و دور من تصنیف لطیف ماہر نکات سخنوری واقف رموز شاعری سخنور ذی شعور فخر الشعرا مرزا رجب علی بیگ سرور مرحوم و مغفور تلمیذ ارشد کلیم سخندانی موحد شعر خوانی آغا نوازش حسین علیخان معروف بہ مرزا خانی بہ مطبع نامی گرامی منشی نولکشور واقع شہر لکہنؤ زیر سرپرستے معلے القاب عالیجناب بری المجد والمحاسن منشی پراگ نرائن صاحب مالک مطبع دام اقبالہ باہتمام منصرم کامل منشی بھگوندیال صاحب عاقل ایجنٹ مطبع بہ تصحیح تمام و تنقیح مالاکلام بماہ مارچ سنہ ۱۹۱۶ع تیئیسوین مرتبہ طبع ہوا۔

اعلان

حق تصنیف اس فسانہ عجائب کا مصنف نے بحیات خود بذریعہ تحریر مطبع منشی نولکشور کو ہبہ کیا اور بموجب دفعہ ۱۸ ایکٹ ۲۰ سنہ ۱۸۴۷ع حق تصنیف پر رجسٹری ہوئی

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائیگا۔

کتب خانہ
جامعہ عثمانیہ

۱- اراکین مجلس اعلیٰ، مجلس عاملہ، مجلس انتظامی، صدور شعبہ جات و نصاب [illegible] کتابیں ایک بار [illegible] لے سکتے ہیں

۲- اساتذہ جامعہ عثمانیہ و کلیات جامعہ، عہدہ داران جامعہ، اراکین دارالترجمہ [illegible] کتابیں ایک ماہ کے لیے لے سکتے ہیں

۳- طلبائے ایم اے، ایل ایل بی [illegible] دو کتابیں [illegible] لے سکتے ہیں

[illegible] کے طلبہ تین کتابیں [illegible] لے سکتے ہیں

۴- مدت مقررہ [illegible] کتابیں واپس نہ ہونے پر [illegible] لیا جائیگا

[illegible] کتاب [illegible] کی قیمت [illegible] کا ادا کرنا لازم ہے

[illegible]